WWW.PAKSOCIETY.COM

سمیرا حمید

یارم

— ۹ —

نویں اور آخری قسط

یوں جیسے امیر شہر چٹان پر ہی کھڑا رہ گیا ہو اور زہر بجھے نیزوں نے اس کے شہر کی زندہ سانسوں کو مالِ غنیمت کی طرح لوٹنا شروع کر دیا ہو۔

"شہر حیات۔" پر آگ کے گولے برسائے جانے لگے اور خاتمے کی راکھ آگ کی لپٹوں میں دیک بنی گھس گئی ہو۔

"امیر شہر سڑک پر اپنا جہاں لٹتے دیکھ رہا ہے۔"

موت کی سانسیں نہیں ہوا کرتیں، پھر بھی وہ زندگی کی لو پھونک مار کر بجھا دینے کا اختیار بحکم خدا اپنے اختیار میں رکھتی ہے۔

اس کے شہر پر یہ پھونکیں تیز آندھیوں کی طرح چلیں اور افواجِ یارم (مسمار کرنے والا) کے ہاتھوں اس نے اپنے قلعے کو چٹان سمیت منہدم ہوتے دیکھا۔

اور پھر یوں چشم اندھ پوش ہو گئیں۔۔۔ سماعتیں معزول شہر ہیں۔۔۔ اور دہن نے ماتم زدوں کی چوکھٹیں جا تھامیں۔

"مر اور مرن۔۔۔" زندگی دو لفظ ہے۔

سیکیورٹی فورس نے امرحہ کی طرف یکدم یلغار کی اور وہ اس کے گرد اپنی ڈیفنس شیلڈز لیے دائرے میں کھڑے ہو گئے اور دوسرے کچھ کھڑے، کچھ گھٹنوں پر

http://www.booksthe.net/
http://www.urdutube.net/
Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

پوزیشن لیے ربڑ کی گولیاں فائر کرنے لگے' جبکہ وہ اس طرف ایسے ایستادہ رہا جیسے اب وقت آخر تک یہ ہی حکم اس پر مہر تھا۔

شوریک دم دھماکوں کی صورت پھٹا۔ انسانی بستی کے گولے نے کشش کا تھال الٹ دیا اور برازیلا اسٹیڈیم زمین سے پہلے اٹھا اور پھر ہر چیز اپنی حد بندی سے نکل جانے کے لیے اپنی حدوں کی نافرمان ہوئی اور عمارتیں اور لوگ بے وزن ہونے لگے۔ پھول اور درخت۔ جھیلیں اور آبشاریں۔ سبزے اور خطے کرہ زمین سے اٹھنے لگے۔ بہاریں اور نغمے۔ ابابیلیں اور فاختائیں۔ خوشبوئیں اور میوے بھی پیچھے نہ رہے۔

"اور اے ابن الوقت! ان دو لفظوں کی حقیقت مجھ پر اب کھلی۔"

"امر" یار کا ہونا اور "مرن" اس کا نہ ہونا۔

اپنے ہی جسم کے جلنے کی بُو بیلا تامل اس کے نتھنوں میں گھسنے لگی۔ حرکت کرنے کے لیے جو طاقت درکار تھی' وہ اس کے دائرہ اختیار میں نہ تھی۔ کارل' ویرا یا سائی اس طرف اس کے پاس کوئی نہیں تھا۔ وہ اس طرف سامنے امرحہ کے پاس تھے' جو شدت تکلیف میں ہوگی یا تکلیف سے مبرا ہو چکی ہوگی۔

الہام اس کے کانوں میں پھونکیں مارنے لگے اور پیش گوئی کی زبانیں نکل آئیں۔

سائرن بجاتی ایمبولینس آئی۔ سیکیورٹی فورس نے اب جیسے دبنگ دھاوا بول دیا اور سڑک سے ہجوم ایسے چھٹنے لگا جیسے وہ سب اسی ایک سانحے کے انتظار میں تھے' جو عالیان پر گزر چکا تھا۔ ہیلی کاپٹر پرواز کر رہے تھے۔ ایمبولینسز اور رضاکار تیزی سے حرکت میں آچکے تھے۔ فورس سڑک پر اور اطراف میں جال کی طرح پھیل گئی۔ دو اہلکار دور سے عالیان پر بھاگتے ہوئے چلائے' پھر ایک چلاتے ہوئے اس کے قریب آیا اور جھک کر اسے بازو سے پکڑ کر اٹھا کر گھسیٹنے لگا۔ ساتھ وہ تیز آواز میں کچھ کہہ رہا تھا اور پھر اتنی افراتفری میں اس نے ذرا کی ذرا رک کر جھک کر اسے دیکھا اور چونک گیا۔

"تم ٹھیک ہو؟" اس نے پوچھا۔

ایمبولینس اب جا رہی تھی۔ اور وہ اس کے قریب سے گزر گئی۔ نتھنوں سے بو اس کے اندر اترنے لگی۔

امیر شہر نے اپنی ہتھیلیوں کو خالی پایا' جیسے ابتدائے وقت سے اٹھا ہجر و وصل کی دھرتی پر قیام گاہ بنا تا' ابدیت کی مشعلوں سے روشن "شہر" اجڑ گیا۔

"تو امرحہ چلی گئی۔ یا جا رہی ہے۔ یا چلی جائے گی۔"

دل نے دھڑکنیں مستعار لیں' سانسوں نے زندگی کو التجائیہ صدا دی اور اس کے بجتے میں سیکیورٹی اہلکار نے اسے ایک محفوظ حصے کی طرف اچھال سا دیا اور تیز آواز میں ایک سمت چلے جانے کا اشارہ کیا۔ لیکن وہ سیکیورٹی اہلکار کے بتائے اشارے کے مخالف سمت بھاگا اور راستے میں آنے والے سیکیورٹی اہلکاروں کو دھکیلتا اور پھلانگتا ہوا اس مقام تک پہنچ گیا' جہاں سڑک سرخ تھی اور کانچ کی بوتلیں ٹوٹی ہوئی بکھری پڑی تھیں اور خون کے چھینٹے کانچ پر جمع تھے۔

اس بار تین' چار اہلکار اس کی طرف لپکے کہ اسے اٹھا کر کہیں پھینک دیں کہ وہ تیزی سے ان سے ٹکراتا ہوا اس جگہ پر جھک کر بیٹھ گیا اور خون پر اپنے ہاتھ رکھ لیے۔

"اور سن اے شہریاراں کی ملکہ! اس میں ذرا وقت نہ لگا اور میں تم ہو گیا اور تم ہی رہ گیا۔"

اور اس کے آنسو اس خون پر گرے جو امرحہ کا تھا۔ اہلکاروں نے اسے کوئی ضدی' عجیب و غریب حرکتیں کرنے والا فین سمجھ کر گردن' بازو اور کالر سے پکڑ کر اٹھایا اور اسے دور لے جانے لگے۔

☆ ☆ ☆

جب اسے ایسے سڑک سے دور لے جایا جا رہا تھا تو سائی نے پیچھے سے چلا کر اس کا نام لیا۔

"کب سے ڈھونڈ رہا ہوں تمہیں' کہاں تھے تم؟"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سائی اس کی طرف بھاگا آیا اور اہلکار کو اپنا یونی ورسٹی کارڈ دکھایا۔ اہلکار نے اس کا بازو چھوڑ دیا اور تیز تیز یہ کہہ کر چلا گیا کہ جلد سے جلد اپنی جائے رہائش کی طرف چلے جائیں۔ اس دوران عالیان سہم کر سائی کو دیکھ رہا تھا اور پھر وہ سائی سے الگ' آگے تیز تیز چلنے لگا۔ سائی کے لیے عالیان کی یہ حرکت غیر متوقع تھی۔

"عالیان!" سائی چلایا اور اس کے پیچھے لپکا۔

"کہاں جارہے ہو؟" اس کی طرف تیز چال میں بڑھتے ہوئے سائی نے ہانپ کر کہا۔ ان چند منٹوں کی بھاگ دوڑ میں وہ بری طرح سے تھک چکا تھا۔

"یہ اب مجھے بتائے گا کہ امرحہ کے ساتھ کیا ہوا؟"

عالیان بھاگنے لگا۔ اس نے سوچا اور چاہا کہ بس اب وہ دنیا میں کہیں جا چھپے کہ اسے معلوم ہو سکے اور نہ کوئی اسے بتا سکے کہ امرحہ چلی گئی۔ وہ کبھی اس خبر کی پذیرائی نہیں کر سکے گا۔ وہ کبھی اس کی آنکھوں کے بند ہو جانے کو اپنی کھلی آنکھوں سے نہیں دیکھے گا۔ کبھی نہیں۔

"عالیان تم اسپتال جارہے ہو؟" اس کے ردعمل سے عاجز سائی چلایا۔ اس کے سمجھ میں نہیں آرہی تھی کہ عالیان کر کیا رہا ہے۔ یا پھر یہ اپنا دماغی توازن کھو چکا ہے۔

عالیان نے رفتار تیز کر دی۔ اپنے بگڑے دماغی توازن کی تصدیق کر دی۔ سائی نے جیسے بھانپ لیا۔ اس کا دل بھر آیا اور رندھی ہوئی آواز میں وہ چلایا۔

"اسٹریچر پر لے جاتے ہوئے اس نے تمہارا نام لیا تھا۔"

خود کو آگے لے جاتا' سڑک کو پیچھے چھوڑتا عالیان رک گیا۔ ہجوم' سیکیورٹی فورس' اسٹیڈیم' افراتفری' آنسو گیس' سب پیچھے رہ گئے تھے۔ البتہ شور اپنی موجودگی کی گواہی ابھی بھی دے رہا تھا۔ سیکیورٹی فورس کی گاڑیاں' ایمبولینس' فائر بریگیڈ کی گاڑیاں آجارہی تھیں۔

اس نے پلٹ کر سائی کو دیکھا' پھر شجر ستاروں سے مزین آسمان کو اور یہ دیکھنا ایسا دیکھنا ہو گیا جیسے خدا تک جانے کا راستہ تلاش کر رہا ہو۔

"وہ زندہ ہے نا سائی؟" فاصلے سے وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہے' پھر اس نے کچھ وقت ہمت مجتمع کرنے کے لیے لیا اور پھر پوچھا ایسے جیسے اس نے سر پر وہ تھال اٹھا رکھا ہو جس کے سب ہی چراغ بجھ چکے ہوں اور صرف ایک ایسے جل رہا ہو جو بجھ جانے کے قریب ہی ہو۔

"آؤ اسپتال چلیں عالیان!" سائی اس کے قریب آچکا تھا اور اپنی انگلیوں سے اس کے بھیگے بھیگے گال صاف کر رہا تھا۔

"خدا کے لیے بتاؤ سائی!"

"اسے کچھ نہیں ہوگا عالیان!" اس نے عالیان کے دونوں ہاتھ پکڑ کر محبت سے ان پر دباؤ ڈال کر وہ کہا جو کہنا ضروری تھا۔ پرامید رہنے کے لیے بہت ضروری۔

"اسے کچھ نہیں ہوا۔ یہ کہہ دو خدا کے لیے۔"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس نے اپنے ہاتھ چھڑوا کر سالی کو شانوں سے تھام کر جھنجھوڑا۔

"پلیز کہہ دو۔" کھڑے رہنے کی طاقت پھر سے ختم ہونے لگی اور وہ کھڑے رہنے سے معذور ہو کر جانے پر مجبور ہو گیا۔ سالی اس کے پاس نیچے بیٹھ گیا اور اس کے گال کو شفقت سے چھوا۔

"آؤ عالیان! ہم خدا سے دعا کریں۔"

تھوڑی دیر ان کے درمیان خاموشی رہی' جیسے انسوؤں کی چاپ پر کان دھرنے جا رہے ہوں۔

"آؤ۔ ہم امرحہ کے پاس چلیں۔" سالی نے کہا جس پر عالیان نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا۔ دیکھنے کا یہ انداز امید کی کرن کھوجنے جیسا تھا۔

کیا روم کے مصوروں نے "عشق عیاں" کے سائے تلے بنائے اپنے شاہکاروں پر سیاہ دوات انڈیل دیں' جبکہ اس کے وجدان نے سنگ دلی کو آنکھوں پر بٹھائے اور رحم دلی کو بالائے طاق رکھتے اپنے مرتب سوالنامے میں سے پہلا سوال اس پر داغا اور وہ بلبلا اٹھا۔

"کیا الہامی اوراق حکم کی بجا آوری کے لیے رازداری اور پوشیدگی سے پھڑپھڑائے؟" دوسرے نے پہلے وجدان کو مات دی۔

"اور کیا دجلہ و فرات میں جوار بھاٹا اٹھا اور پربت کی چوٹیاں سوگ میں اس لیے جھک آئیں کہ آفاق نے تمہاری دعاؤں کو الٹ دیا' کیونکہ انہوں نے "ہجر یار" کو مرقسم پایا۔ اور کیا سزا کے لیے تمہارا زندہ رہنا قائم ٹھہرا' اور مبارک ساعتوں کو ہمیشہ کے لیے رخصت کر دیا گیا۔"

سالی نے دیکھا کہ وہ سکڑتا جا رہا ہے جیسے مٹ جانے کو ہے۔

"کیا "بحر یاراں" پر رواں سفید بادبانی کشتیاں بس ڈوب جانے کو ہو گئیں اور "مشک آہو" مشک کافور۔۔۔ "کافور" ہوا۔

☼ ☼ ☼

اسپتال کے کوریڈور میں کھڑے اس کی آنکھیں خشک ہونے میں نہیں آ رہی تھیں۔ کارل' ویرا' سالی اور باقی سب اس کے اردگرد' آس پاس کھڑے تھے۔ ویرا اس کا ایک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر سہلا رہی تھی۔ اس کے اپنے ہاتھ کانپ رہے تھے اور وہ زندگی میں پہلی بار کمزوری اور کم ہمتی کا شکار ہوئی تھی۔ ساری انسانی طاقت ٹھیک اس جگہ بے بس ہو جاتی ہے جہاں "ہو جا" کا حکم لگ جاتا ہے۔

کارل کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ عالیان سے ایسا کیا کہے کہ وہ آرام سے کہیں بیٹھ جائے اور پانی کے دو گھونٹ ہی پی لے۔ دیوار کے ساتھ لگ کر وہ کب تک ایسے ہی کھڑا رہنا چاہتا ہے جیسے "آنے والوں" اور "جانے والوں" کا راستہ روک لے گا۔

رات کے دو بجے کا وقت ہے۔ ان سب کو وہاں کھڑے کئی گھنٹے گزر چکے ہیں۔ آپریشن تھیٹر سے امرحہ کو آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔ وزنی بوتل کی دو ضربیں اس کے سر کے پچھلے حصے اور گردن سے ذرا نیچے لگی تھیں۔ گولی اس کا بایاں شانہ چھو کر گزری تھی۔ وہ گولی اس کے دل' اس کے سر' اس کی آنکھ پر لگتی' اگر بوتل کی ضرب سے وہ اپنا توازن کھو کر لڑکھڑا نہ جاتی۔ پھر وہ وہیں مر جاتی۔

کتنی ہی بار لیڈی مہر' سادھنا' شارلٹ' مورگن فون کر چکی تھیں' لیکن عالیان نے کسی سے بھی بات نہیں کی تھی۔ وہ بس خاموش کھڑا تھا۔ بچپن سے لے کر اب تک کی زندگی اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہی تھی۔ وہ کھڑکی کے پاس کھڑا مارگریٹ کا انتظار کر رہا ہے۔ مارگریٹ کو سسکتے ہوئے سن رہا ہے۔ کنڈز سینٹر کے کسی کونے میں چھپا بیٹھا رو رہا ہے۔ لاما مہر کے سینے سے لگا خود کو رونے سے روک رہا ہے۔ وہ جتنا کچھ بھی دیکھ رہا تھا ان میں خود کو دکھوں میں گھرا ہی دیکھ رہا تھا۔

پھر ان مناظر میں امرحہ آ گئی اور بار بار پلٹ کر آتی رہی۔ خود پر اختیار رکھتے اس نے امرحہ کو آنکھوں کے سامنے سے ہٹنے نہیں دیا' کیونکہ اسے یہ خوش فہمی لاحق ہوئی کہ ایسے وہ امرحہ کو زندہ رکھے ہوئے ہے اور

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

یہ ایک خوش آئند عمل ہے۔ جبکہ اسی دوران جب جب اسے ماما مارگریٹ مابوت میں آنکھیں بند کیے نظر آئیں تو وہ سہم کر چونک چونک جاتا۔ اسے بدشگون جانتا اور فوراً" نظرانداز کردیتا۔

کارل اور ویرا کتنے ہی طریقوں سے ڈاکٹرز اور اسٹاف کی منت کرچکے تھے کہ انہیں دور سے امرحہ کو دیکھ لینے دیا جائے' لیکن انہیں اجازت نہیں مل رہی تھی۔ رات چار بجے کے قریب کارل دس منٹ کے لیے ایک سینئر ڈاکٹر کے آفس میں گیا اور صرف پانچ منٹ کی اجازت لے کر باہر آیا۔ عالیان کا ہاتھ پکڑ کر اسے آئی سی یو ڈپارٹمنٹ کے اندر کیا اور ایک نرس آگے اسے امرحہ کے کمرے کے سامنے شیشے کے اس طرف لے آئی۔

وہ امرحہ کو دیکھنا بھی چاہتا تھا اور نہیں بھی' وہ یہ ہمت کر بھی رہا تھا اور نہیں بھی۔ اس نے سر جھکا رکھا تھا اور اسے اٹھانے کے لیے تیار بھی تھا اور نہیں بھی۔ کیونکہ کسی چلتے پھرتے انسان کو بے بسی سے زندگی اور موت کے بستر پر پڑے دیکھنا سب سے بدترین منظر ہوتا ہے۔ ایسے مناظر اپنی تاب میں بے مثال ہوتے ہیں۔

اس نے ایک ہاتھ پھیلا کر شیشے پر رکھا اور پھر دوسرا دس انگلیوں کی جھریوں میں سے ایک جھری پر اپنی آنکھ رکھ دی اور دوسری آنکھ کو تین انگلیوں کی اوٹ میں بند ہی رکھا۔ نقشین اخروٹی قد آدم آئینہ ہے جو ارغوانی پوشاک میں ملبوس' گھیردار فرشی دامن کو گھٹنوں سے ذرا سا اوپر اٹھائی امرحہ کو منعکس کررہا ہے۔ شفاف روشنی گندم کی بالیوں کی طرح اس کے ادھ گندھے بالوں میں جھوم رہی ہیں۔

ڈریگن پریڈ سے پہلے وہ یہ خواب دیکھتا تھا۔

زخموں میں جکڑی اور مختلف مشینوں اور ٹیوبوں سے منسلک امرحہ کو اس نے دیکھا اور آنکھ بند کرلی۔۔۔ انگلی کی جھری سمیٹ لی' خواب کی کھڑکی کھول دی۔

"اس کے جوتے کا بکل بند ہونے میں نہیں آرہا اور اتنی گھیردار پوشاک اسے الگ سے تنگ کررہی ہے۔"

اس نے آنکھ کو کھولا اور اسے قطعاً" نہیں سلا کہ وہ ٹھیک سے کام کرے۔ ایسے منظر کو دیکھنے کے لیے شفاف بینائی کی ضرورت بھی کسے تھی بھلا۔

دونوں ہاتھوں سے اس نے گھٹنوں سے ارغوانی ریشم کو پکڑ کر اٹھا رکھا ہے اور وہ نیچے بیٹھ کر اس کے جوتے کا بکل بند کررہا ہے اور پھر سر اٹھا کر مسکرا کر اسے دیکھتا ہے۔

"تم سے اتنا سا کام بھی نہیں ہوتا؟" وہ کہہ رہا ہے۔

"اگر ہوجاتا تو تم یہ شرف کیسے حاصل کرپاتے؟" آنکھیں ترچھی کرکے گردن کو لوا سے ذرا اور اٹھا کر اس نے کہا۔

آنکھیں بند رکھے گردن سیدھی کیے اس نے اب خاموش رہنا پسند کیا۔

اگر اسے اندر جانے کا موقع دیا جائے تو وہ آنکھوں پر پٹی باندھ لے اور صرف ہاتھ سے چھو کر اسے محسوس کرے۔

تم نے یہ پیغامات مجھ سے نہیں لیے تو میں نے یہاں باندھ دیے۔

"رک جاؤ۔"

"روک لو۔"

انگلیوں کی جھریاں اس نے پھر سمیٹ لیں اور اپنے جھکے شانوں اور بند آنکھوں اور اپنے اونچے قد کے ساتھ وہ ایک "دعا" میں ڈھلنے لگا۔

حمزہ توقف کے گاؤں میں سفر پر جانے والوں کی بخیریت واپسی کے لیے پرانے دیپ محل میں رکھ دیے گئے اور پھر گاؤں بھر کی چوکھٹیں چراغوں سے سج گئیں۔۔۔ اور اب وہ یقین رکھتے ہیں کہ ان کی لوئیں دھیمی ہونے سے پہلے مسافر لوٹ آئیں گے۔ شیشے کی دیوار پر پھیلی ہتھیلیوں پر اس نے اپنا سر ٹکا دیا اور اس کا وجود "لو" میں بدلنے لگا اور دعا کے چراغوں میں جل جانے کو ہوا۔ جانے والوں کی راہ میں ایک ایک کرکے چراغ رکھے جانے لگے اور دور کہکشاؤں کے ہجوم کو چیرتی ان کی لوئیں "عرش معلیٰ" پر سجدہ ریز ہونے کو باوضو ہوئیں۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دعا میرا کلام ہے۔
اس پر میرا اختیار ہے۔
قبولیت اس کا "جمل" ہے۔
جو میرا خدا ہے۔ جو میرا خدا ہے۔

اسے اب اس دعا سے ضروری کام کوئی اور نہیں تھا۔ اس کا ارتکاز بیرونی دنیا کی کوئی مداخلت نہیں توڑ سکتی تھی۔

کارل نرس کے ساتھ آیا' شاید نرس اسے شائستگی سے کہہ کر اور اس کا شانہ ہلا ہلا کر تھک چکی تھی۔ کارل نے اسے شانوں سے تھاما اور باہر لے آیا۔ لیکن دراصل وہ وہیں "مقام دعا" پر ہی کھڑا رہ گیا۔ وہ کسی کو یہ نہیں سمجھا سکتا تھا کہ اپنی من پسند جگہ پر موجود ہونے کے لیے وہاں ظاہراً سر جود ہونا ضروری نہیں۔

کارل نے اسے ایک جگہ بٹھا دیا اور خود بھی ساتھ بیٹھ گیا اور کتنی ہی دیر وہ اسے دیکھتا رہا' شاید وہ پوچھنا چاہتا تھا۔

"اتنی زیادہ محبت کرتے ہو تم امرحہ سے۔ اتنی کہ مر رہے ہو اس کے لیے؟"

ذرا دور بیٹھے ویرا اور سائی نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ ویرا اپنی ہتھیلیاں مسلنے لگی' جو وہ نہیں کیا کرتی تھی' لیکن اب وہ سب ہوگا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا' وہ اٹھ کر عالیان سے دور چلی گئی۔ اس کے لیے مشکل تھا اسے ایسے دیکھنا' کتنا کچھ زندگی میں ایک دم سے مشکل ہو گیا تھا۔ جیسے گن گن کر سانس لینا۔ کوئی کارل سمیت ان سب سے پوچھتا اب تک کتنی گنتی ہو پائی ہے۔

☆ ☆ ☆

"ساوھنا! کمرے کی کھڑکی کھول دو۔" نشست گاہ میں بیٹھے انہوں نے کہا۔

"اتنی ٹھنڈ میں؟"

"ہاں۔ کھول دو' بلکہ سب کھڑکیاں کھول دو۔"

"آپ کو ٹھنڈ لگ جائے گی۔"

"ٹھنڈ لگ جائے کوئی غم نہ لگے۔" انہوں نے بڑی دل گرفتگی سے کہا۔

دونوں کئی گھنٹوں سے خاموش نشست گاہ میں بیٹھی تھیں۔ ساوھنا نے اپنی عبادت کی تھی اور لیڈی مہر نے اپنی۔ اور دونوں نے ایک ہی انسان کے لیے کتنی ہی دیر دعائیں کی تھیں۔ فون ان کے پاس ہی رکھے تھے اور جب بھی کوئی فون بجتا تھا تو دونوں ہی اسے اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہوتی تھیں۔

لیڈی مہر اپنی آنکھیں پونچھ رہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

آنکھیں بار بار صاف کرنے پر بھی خود بخود نم کیوں ہو رہی ہیں اور ان کے ہاتھ پیر کیوں کانپ رہے ہیں۔ یہ سمجھ نہیں آ رہی۔ انہوں نے امرحہ کو فون کیا' لیکن اس کا فون بند جا رہا تھا۔ انہوں نے خود ہی سوچ لیا کہ میچ دیکھ رہی ہوگی۔ موبائل کی چارجنگ ختم ہو چکی ہوگی۔ چند گھنٹے انہوں نے مشکل سے گزارے۔ فون پھر بھی بند ہی ملا۔ اٹھ کر نفل پڑھے' دعا مانگی' لیکن دل پر گہری ہوتی افسردگی کم نہیں ہوئی۔ بس ان کا دل امرحہ میں ہی اٹکا تھا اور بس یہ ہی چاہت تھی کہ اس کی آواز سن لیں۔ انہوں نے ساوھنا کو فون کیا۔

"امرحہ فون نہیں اٹھا رہی' تم ویرا یا این کا نمبر دو یا سائی کا۔"

ساوھنا چپ ہو کر سوچنے لگی' پھر کچھ دیر بعد بولی۔

"وہاں سگنلز کا مسئلہ ہے شاید۔ میں این اور ویرا کو خود بھی فون کر رہی ہوں۔ کسی کا نمبر نہیں مل رہا۔ یہ بچے باہر جا کر لاپروا ہو جاتے ہیں۔ گھوم پھر کر واپس ہوٹل آئیں گے تو خود ہی کر لیں گے۔" ساوھنا نے جھوٹ بولا۔

"میچ تو کب کا ختم ہو چکا ہوگا۔"

"ہاں۔ پر سنا ہے میچ کے بعد وہاں سڑکوں پر بڑا مارچ ہوتا ہے۔ میچ انگلینڈ جیت گیا ہے۔ تو شاید۔" ساوھنا کی زبان لڑکھڑا سی گئی۔

دلوا نے فون بند کر دیا۔ ٹی وی پر چلنے والی برازیلا اسٹیڈیم میں ہونے والے تصادم کی چھوٹی سی خبر انہوں

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے دیکھی نہیں تھی اور ان کے علاوہ گھر میں کسی کو معلوم ہی نہیں تھا کہ امرحہ اس وقت برازیل میں ہے۔ دونوں کے درمیان کے معاملات زیادہ تر دونوں کے درمیان ہی رہتے تھے۔ دادا کو امرحہ کے علاوہ کسی کی پروا نہیں ہوتی تھی اور امرحہ کو دادا کے علاوہ کسی اور سے بات نہیں کرنی ہوتی تھی۔

☼ ☼ ☼

مقام بے نام و نشان اور مکڑی کے سے جالوں میں گھرنے کی کیفیت۔

خاردار باریک تار سے جالوں کو کاٹ کاٹ کر وہ عاجز آچکی تھی۔ اندھیارے روشنائی پر حملہ آور تھے اور روشنی اندھیاروں سے پسپا۔ کبھی اس کے پیر سخت زمین کو چھوتے اور کبھی وہ ڈگمگا جاتی اور کبھی وہ بے وزن شے کی طرح بے سمت تیرتی۔

لامکاں کی حالت تھی اور سفر کا گمان۔

اس کے دونوں بازو بالخصوص بایاں بازو ایسے جل رہا تھا جیسے وہاں دہکتے انگارے دبا دیے گئے تھے۔ وہ تھک چکی تھی۔ اوب چکی تھی، لیکن جال جیسے کاٹتے رہنا تھا۔ جتنی تیزی سے وہ کاٹتی اتنی ہی تیزی سے وہ اور بنتے چلے جاتے، جیسے لاکھوں کروڑوں مکڑیوں کو وہاں ٹانک لگا کر بٹھا دیا گیا ہو۔ انہیں اس کی سزا کے لیے یہ حکم دیا گیا ہو۔ اجالے سے منحرف اور تاریکی کے وفادار گولے اس پر دانے گئے اور اس کے سر کے پچھلے حصے میں تکلیف اٹھی۔ نامعلوم اتھاہ گہرائیوں کے دوسرے گولے بھی اس پر حاوی ہونے لگے۔ وقت کا سلطان "ابہام" روپوشی سے نکل آیا۔

سب گڈمڈ ہونے لگا اور جالوں نے یک دم اس کے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لیا اور اسے ایک سمت گھسیٹنے لگے۔ اس کی ساری قوت ختم ہوگئی۔ اور خیال عقل و ذہن سے ماورا ہوگیا۔ شبہات ابھرنے لگیں۔ اشکال بننے لگیں اور اس کے راستے میں آنے لگیں۔

"اگر میں جوان ہوتا تو تمہارے ساتھ کرکٹ کھیل لیتا، لیکن میں تو بے چارا سا، بوڑھا سا انسان ہوں نا۔ جلدی تھک جاتا ہوں۔"

آواز راستہ بنا کر آئی اور اسے چھو کر گزر گئی۔ دوبارہ پھر اس کے قریب سے گزری اور مٹ گئی۔ سڑکیں، عمارتیں، زمینی ٹکڑے، اجسام اور چیزیں اس کے اطراف سے آبشار ہونے لگیں۔

"مجھے ویرا کہتے ہیں، سپر پاور روس کو تو تم جانتی ہی ہوگی۔ میں اسی ملک کی سپر گرل ہوں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم مجھے دی ویرا کہو۔"

ویرا کی اشکال مختلف زاویوں میں بن کر بکھر گئیں۔

وہ سائیکل سے گر گئی ہے۔ "تمہیں ہر حال میں ریس جیتنی ہے، میری ایک ٹانگ ٹوٹ جائے یا تمہاری دونوں۔"

زاویوں میں بنی اشکال نے اسے بھگا لیے جاتے جال پر ہاتھ مارے، پر ہاتھ معلق ہی رہ گئے۔ سمت نامعلوم کی طرف سفر جاری رہا۔ ویرا کہیں پیچھے رہ گئی۔ نئی اشکال بننے مٹنے لگیں۔ اس نے سائی کو دیکھا اور کارل کے پاس سے گزری اور اسے ٹھنڈے برف سے پانی میں ڈوبنے کا جان لیوا احساس ہوا، اس کا خون جم گیا اور خاردار جال اس کے یخ گوشت میں گھسنے لگا۔ ٹھنڈ کا احساس ہر طرف پھیل گیا۔ تکلیف حد سے سوا ہوگئی۔ تیز روشنی اور گھپ تاریکی ہاتھ ملاتے اور چھڑاتے رہے۔

وہ یونی میں کھڑی ایڑی کے بل گھوم رہی ہے۔

اس کے کانوں میں شور بڑھ گیا، جیسے دھرتی پر موجود سارے حشرات کرلا رہے ہوں۔ اس کا سفر اور تیز ہوگیا۔ دھڑا دھڑ کئی اور گولے اس کی طرف اچھالے گئے۔ مکڑیوں نے اور پھرتیاں دکھائیں اور اسی دوران فرش سے اٹھتی عرش کی بلندیوں کو چھوتی ایک آواز اس کی یخ حساسیت سے ٹکرائی اور خدا کی پناہ میں اسے جا سمٹنے کو ہوئی۔

وہ اندھا دھند بھاگ رہی ہے۔ ٹکرا رہی ہے۔ گر گئی ہے۔ خواب در خیال در خواب ہوگیا۔

آواز نے اس بار بلندیوں پر اور بلندیاں جمائیں اور

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ عرش میں جا بسنے کو ہوئی اور خط تقدیر سے کند تحریر انمٹ سے گزرتی صدائے "اے خدا" بلند سے بلند کرتی چلی گئی۔ بدنما دھاریوں سے آراستہ اور دلکشی سے انجان "راہ بے سمت" پر ایک شبیہہ ابھری اور گزر گئی۔۔۔ وہ پھر ابھری اور مٹ گئی اور ایسا لاتعداد بار ہوا۔

یہ کون ہے؟ خواب در خیال کی پہیلی وہ بوجھ نہ سکی۔

شکل پھر بنی' آواز پھر گونجی اور بدنما رنگوں کی دھاریوں میں شفاف روشنی بصورت "رضائے الٰہی" آشیانہ فلک پر مثل آفتاب طلوع ہونے کو ہوئی اور آخر کار وقت کی ملکہ "رمز حقیقی" نے آنکھیں کھول دیں۔

"مرحبا!" شور برپا کیا' آواز دب گئی' لیکن خواب در خیال کی پہیلی اس نے بوجھ لی۔

"عالیان!" وہ بے بسی سے کراہنے لگی اور شدت سے دونوں ہاتھ چلا کر جالوں کا چھتا چاک کر ڈالا۔ بدنما دھاریاں دائرے میں سمٹنے لگیں اور دائرہ "باب الحیات" کی صورت اختیار کرتا چلا گیا۔

تاریکی نے نقاب الٹ دیا۔

چشم سیاہ نے چشم یار کو جا لیا۔

جفت کا فرق مٹتا چلا گیا۔

اے ابن الوقت! ہاں میں نے بوجھ لیا۔

"عرش معلیٰ" پر کس دعا نے جا سجدہ کیا۔

آنکھ کھول کر وہ کھولے ہی رکھنے کی متحمل نہ ہو سکی۔ بہت دیر بعد جب اس کی دوبارہ آنکھ کھلی تو وہاں سامنے کوئی نہیں تھا۔ ایک نرس اور دو ڈاکٹرز اس کا چیک اپ کر رہے تھے۔ اس کی رپورٹس پڑھ رہے تھے۔ ڈسکس کر رہے تھے۔ اس کا بی پی چیک کرتے نرس نے اسے مسکرا کر دیکھا اور اس کا گال جھٹکا۔

"وقت تمہیں زندہ رکھے۔" مجھ سے کہا گیا تھا کہ میں تم سے یہ کہہ دوں۔ وہ ماحول کو پہنچاننے کی کوشش کر رہی تھی' لیکن صرف اس جملے کو ہی پہچان سکی اور اسے صرف یہ یاد رہ گیا کہ کس نے اسے یہ کہنے کے لیے کہا ہوگا۔ وہ پھر سے گہری نیند میں چلی گئی اور اگلی بار جب پلکوں کے غلاف پتلیوں سے اٹھائے تو بیڈ کے سامنے شیشے کی دیوار کے پار اسے کوئی کھڑا نظر آیا۔

"یہ کون ہے جو ایسے کھڑا ہے جیسے اس کا کوئی پیارا مر چکا ہے۔"

اسے یہ پہچاننے میں تھوڑا وقت لگا' کیونکہ وہ عالیان تو تھا' لیکن عالیان جیسا نہیں تھا' تو یہ عالیان ہے۔۔۔ اور اس کا کون عزیز مر چکا ہے؟

کیا بس۔۔۔ اگر وہ عزیز میں ہوں تو میں مر چکی ہوں یا دراصل اب ہی زندہ ہوئی ہوں۔ اس نے سست کوشش کی کہ وہ جاگی رہے' لیکن اس کا دماغ پھر سے سونے لگا۔

☆ ☆ ☆

اپنے دونوں ہاتھ اس نے شیشے پر رکھے ہوئے تھے۔ جیسے اسے چھو رہا تھا۔ اسپتال کا اسٹاف اب اس سے عاجز آ چکا تھا۔ وہ اسے آئی سی یو کے اس کمرے کی گلاس وال کے سامنے کھڑے رکھنے کے لیے مجبور ہو چکے تھے۔ وہ لڑکا تھک رہا تھا نہ ہٹ رہا تھا اور اس کے دوستوں نے بھی ان پر غیر معمولی دباؤ ڈال رکھا تھا کہ ان میں سے ایک لڑکے کا دل کا کہنا تھا کہ آخر وہ ہوش میں کیوں نہیں آ رہی۔۔۔ اٹھ کر بیٹھ کیوں نہیں رہی۔ باتیں شاتیں کیوں نہیں کر رہی اور اس کا یہ سوال بھی خاصا اہم تھا کہ اتنا بڑا اسپتال جو ڈاکٹروں کی فوج سے بھرا پڑا ہے ایک ننھی سی لڑکی کو جلدی ٹھیک نہیں کیا رہا۔

ننھی سی لڑکی بیڈ پر ان سب سے الگ اکیلی لیٹی ہے۔ اس سب سے انجان کہ باہر کی دنیا میں اب کیا کیا ہو رہا ہے اور اس سے بھی انجان کہ اب وہ کس کی دنیا مٹھی میں سمیٹے اسے کھڑا رکھے ہوئے ہے۔ یہ سزا اس نے اسے دی ہے یا اس نے خود اپنے لیے تجویز کی ہے۔

جس رات وہ ماما مارگریٹ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیے بیٹھا رہا تھا تو دراصل وہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ ایسے اس کی ماما اسے چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گی۔ پر

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ چلی گئیں۔ اتنا بڑا ہونے پر وہ اس کے سامنے اسی لیے کھڑا ہے کہ وہ کہیں جا نہیں سکے گی۔ مسئلہ پہلے بھی وہی تھا' مسئلہ اب بھی وہی ہے۔ خوش فہمی کی کل سب معجزے رونما کروانے کا دم بھر لیتی ہے۔ اسے اس سے سروکار نہیں ہوتا کہ کیا ہو سکتا ہے اور کیا نہیں' اسے اس سے مطلب ہوتا ہے کیا ہونا چاہیے اور ضرور ہی ہو جانا چاہیے۔

جب ڈاکٹرز اس کا تفصیلی چیک اپ کر چکے تو وہ اندر صرف دو منٹ کے لیے جا سکا اور اس کے قریب جا کر اس کے دائیں ہاتھ کو آہستگی سے اٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھا۔

"خدا مجھ پر بہت مہربان ہے امرحہ۔ اور مجھے اس پر شک نہیں۔"

دو منٹ تک وہ اس کا ہاتھ ہاتھ میں لیے کھڑا رہا۔

وہ آنکھ کھول نہیں پائی' لیکن ہمیشہ اس کی چاپ کی منتظر اس کی سماعت بازی لے گئی۔

"خدا مجھ پر بہت مہربان ہے امرحہ۔"

اس کے ہاتھ میں جو گرمی سرایت کر رہی تھی اور اس کے الفاظ میں جو ملائمت تھی' وہ لطیف رنگوں کی دھنک میں ڈھلتیں اس کی ہتھیلی پر پھوٹیں اور اس کے پورے وجود پر بصد شوق پنکھ پنکھ پھیل جانے کے سفر میں مبتلا ہوئیں۔

"یا رحم۔ یا رحم۔" کلام فارسی رباعیوں کے ہجوم سے اٹھا۔

"اب دنیا میں کون سی نعمت اس کے بعد ہے جو مجھے عطا کی جائے گی۔" اس نے سوچا۔

"یہ خواب ہے تو اس خواب کے نہ ٹوٹنے کی دعا ضرور کرنی چاہیے۔ اور اگر یہ حقیقت ہے تو اس حقیقت کے خواب نہ ہونے کی دعائیں بھی مجھ پر لازم ہیں۔"

کچھ اور وقت گزرا اور اس نے محسوس کیا کہ ایک نرم و نازک ہاتھ نے اس کے ہاتھ کو تھام لیا اور اس کی پیشانی کا بوسہ لیا۔

"میں زندگی میں کبھی نہیں روئی اور تم نے مجھے رلا دیا۔ سب خراب کاموں کی ذمہ دار تم ہو امرحہ!"

جب سائی آیا تو وہ سوئی جاگی سی تھی' وہ اسے خاموشی سے دیکھتا رہا اور چلا گیا۔ اس کے بعد پھر کارل آیا۔

"خدا تم سے پوچھے امرحہ۔ خود تو تم مزے سے بیڈ پر لیٹی ہوئی ہو اور ہمیں تم نے باہر کھڑا کر رکھا ہے۔ باہر بیٹھنے کی جگہ تو بہت ہے' لیکن سونے کی نہیں اور میرے آس پاس کتنے ہی لوگ اپنی کھانے پینے کی چیزیں لیے گھومتے رہے اور میں نے کسی ایک پر بھی ہاتھ صاف نہیں کیا' بلکہ شرافت سے اپنے پیسوں سے لے کر کھاتا رہا' اگر تم چند اور گھنٹے اسی حالت میں رہیں تو مجھے خوف ہے کہ میں ایک فرشتہ صفت انسان بن جاؤں گا۔ مجھے فرشتہ بننے سے بچانا امرحہ!"

اور کھلتی بند ہوتی آنکھوں سے پریشان امرحہ پہلی بار مسکرائی۔

"اگر تم فرشتے بن بھی گئے تو بھی فرشتوں کے شیطان ہی کہلائے جاؤ گے۔" امرحہ نے سوچا۔

بہت زیادہ سوچنے کی اب ضرورت نہ رہی اور اس نے پاپا کو فون کیا۔

"پاپا آپ ٹھیک کہتے تھے۔" اس نے آواز میں ٹھہراؤ پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کیا؟" وہ اس کے انداز سے چونک گئے۔ "امرحہ ٹھیک ہے نا؟"

"وہ ٹھیک ہو رہی ہے۔"

"تو تم کس بارے میں مجھے ٹھیک کہہ رہی ہو ویرا؟"

"کہ جو زیادہ عقل مند بنتے ہیں وہ کوئی ایک ایسی بے وقوفی ضرور کر گزرتے ہیں جو ان کی ساری عقل و ذہانت پر قہقہے لگاتی ہے۔"

"تو تم نے یہ بے وقوفی کی؟" نہیں بات سمجھنے میں ذرا سی بھی دیر نہ لگی کہ وہ کس بے وقوفی کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔

"ہاں۔" آواز کا ٹھہراؤ جاتا رہا اور اس کی آواز بھیگ گئی اور صرف اپنے باپ کے سامنے وہ رونے

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گئی۔

"تمہیں خود کو مضبوط کرنا چاہیے۔" جب وہ کافی دیر تک رو چکی تو انہوں نے کہا۔

"مجھے تکلیف اس بات سے ہے کہ میں انجان رہی اور مجھے انجان رکھا گیا۔"

"کیا تم اس سب پر تلخی سے آنسو بہاتے رہنا چاہتی ہو؟ اگر میں تمہیں جانتا ہوں تو شاید نہیں۔ ویرا اس وقت تمہارا ردعمل ایک ایسے انسان کا سا ہونا چاہیے جو خود کو ایک طرف رکھ کر معاملات کو خوش اسلوبی سے تکمیل کی طرف لے جاتا ہے۔ کیا تم چاہتی ہو کہ تمہارے بارے میں یہ سوچا جائے کہ تم برف سی ٹھنڈی اور بے معنی ہو۔ تم میں جذبات کی وہ گرمی ہے ہی نہیں جس کی توقع ہم انسان ایک دوسرے سے کرتے ہیں۔"

ویرا خاموشی سے سنتی رہی۔

"تم نے ایک بار مذاق میں مجھ سے کہا کہ تم تجربات میں مجھ سے کہیں آگے نکل چکی ہو اور میں نے تم سے صرف اتنا کہا کہ انسان تجربات میں کیسا بھی "آدم کل" کیوں نہ ہو جائے' وہ کسی دوسرے انسان کے اندر کا بھید نہیں پا سکتا۔ مشکل سے چند ایک کا۔ ورنہ کسی کا بھی نہیں۔" ان کی اس دوران عالیان سے ایک بار بات ہو چکی تھی اور یہ جاننے میں انہیں زیادہ وقت نہیں لگا کہ امرحہ جو ویرا کی دوست ہے اور بقول ویرا' عالیان کی بھی دوست رہی ہے۔ وہ صرف دوست نہیں ہے۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اور عالیان کا بھید امرحہ ہے۔" اس بار وہ آواز سے رونے لگی۔ اس لیے نہیں کہ اس پر بھید کھل گیا تھا صرف اس لیے کہ دیر سے کھلا تھا۔

☼ ☼ ☼

وہم یقین میں لپٹے ان کے دل پر کھل رہے تھے اور داوا کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا۔ سادھنا کا ایک ہی جواب تھا کہ برازیلا میں چند وجوہات کی بنا پر حکومت نے مواصلاتی نظام بلاک کر دیا ہے۔ داوا کو برازیل کا معلوم تھا نہ ہی برازیلا کا' نہ ان کے حکومتی معاملات کا۔ انہیں اپنے دل کا پتا تھا جس پر گھبراہٹ اور خوف طاری ہو' ہو جاتا تھا۔ وہ سادھنا سے کئی بار کہہ چکے تھے کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔ اور جس وقت سادھنا کو یہ معلوم ہوا کہ امرحہ خطرے سے باہر ہے تو اس نے کہا۔

"اسٹیڈیم میں چھوٹا سا ہنگامہ ہوا تھا فینز کے درمیان۔ امرحہ تھوڑی سی زخمی ہو گئی ہے۔ خوف سے بے ہوش ہے۔" اور اتنے جھوٹ کی آمیزش ہوا سچ سن کر بھی داوا کو کھڑے رہنے کے لیے دیوار کا سہارا لینا پڑا۔

"اور۔۔۔"

"امرحہ ٹھیک ہے دوائیوں کے زیر اثر سو رہی ہے۔"

"تم جھوٹ بول رہی ہو۔ تم اب بھی جھوٹ بول رہی ہو۔"

سادھنا چپ کر گئی۔ یہ سب جھوٹ وہ ان ہی کے لیے بول رہی تھی کہ وہ اتنی دور ہیں امرحہ سے' زیادہ سچ ان کی جان پر بڑا صدمہ ثابت ہوگا۔

دوسری طرف اسپتال میں موجود شاہ ویز مانچسٹر واپس جا چکا تھا۔ ویرا کی روسی تلفظ کی تیز انگلش داوا کو بالکل سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ سائی کے چھوٹے چھوٹے سادہ جملوں سے بھی داوا کی تسلی نہ ہوئی۔ وہ تیز تیز اور مسلسل اردو بولتے جا رہے تھے' جو سائی اور ویرا کو سمجھ نہیں آ سکتی تھی۔ ویرا اور سائی کی جتنی بھی بار داوا سے کبھی بات ہوئی تھی تو درمیان میں امرحہ نے مترجم کے فرائض انجام دیے تھے۔ وہ دونوں اشاروں سے انہیں پرسکون رہنے کے لیے کہہ رہے تھے۔ لیکن سب بے کار جا رہا تھا۔ وہ بار بار اپنی گیلی آنکھیں صاف کر رہے تھے اور ان سے ایک ہی بات کہہ رہے تھے۔ کہ انہیں فوراً" امرحہ سے ملوایا جائے۔ سائی ٹیبلٹ عالیان کے پاس لایا۔

"تم امرحہ کے داوا سے بات کرلو' تمہیں اردو آتی

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے۔ انہیں ہماری کوئی بات سمجھ میں نہیں آرہی۔" آنکھیں مسل کر وہ لیمپ لے کر ایک پر سکون گوشے میں بیٹھ گیا۔ گلے کو کھنکار کر آواز کو کچھ صاف کیا اور پھر دادا کو سلام کیا اور کہا۔

"امرحہ ٹھیک ہے۔ دوائیوں کے زیر اثر سو رہی ہے۔ جلد ہی جاگ جائے گی۔ اسپتال کے رولز سخت ہیں' ہم ابھی اس کے پاس نہیں جا سکتے۔" سادی اسے یہ ہی سب کہہ گیا تھا' کہنے کے لیے اور اس نے یہ ہی کہہ دیا۔

دادا خاموش سے ہو گئے اور انہیں یہ معلوم کرنے میں وقت نہ لگا کہ امرحہ دراصل کتنی زخمی ہے۔ جو شخص اپنے انداز کو عام بنا کر یہ جھوٹ بول رہا ہے کہ وہ دوائیوں کے زیر اثر سو رہی ہے' وہ کس خاص غم پر سوگ منا تا' کئی وقتوں کا جاگا لگ رہا ہے۔

ایک ہی دکھ کو جھیلتے دو لوگ آمنے سامنے آگئے۔

دادا کے خدشات کی تصدیق صرف عالیان کی طرف دیکھ لینے سے ہی ہو گئی کہ امرحہ کتنی زخمی ہو گئی ہو گی' لیکن لب یہ جان کر بھی وہ ویسے زخمی نہیں ہوئے جیسے کچھ دیر پہلے مختلف وسوسوں کے ہاتھوں ہو رہے تھے۔

"وہ زخمی کیسے ہوئی؟ ایک دوسرے کو جب دو لوگ خاموشی سے تکریم دے چکے تو دادا نے پوچھا۔"

"وہ... زخمی..." اس کی زبان لڑکھڑا گئی اور دادا سے اس کے اس تاثر میں چھپے غم کی تاب لانا محال ہو گیا۔

"مجھے یاد نہیں۔" خود کو بے تاثر رکھتے اس نے کہا۔

وہی پرانا المیہ کہ کون ہے جو ان لفظوں کی ادائیگی کرنا چاہتا ہے جو اپنے کسی پیارے کی تکلیف سے لبالب ہوں۔ داستان حیات کے ان پنوں کو تو کورا رکھنے کو ہی جی چاہتا ہے۔

"یاد نہیں؟" دادا نے خود کلامی کی اور اب تک کی زندگی کے تجربات ان کی مٹھی میں سمٹ آئے۔ نقطوں نے تصویر بنا ڈالی اور اس تصویر کو پوشیدہ رکھنے پر انہوں نے خود اپنا ہی مباحثہ کیا۔

"امرحہ نے نیند کی گولیاں کھائی تھیں اور ان کے دوست نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا۔" پتا نہیں۔ انہیں سب پتا تھا' لیکن ایسی تفصیلات کو دہرانا ان کے لیے تکلیف دہ تھا۔

دنیا کے ایک حصے ادھر لاہور میں ایک شخص اپنے کمرے میں موجود ہے۔ ادھر دنیا کے دوسرے حصے کے اسپتال میں ایک دوسرا شخص موجود ہے۔ اور ان دونوں اشخاص پر ایک نظر ڈال کر دادا نے جان لیا کہ اسپتال میں بیٹھا وہ شخص ان سے کہیں آگے کی بازی لے گیا ہے۔ امرحہ پر گزری تکلیف کو بھلاتے وہ اپنی یادداشت کھو بیٹھنا چاہتا ہے۔

ٹھیک اسی وقت سب سوال' ساری تشویش' سب کا سب کچھ غیر ضروری ہو گیا۔ وہ جان گئے کہ اب اس میں کیسا شک کیا جائے کہ وہ ایک ایسے انسان سے ہم کلام ہیں جس کی آنکھوں میں احترام ہے اور الفاظ میں رحم دلی... جو ان سے ہم کلام ہے تو ان کے زخموں پر مرہم رکھ رہا ہے اور جس کی خاموشی سراپا مناجات ہے اور مزید انہوں نے سوچا کہ اب بھی اس وہم کو کیونکر تحلیل نہ کر دیا جائے کہ وہ آدمیوں کے ہجوم میں ایک انسان نہیں ہے۔ بلکہ اس یقین کو کسی معتبر ہستی کی طرح گلے سے کیوں نہ لگا لیا جائے کہ اس ہجوم آدمیت میں وہی تو ایک انسان ہے۔

"تم عالیان ہو؟" جان تو چکے تھے' بس یہ سوال اسے احترام دینے کے لیے پوچھا۔ عالیان نے سر ہلایا۔

"امرحہ ٹھیک ہے عالیان؟ اس بار انہوں نے یہ پوچھا۔

"جی... اور وہ ٹھیک ہی رہے گی۔" اس نے عجلت پسندی سے کہا اور یہ جواب آسمانی فرشتوں کو سنانے جیسا ہو گیا کہ دیکھو اگر کوئی اور ارادہ باندھ رہے ہو تو سن لو میں نے دعا کی ہے۔ میں نے تکرار نہیں کی' لیکن ہاں میں نے خدا کی ہاں کی علامتیں دیکھی ہیں۔ وہ انکار نہیں کرتا اور صبر کی تلقین کرتا ہے اور میں نے صبر کا یہ پیغام ہاں کے ساتھ اترتے پایا ہے۔ اس کے اس آخری رد عمل سے دادا کے اندر شفافیت بھر گئی اور اس بیٹے نے تو جو ہر انسان کی طرح ان کے ہاتھ میں بھی تھا کو

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

انہوں نے ایک طرف رکھ دیا۔

یہ ایک انسان کی دوسرے انسان پر وارد ہونے کی واردات تھی' اسے کسی پیمانے سے جانچنا اس عمل کی تذلیل ہوتی۔ دادا نے زندگی میں پہلی بار اس جذبے کو قریب سے محسوس کیا کہ کیسا پیارا لگتا ہے کہ جو ہمیں پیارا ہو وہ کسی اور کو بھی اتنا ہی پیارا ہو۔ وہ اس احساس سے حاسد نہیں ہوئے اور اپنے اندر اترنے والی جانکاری کی روشنی کو انہوں نے بے دخل نہیں کیا۔

✡ ✡ ✡

مانچسٹر یونیورسٹی کے ڈین اور انتظامیہ ان لوگوں سے مسلسل رابطے میں تھے اور یونی ورسٹی انتظامیہ سے وہ لوگ براز یلا ان سب کے پاس آچکے تھے' تاکہ ہر طرح کی سہولت کو ان کے لیے ممکن بنا سکیں۔ ڈین وقفے وقفے سے ان سے اپ ڈیٹس لے رہے تھے۔

یونی ورسٹی نے اپنے اٹھائیس طلبا کے زخمی ہونے کا تفصیلی اعلان کر دیا تھا۔ جن میں معمولی سے زخمی ہوئے تھے اور آٹھ معمولی سے ذرا زیادہ اور ان آٹھ میں صرف امرحہ تھی جسے گولی لگی تھی۔ امرحہ کے علاوہ باقی کے پانچ بھی اسپتال میں ہی ایڈمٹ تھے اور باقی کے بائیس مانچسٹر واپس جا چکے تھے۔

حکومتی سطح پر ان سب کو وی آئی پی سہولتیں دی جا رہی تھیں۔ حادثے کے نقصانات کیا کیا رہے اور فوائد کس کے حصے میں آئے۔ یہ پیچیدہ بحث ٹی وی' اخبارات' سوشل میڈیا میں ہر طرف جاری تھی۔ حادثے کے چھ گھنٹے کے اندر اندر تفصیلات سامنے آگئی تھیں۔ ساتھ فائر اسٹیڈیم کے باہر سڑک پر کیے گئے۔ اسٹیڈیم کے اندر اور باہر جو کچھ ہوا وہ سب پلان تھا۔ نشانہ غیر ملکیوں کو بنایا گیا کہ برسر اقتدار سیاسی پارٹی کے خلاف طوفان کھڑا کیا جا سکے اور بالخصوص ڈیفنس منسٹر کو استعفیٰ کے قریب کیا جا سکے۔

حکومتی نمائندے بار بار ان اسپتالوں کے چکر لگا رہے تھے۔ اسی دوران ویرا اور کارل نے ایک پریس کانفرنس میں حصہ لیا اور پریس کانفرنس میں کارل نے صحافیوں کو ایسے اپ ڈیٹ کیا کہ ایک صحافی نے دوسرے کے کان میں پوچھا۔

"یہ کسی بڑی سیاسی شخصیت کا "ڈیریٹن" تو نہیں' کسی اور کو بولنے ہی نہیں دے رہا۔"

"اس کے بولتے کسی اور کے بولنے کی ضرورت رہ گئی ہے کیا؟" وہ ہنسا۔

پریس کانفرنس کے بعد کارل نے چند ٹی وی چینلز کو انٹرویو بھی دیے اور جب امرحہ خطرے سے نکل آئی تو وہ ایک لائیو شو میں شریک ہوا اور تصادم کا ایسا منظر کھینچا کہ سب نے جان لیا کہ کارل سے زیادہ اس تصادم کا کوئی عینی شاہد ہو ہی نہیں سکتا۔ باقی سب بھاگ دوڑ رہے تھے۔ ایک صرف وہ ذہین و حاضر دماغ انسان تھا جو اطراف کا باریک بینی سے جائزہ لے رہا تھا۔ اس بے چارے نے اپنے سر اور جسم کے باقی حصے پر لاتعداد بوٹ کھائیں' لیکن کتنے ہی کمزور دل افراد کو بحفاظت تصادم سے دور محفوظ کیا اور کتنے ہی گرے ہوؤں کو اٹھایا اور ایک ماسک پہنے فائر کرنے والے کے سر پر گھونسا مارا۔ آنسو گیس اچھالنے والوں کو لاتیں ماریں اور کتنے ہی فتنہ سازوں کو اس نے گھسیٹ گھسیٹ کر سیکیورٹی فورس کے حوالے کیا۔

اس کی کمر پر زخم آئے۔ اس کی کہنیاں چھل گئیں۔ اس کے سر سے خون نکلا' لیکن اس نے کسی زخم کی پروا تھا" نہیں کی۔ ساتھ ہی اس نے چند ایسی باتوں کا اضافہ کر دیا جو اس پورے تصادم میں کہیں بھی نہیں ہوئی تھیں۔

ان سب کو اتنا کچھ بتاتے وہ انہیں یہ بتانا بھول گیا شاید کہ میچ شروع ہونے سے پہلے وہ خود ایسا ہنگامہ کروانے کا سوچ رہا تھا' اور اس کی کتنی خواہش رہی تھی ایسے منظر کو براہ راست دیکھنے کی' میچ تو اس نے کئی بار دیکھا تھا' یہ سب تو نہیں دیکھا تھا نا۔

اگر براز یلین یہ جان لیتے کہ جس پورے تصادم کا وہ اکیلا ہیرو ہونے کا دعویٰ کر رہا ہے تو دراصل اس کی کالی زبان سے نکلے لفظ سچ ہو گئے اور براز یل اسٹیڈیم پر آفت ٹوٹ پڑی تو آفیشلی اسے "کارل دی منحوس

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مارا" کا خطاب دے دیے اور اس کے پاسپورٹ پر Banned tillA fter Death کا ٹھپہ لگا دیے۔

اس لائیو شو میں اس کی دھواں دھار پرفارمنس دیکھ کر کئی دوسرے چینلز اسے کال پر کال کرنے لگے اور اس نے تھوڑا تھوڑا وقت سب کو دے دیا اور ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ وہ مانچسٹر یونی کا اسٹوڈنٹ ہے اور اسٹوڈنٹ لون جلد سے جلد اتارنا چاہتا ہے۔ (ان کی مدد سے) تو یوں اخبارات' ٹی وی اور سوشل میڈیا میں وہ اتنی بار اور ایسے آیا کہ اگر کارل چاہتا تو آرام سے مانچسٹر میں الیکشن جیت سکتا تھا۔

کوما امرحہ کو چھو کر گئی اور مشہور وہ ہو گیا۔

مزید یہ کہ ایک چینل نے اس تصادم کا لوباؤ کم کرنے کے لیے ایک نیم مزاحیہ لائیو پروگرام ترتیب دیا۔ جس میں ہلکے پھلکے انداز سے یہ بتایا جانے والا تھا کہ اگر ایسی صورت حال کا کوئی شکار ہو جائے تو اسے کس رد عمل اور حاضر دماغی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ تو کارل نے بچہ' بچی "لڑکا" لڑکی' انکل' "آنٹی" بھی شمی' ہر ایک کی جگہ خود کو رکھ کر بتایا کہ کیا کیا ہو جانے پر کس رد عمل کا اظہار کرنا ہے۔ پہلے وہ ایک تنک چڑی فیشن کی دلدادہ لڑکی بنا اور اس کے سر پر بوتل ماری گئی اور تنک چڑی نخریلی لڑکی جس طرح منہ بناتی چیختی اور مارنے والے کی طرف ناخن تیز کرتی لپکی۔ اس نے شو میں بیٹھے ناظرین کو ہنسا ہنسا کر مرنے کے قریب کر دیا۔

فلور پر کھڑا کارل رکا اور انگلی اٹھا کر نا کا اشارہ کیمرے میں دیکھ کر کرنے لگا اور بولا۔

"ایسے تو وہ آپ کے سر پر دو' تین بوتلیں اور مار دے گا۔ تو یہ رد عمل ٹھیک نہیں۔ شکر ادا کریں کہ آپ کو صرف ایک بوتل پڑی ہے۔ اپنے سر پر دونوں ہاتھ رکھ کر اسٹیڈیم سے نکلنے کی کوشش کریں اور اپنے ناخنوں کو ہتھیار سمجھنا چھوڑ دیں۔ اگر یہ ہتھیار ہوتے تو فوج میں سپاہیوں کی جگہ بلیاں بھرتی ہوتیں۔"

قہقہوں کا طوفان تھمنے میں نہ آیا اور سائی کے ہونٹ پھٹنے کے قریب ہو گئے۔ وہ سب اس دباؤ سے نکل آئے تھے جو امرحہ کو لے کر ان پر رہا تھا۔ یہ اس رات کی بات ہے جس دن امرحہ کو روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔

شو کے بعد اسے مانچسٹر سے اپنے پروفیسر کا فون آیا۔

"میں نے اور میری بیوی نے زندگی میں پہلی بار تمہاری حرکتوں کا مزا لیا ہے۔ میں ہنستے ہنستے صوفے سے گر گیا اور میری بیوی سینڈوچ کھاتے کھاتے نانی (اماں) کا کان منہ میں لے بیٹھی۔ تم اتنے ہی کیوٹ تھے ہمیشہ سے یا میری نظر کمزور رہی ہے؟"

جواب میں کارل نے لمبا قہقہہ لگایا۔ "افسوس ہے پر یہ ہی سچ ہے۔ آپ کی نظر ضرورت سے زیادہ کمزور رہی ہے۔ ویسے مانچسٹر واپسی پر میں نانی کی خیریت پوچھنے گھر آسکتا ہوں کیا۔ ساتھ ڈنر بھی کریں گے۔"

پروفیسر دیر تک ہنستے رہے۔ "آجانا ڈنر کے لیے۔ ویسے نانی بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔ امید ہے تمہاری آمد کے بعد بھی ٹھیک ہی رہے گا۔"

☆ ☆ ☆

اسے روم میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔ ویرا اور سائی اس کے ساتھ رہے۔ این' ڈیرک' دائم' نوال اور باقی یونی فیلوز آتے جاتے رہے۔ ان سب کی رات کی فلائٹ تھی جو واپس جا چکے تھے۔ وہ ویڈیو کال سے اس کا احوال پوچھتے رہے۔ ڈین اور انتظامیہ نے بھی اس سے بات کی۔

کارل صبح سے اس کے پاس ہی تھا' پھر وہ ہوٹل تیار ہونے چلا گیا' اسے اسٹوڈیو جانا تھا۔ جانے سے پہلے وہ وقفے وقفے سے امرحہ کو پھول دیتا رہا جو بقول سائی وہ ادھر ادھر سے گول کر کے لاتا رہا تھا۔

اس دوران عالیان کونے میں رکھی کرسی پر خاموشی سے بیٹھا رہا اور جب ویرا اور سائی بھی چلے گئے تو وہ اپنی کرسی اس کے بیڈ کے قریب لے آیا۔ اس وقت تک امرحہ سو چکی تھی۔ اس کے سر میں درد سے ٹیسیں اٹھتی تھیں اور اس کی آنکھیں بار بار بند ہو' ہو جاتی

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھیں۔ انجکشن لگنے اور دوا کھانے کے ایک گھنٹے کے اندر اندر سے نیند آجاتی۔۔۔ نیند گہری نہیں ہوتی تھی۔ وہ درد سے سوتی جاگتی رہتی تھی۔ اسے الٹے سیدھے خواب آتے اور وہ ڈر کر یا چونک کر جاگ جاتی۔

ساری دنیا سو جائے اور ہم کچھ چرا لے جائیں۔ عالیان اس کیفیت میں تھا اور وہ امرحہ کو دیکھتے اس کی تصویریں چرا رہا تھا۔

دن نے شام کو آواز دی اور شام رات کے انتظار پر ختم ہوئی۔

وہ خاموشی سے اس کی تصویریں چراتا رہا۔ انہیں من پسند وقت تک تکتا رہا اور پھر ان پر اپنا نام ثبت کرتا رہا۔ کون یہ اعتراض کرسکے گا اب کہ وہ اس کی ملکیت نہیں ہیں۔ اس نے ذرا دیر کو آنکھیں بند کیں اور پھر کھولیں کہ اسے عین سامنے پانے کے احساس کو پھر سے چھو سکے۔ پھر اس نے اس کی دائیں ہتھیلی کھولی اور اپنی انگلی سے اس کی ہتھیلی پر "تحریر حُبّ" لکھنے لگا۔ پھر اس کی انگلی موقلم (برش) بن گئی اور وہ ایک تمثال گر (مصور) بنتا چلا گیا۔

زمانہ حال کے امرحہ عالیان زمانہ قدیم کے اونچی فصیلوں کے شہر میں آمنے سامنے آکھڑے ہوئے۔ سنگ ہجراں منہدم ہونے لگے اور شہر نے عروس البلاد (خوب صورت شہر) کا بھیس بدلنا شروع کردیا۔۔۔ چاندی کے گلاب پاشوں کے منہ کھول دیے گئے اور انہیں ان کے پیروں کے اطراف لڑھکا دیا گیا۔ عطر بیز گروہوں میں باادب ہوگئے اور گلاب کی پتیاں سنہرے چمکیلے تھالوں سے چھنتے ان کے سروں سے فضا میں اچھالنے لگے۔

میں ایک تمثال گر۔۔۔

تحریر ناتمام کو اپنے موقلم سے تصویر کامل میں رنگتا چلا گیا۔

"عشق۔۔۔" جس سنگھاسن پر براجمان ہے۔

میں اس سنگھاسن پر قابض ہوتا چلا گیا۔

فصیلوں پر مشعلیں روشن کردی گئیں اور دلہنوں اور چوکھٹوں، چھتوں اور شہ نشینوں میں نفیس اور پاکیزہ پوشاکوں میں لوگ سمٹ سمٹ آنے لگے۔ ان کے ہونٹوں پر مسکراہٹیں غالب ہیں اور آنکھوں میں شوق دید کی چاہ۔ ان کے گھروں کے اندر نقشین تھالوں کے تھال "شیرینی" سے سجائے رکھے گئے ہیں۔

کیونکہ۔۔۔ اس نے ایک دم سے رنگ بکھیرتے موقلم کو مٹھی میں جکڑ لیا۔ اور اپنی آنکھیں کھول دیں۔

"میں ایک امرحہ۔۔۔

اپنی ہستی تمثال گر کے رنگ دار موقلم سے سجاتی چلی گئی۔

"عشق۔۔۔" جس سنگھاسن پر براجمان ہے۔

"میں اس سنگھاسن پر اس کے سنگ قابض ہوتی چلی گئی۔"

لفظوں کی فی الحال ضرورت باقی نہ رہی۔ وہ اسے دیکھ رہی تھی اور وہ سر جھکائے اب اس کی ہتھیلی کی پشت پر وہ رنگ بکھیر رہا تھا جو دنیا کی کسی دکان سے نہیں خریدے جاسکتے۔ پھر اس نے سر اٹھایا اور اس کی اس مسکراہٹ کو جا لیا جو اس کے کینوس کے محراب پر بکھری تھی اور ساتھ وہ بھی ایسے مسکرانے لگا جیسے زندگی میں کبھی اسے ایک کانٹا بھی نہ چبھا ہو دکھ کی تعریف اس نے صرف لغت میں پڑھی ہو۔

"حمزہ توف کے گاؤں سے جانے والے سب ہی مسافر چراغوں کی لوئیں دھیمی ہونے سے پہلے لوٹ آئے ہیں۔ انتظار کو انہوں نے انتظار ہی رہنے دیا' فراق میں نہیں بدلا۔"

"تم نے میرے ہاتھ پر کیا بنایا ہے؟" کتنے لمبے عرصے بعد گفتگو کا آغاز ہوا۔ امرحہ نے پہلا سوال پوچھا۔

"خود کو۔۔۔" اس نے وہ جواب دیا جس کے بعد کسی اور سوال کی ضرورت ہی باقی نہ رہی۔

"خود کو۔۔۔" اس نے انجانی خوشی سے کئی بار زیر لب اس جواب کو دہرایا' اور جانا کہ اس کے سوال کا اس سے خوب صورت جواب کوئی اور ہوتا تو کتنا بدصورت ہوتا۔ اس نے خود کو اس کی دسترس میں دے دیا۔۔۔ خود کو اس میں رقم کردیا۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.com

جھالروں کو کناروں میں پیوست رکھے چمکتے دمکتے سرخ و سبز باریک تھل پوشوں کو اتار لیا گیا اور تھالوں کو چھتوں اور شہ نشینوں، دہلیزوں اور چوکھٹوں میں تقسیم ہو جانے دیا۔

امرحہ نے محسوس کیا کہ مسرت نقرئی قہقہے لگاتی اس کے وجود میں اہتمام سے سرایت کر رہی ہے اور اس بار اس کا قیام عارضی نہیں ہوگا' یقیناً" نہیں ہوگا۔

اس نے چاہا کہ وہ چھلانگ لگا کر بیڈ سے کود جائے اور کھڑکی سے باہر خود کو نکال کر پوری قوت سے چلا کر پوچھے۔ "کیا اس وقت دنیا میں مجھ سے زیادہ خوش قسمت انسان کوئی ہے؟"

"ہے۔۔۔ اچھا پھر یہ بتاؤ کیا تمہارے پاس عالیان ہے۔"

لیکن اس نے یہ سب نہیں کیا' کیونکہ اسے کچھ اور کرنا اور کہنا تھا۔

"تم نے تو کہا تھا میں تمہارے لیے مرچکوں جیسی ہوں۔ میں مر بھی جاؤں گی تو بھی تمہیں فرق نہیں پڑے گا۔" امرحہ اپنی ساری تکلیف بھول چکی تھی' لیکن حیرت انگیز طور پر اسے یہ سب اپنے نام کی طرح یاد تھا۔ وہ آگے بڑھنے سے پہلے پچھلے حساب چکانا چاہتی تھی۔

لفظ گر چکے جیسے عالیان پھر سے نیم مردہ سا ہو گیا اور اداسی سے بولا۔ "ہاں مجھے صرف فرق ہی نہیں پڑا۔"

"تم ایک برے انسان ہو۔" امرحہ ذرا سا اٹھ کر ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور یہ کرتے اس نے جان بوجھ کر عالیان کی مدد نہیں لی۔

"بلاشبہ۔۔۔ میں ایک برا انسان ہوں۔" عالیان نے بہت آرام سے مان لیا۔

"تم انتہائی بددماغ اور غصیلے انسان ہو۔" پہلے جملے سے امرحہ کی تسلی نہیں ہوئی۔

"ہاں۔۔۔ اور میں دیوانہ سا بھی ہوں۔" عالیان نے اس کی تسلی کرنی چاہی۔

"تم ضدی اور ہٹ دھرم ہو۔"

"بالکل! اور میں بہت بدتمیز بھی ہوں۔"

"ہاں! تم نے ابھی تک بات کرنے کی تمیز نہیں سیکھی۔ تم اتنے۔۔۔ کتنے سارے بڑے ہو گئے ہو' لیکن ابھی تک اتنا بڑا سامنہ بسور لیتے ہو' تمہاری آنکھوں کی سختی بارود کی طرح محسوسات کے پرخچے اڑا دیتی ہے۔"

"ہاں۔۔۔ بلاشبہ تم سچ کہہ رہی ہو۔" اس نے کہا جبکہ امرحہ کے ذخیرہ الفاظ پر وہ ہنسنا چاہتا تھا۔

"تمہارا دل پتھر کا ہے۔"

"نہیں۔۔۔ میں سارے کا سارا ہی پتھر کا انسان ہوں۔"

آگے امرحہ کی سمجھ میں نہیں آیا کہ اور اسے کیا کیا کہے۔ جو یونی ورسٹی کی محراب میں اسے سمیٹے کھڑی تھی۔ وہ اب اسے اس کی برائیاں گنوا رہی ہے اور اسے بتا رہی ہے کہ وہ کس قدر برا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ عورت شکوے کا دوسرا نام ہے اور میں یہ کہتی ہوں کہ محبوبہ شکوے کا پہلا نام ہے۔"

"میں نے سنا کہ تم مجھے آوازیں دے رہے ہو اور تمہاری آواز فرش سے عرش تک اٹھتی جاتی ہے۔"

عالیان کی برائیاں ختم ہو گئیں یا اس کی یادداشت جاتی رہی۔ اگلی بات اس نے یہ کہی اور بے آواز رونے لگی اور اسی رونے کے دوران اس نے فیصلہ کیا کہ اسے عالیان کے ساتھ انتہائی سخت رویہ اپنانا چاہیے۔ کم سے کم اتنے وقت تک کے لیے جتنے وقت عالیان نے اپنائے رکھا۔

"تم میرا ہاتھ چھوڑ دو اور سن لو میں کئی سالوں تک تم سے بات نہیں کروں گی۔"

اور عالیان جو بہت دل گرفتی سے اسے روتے ہوئے دیکھ رہا تھا اور سوچنے لگا تھا کہ شاید وہ اسے ناپسند کرنے لگی ہے' اس کی اس بات پر ہنس دیا۔

"ٹھیک ہے مت کرنا بات' لیکن صرف اتنا بتا دو امرحہ! میرے ساتھ تو رہو گی نا؟"

"نہیں۔" امرحہ نے فوراً" انکار کر دیا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔۔۔ پھر میں تمہارے ساتھ رہ لوں گا۔" امرحہ کی گیلی پلکوں کو اس نے انگلی کی پور سے

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خشک کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔" اس نے پہلے سے زیادہ سختی سے کہا۔

اور عالیان نے اسے اس کی ادا جانا اور اسے بتانا چاہا کہ اب دنیا میں کوئی ایسی جگہ نہیں رہی' جہاں امرحہ اسے چھوڑ کر رہ سکے اور وہ اسے وہاں رہنے بھی دے۔

"میں اس بات پر قائم رہوں گی۔" عالیان جواب میں خاموش ہی رہا تو اس نے اسے یاد دلایا کہ "نہیں" کا مطلب کیا ہوتا ہے۔ "نہیں ہی۔"

"عالیان پھر ہنس دیا۔" اس بار نہیں کا مطلب نہیں' نہیں ہے امرحہ' ہوا بھی تو میں اس نہیں کو قبول نہیں کروں گا۔" اس نے اس کے ہاتھ کو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان نرمی سے رکھا۔

"سنو امرحہ! میں نے ایک اچھی دعا مانگنا سیکھ لیا ہے۔ میں نے جان لیا ہے کہ ہمیں کس ساعت میں دیر تک قیام کرنا ہے کہ ہم اس ساعت کو جالیں جو خدا کی رضامندی سے لبریز ہوتی ہے کہ ہمیں ہماری پسندیدہ نعمت عطا کردی جاتی ہے۔ میں نے ان نعمتوں کا شمار کرنا چاہا جو مجھے عطا کی گئیں۔ اور میں نے ماما کے بعد تمہارا نام لیا۔ میں نے خدا کو یہ بتایا کہ اس کی سبحانی مجھ پر کیسے ظاہر ہوئی۔ (تمہاری صورت) یہ بھی سنو امرحہ کہ میں نے جان لیا ہے بہاروں کا پیشگی قیام کسے کہتے ہیں۔ یہ ایک امرحہ کا ایک عالیان کے پاس ہونے کو کہتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ خوشنما تخلیقات کی خوشنمائی کا راز کیا ہے۔ یہ ایک امرحہ اور ایک عالیان کا ساتھ ہے۔

میں نے اس حقیقت کی تفصیلات پالیں کہ کوئی چال' کوئی پینترا کارگر نہیں کہ جو دل پر آزمایا جائے اور یہ ہمارے اختیار میں رہے' اور دنیا میں کوئی حکمت ایسی نہیں' جو اس میں داخل ہوجانے والے کو نکال باہر کرے اور یہ ممکن کر دکھائے کہ میرا جو حصہ تم میں ہے وہ تم واپس کرسکو اور میرے پاس جتنی ادھوری' نامکمل تم ہو وہ میں تمہیں لوٹا سکوں' اور ہم الگ الگ زندگی گزار سکیں۔ ایسی حکمت ناپید ہیں امرحہ! اور ایسی حکمتیں ناپید ہی رہیں گی۔" کہہ کر وہ رکا۔

"شیرینی تقسیم کردی گئی اور چاندی کے سکے زنانہ حال کے مہمانوں کے سروں کے اوپر سے اچھال دیے گئے اور اب وہ اپنے سازندوں کی طرف لپک رہے ہیں۔ ان سب کو ایک دعائیہ گیت گانا ہے' اس متوقع دلہن کے لیے جس کے گل انار گالوں کو سرخی کے لیے غازے کی ضرورت نہیں رہی۔

میری بے اعتنائی پر تمہارا شکوہ جائز ہے اور تمہاری کم عقلی پر میرا' لیکن اب اگر ہم اس سب کو خوب صورت پروں والا سرخاب بنا کر اڑا دیں گے تو ہمیں ان تتلیوں کے پیچھے بھاگنے کا موقع مل جائے گا جو بے اعتنا اور کم عقل نہیں اور جو خوش رنگ پھولوں پر قیام کرتی ہیں اور معصوم لوگوں کو چھو کر گزرنا پسند کرتی ہیں۔"

کیا کھڑکی کھلی رہ گئی ہے۔ یقیناً "ہاں۔" کیونکہ آسمان سے اترتی کہکشاں قافلوں کی صورت کھڑکی سے کمرے میں اترنے لگی ہے اور ان کے سروں سے گھوم کر دیواروں پر اسی تصویر میں ڈھل کر نقش ہوچکی ہے جو تمثال گر نے اس کی ہستی پر سجادی ہے۔

"میں ہزاروں الفاظ جانتا ہوں۔ معنی بے معنی کئی جملے بول سکتا ہوں' لیکن مجھے افسوس ہے امرحہ! اپنا مدعا بیان کرنے کے لیے میرے پاس اچھے الفاظ ہیں نہ پراثر جملے۔"

اب ابو علی ابن مقلاء کے شاگرد خطاط درس گاہ کے سفید سنگی احاطے میں حوض کے اطراف قطار میں بیٹھنے لگے ہیں۔ وہی جملہ جو مجھ پر وارد ہوا اور جس کے متعلق میں نے اب جانا۔

درس گاہ کی لوحی سفید محرابوں نے شفیق استادوں کی طرح خطاطوں کی نگرانی کی اور پھر اسے تعویذ حب' صورت لکھ کر محراب حب کی چوکھٹ سے باندھ دیا۔ وہ بولتا گیا۔ سنگ بصری کی تختیاں خطاطوں نے تھام لیں اور جتلائے تعریف خدا ہوئے۔

"ایک پہلی اور آخری بات صرف اتنی ہے کہ پہلے میں عالیان تھا۔ پھر میں تم ہوگیا اور اب میں تم ہی رہ گیا امرحہ!" اس کی ہتھیلی کو وہ آنکھیں تک لے گیا اور۔۔۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"استاد محترم کے اشارے پر صندلی قلمیں بلوری دواتوں میں ڈبو کر عروس الخطوط اپنائے انہوں نے خطاطی کی ابتدا کی۔

"محبت آسمانی فرمان ہے' نافرمانی کی اجازت نہیں۔"

سنگ بصری کی پیشانی پر انہوں نے لکھ دیا۔ آنکھوں سے وہ انہیں ہونٹوں تک لے آیا۔

"محبت پرندہ پربت ہے' پاتال اس کا نشیمن نہیں۔"

سنگ بصری کی دوسری سطر نقش کر دی گئی۔

پھر اس کے ہاتھ پر وہ احترام بجا لایا۔

"محبت مشک ہو ہے جیسے میں قید نہیں۔"

تو تحریر مکمل ہوئی۔۔۔ "لوح حُب" لکھ دی گئی۔

شنگرفی ارغوانی' سبز ولاجی سیاہی سے اب خطاط گل کاری کرتے جاتے ہیں اور خدائے واحد کی تعریف بیان کرتے جاتے ہیں اور پھر دعا کی ابتدا کچھ یوں کرتے ہیں۔

"لوح حُب" کو خدا وقت کے ہاتھوں زندہ رکھے۔ زندہ رکھے۔۔۔ پرشباب رکھے۔۔ وقت کے زوال سے خدا اسے بچائے رکھے۔۔۔ بچائے رکھے اور "محراب حُب" کی پیشانی پر روشن رکھے۔ یوں رکھے کہ "روز ازل" "روز ابد" سے جا ملے۔

✡ ✡ ✡

گہرائی ہے۔۔۔ اونچائی ہے۔۔۔ لوگ ہیں۔۔۔ پس منظر میں بجھتے شہر کی جلتی روشنیاں ہیں۔۔۔ اور اس کے سر کے عین اوپر کئی سو کرسٹل لڑیوں کا چھتا ہے جو برقی ارتعاش سے ایسے حرکت میں ہے جیسے مشرقی حسینہ بے خودی میں اپنا آنچل دھیمی ہوا کے سپرد کر رہی ہو۔

"مشرقی حسینہ۔۔۔ امرحہ۔"

مقام اونچائی پر ہے اور وہ مائیک کے سامنے ہے۔

"ویلے"

اس نے بجھتے شہر کی جلتی روشنیوں کو دیکھا اور اس کی آنکھیں اداسیوں کے پانیوں سے چمکنے لگیں اور گلے کو کھنکھارے بنا بولنا شروع کیا۔

"پہلے میں نے بات شروع کی' اور میں ختم کرنا بھول گئی تھی اور اب میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ میں بات کہاں سے شروع کروں۔۔۔ امرحہ سے۔۔۔ خود سے یا عالیان سے؟"

"امرحہ۔۔۔" اس نے گہرا سانس لیا۔ "آپ اسے نہیں جانتے' میں بھی نہیں جانتی تھی' مجھے صرف یہ معلوم تھا کہ وہ میری دوست ہے۔۔۔ لیکن کچھ وقت گزرا۔ مجھے معلوم ہوا کہ میں اس کی دوست نہیں تھی۔ اگر میں اس کی دوست ہوتی تو وہ مجھ سے وہ سب کہہ دیتی جو وہ کسی اور سے نہیں کہہ سکتی تھی۔ وہ بات جو اس نے آپریشن تھیٹر میں جانے سے پہلے کہی یا اس وقت جب وہ گر گئی تھی۔ جب میں اس کی طرف لپکی تو میں نے دیکھا کہ وہ پوری شدت سے آنکھیں کھولے رکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ میں نے گردن موڑ کر دیکھا تو وہ اتنی تکلیف میں بھی اس سمت دیکھنے کی کوشش کر رہی تھی' جس سمت عالیان گر چکا تھا۔ ایسی تکلیف وہ بے ہوشی میں وہ اسپتال آنے تک کئی بار چونک کر اٹھی اور اس نے صرف عالیان کا نام لیا۔ جتنی بار وہ چونک کر اٹھی' اتنی ہی بار۔۔۔ وہ اپنے زخموں سے زیادہ کسی اور ہی تکلیف میں تھی۔"

ویرا رکی اور اس نے ایک نظر سب کو دیکھا۔ وہ دیکھ سکتی تھی کہ جن لوگوں کو وہ اپنے اور عالیان کے بارے میں بتا گئی تھی۔ انہیں امرحہ کے بارے میں جاننا کیسا لگ رہا تھا۔ "شاک" ویرا نے سر اٹھا کر گرنے کے قریب آنسوؤں کو آنکھوں کے اندر کرنا چاہا اور وہ آنکھوں کے اندر ٹھہرے دوسرے آنسوؤں کو بھی باہر لے آئے۔

"عالیان۔۔۔ خوب صورت دلوں میں سے ایک کا مالک۔۔۔ وہ سڑک پر ایسے گر گیا جیسے گولی اسے لگی ہو۔ سیدھی دل پہ۔۔۔"

وہ رکی اور کافی دیر تک رکی رہی۔ "ایک ہی وقت میں دونوں مجھ پر آشکار ہو گئے۔ جب امرحہ آپریشن تھیٹر میں تھی اور عالیان سر جھکائے خاموش کھڑا تھا تو میں اس کے پاس گئی اور اس سے کہا۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"وہ ٹھیک ہو جائے گی۔ وہ اتنی جلدی بے ہوش نہ ہوتی اگر اس کے سر پر ضرب نہ لگتی۔"

اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر گرنے لگے۔ ایک جوان مرد رو رہا تھا۔ ٹھیک کر رہا تھا' ایک مرد اگر اپنی ماں' بیوی' بیٹی کی تکلیف پر رو دیتا ہے' تو وہ بلند بانگ ان سے اپنی محبت کا اقرار کرتا ہے۔ کہہ کر وہ ہر افسردگی کی انتہا پر نظر آنے لگی۔

جب عالیان ایک بار امرحہ کو دیکھ آیا تو میں نے اس کا ہاتھ تھام لیا اور کہا۔ "تم ایک اچھے اداکار ہو عالیان اور امرحہ بھی۔ تم امرحہ کے علاوہ دنیا کے ہر انسان کے ساتھ خوش رہنے کی اداکاری کرتے رہے اور دنیا کے ہر انسان کے ہوتے امرحہ کو جاتے دیکھ تم ساری اداکاری بھول گئے۔ تم دنیا کے ہر انسان کے ساتھ خوش رہ سکتے ہو' لیکن زندہ تم امرحہ کے ساتھ ہی رہ سکتے ہو۔ میرے ساتھ تعلق نبھانے کی تمہاری کوشش اچھی تھی۔"

"تمہارے دل میں' میں نے اپنا احترام کھو دیا ویرا۔" اس نے ایسی شرمندگی سے کہا کہ میرے دل میں اس کا احترام اور بڑھ گیا اور میں نے کہا۔

"ہاں! ایسا ضرور ہو جاتا اگر تم نے کبھی مجھ سے کہا ہوتا کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ تم نے ہمیشہ کہا کہ میں ایک اچھی لڑکی ہوں اور اس پر تم ابھی بھی قائم ہو گے۔ اب تم پہلی فرصت میں امرحہ کو بتاؤ تاکہ اگر تم دونوں میں تیسرے کی گنجائش نکل سکتی تو عالیان برازیلا اسٹیڈیم میں دیوانہ وار اس کے لیے بھاگ نہ رہا ہوتا۔ اس بار تم اسے زیادہ یقین سے بتانا' زیادہ وقت لینا اور اس کا ہاتھ پکڑ لینا کہ وہ انکار کر کے کہیں جا نہ سکے اور وہ انکار نہیں کرے گی۔ میں نے بے ہوشی میں اسے تمہارا نام بڑبڑاتے سنا ہے۔" پس منظر کی ساری روشنیاں بجھ گئیں۔

"میں بے وقوف ہی تھی۔ یہ سب نہیں جان سکی اور اب مجھے یہ سمجھ میں نہیں آرہا کہ جب میں یہ کہانی اپنے پوتے' پوتیوں کو سناؤں گی تو وہ میرے بارے میں کیا سوچیں گے۔ کیا وہ اپنی گرینڈ ماں کو برا کہیں گے؟"

اس نے گیلے گال صاف کیے۔

"وہ سمجھ دار بچے ہوں گے' وہ اپنی گرینڈ ماں کی اعلا ظرفی پر فخر کریں گے۔" سائی نے پیچھے سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ ویرا چونک کر پلٹی۔

لوگ کم کر دیے گئے۔ روشنیاں بجھا دی گئیں۔ کہانی سنا دی گئی۔

وہ ہوٹل کے باغ کے اندھیرے گوشے میں اکیلی کھڑی تھی۔

سائی ان ہی کے ہوٹل شفٹ ہو چکا تھا اور ایک گھنٹے کی نیند بھی لے چکا تھا۔ پھر جیسے وہ بہت بے چین سا ہو کر اٹھا۔ اسے یاد آیا جب وہ سویا تھا تو بہت خوش تھا' کیونکہ "المیہ داستان" "طربیہ" ہو چکی تھی۔

تو پھر وہ ایسے ہڑبڑا کر کیوں اٹھا۔ وہ بیڈ پر بیٹھ گیا۔ اتنے سال ہو گئے تھے اسے سائی بنے' اب لوگ اس کے پاس نہیں آیا کرتے تھے تو وہ کمپاس بتا ان کی سمت مڑ جاتا تھا اور کہتا تھا۔ "سنو شاید تمہیں میری ضرورت ہے۔"

وہ اٹھا اور دوسری منزل پر آیا دروازے پر دستک دی' کوئی جواب نہیں ملا۔ پھر یہ سوچ کر کہ وہ اسپتال امرحہ کے پاس نہ چلی گئی ہو اسے فون کیا' لیکن اس کا فون بند تھا۔ کاؤنٹر پر آکر پوچھا انہوں نے ایک بار کی طرف اشارہ کر دیا۔ وہ بار گیا' وہ وہاں بھی نہیں تھی۔ وہ خود ہی اسے ڈھونڈتا رہا اور پھر اسے اندھیرے گوشے میں کھڑے باتیں کرتے دیکھا۔ وہ خود میں اتنی مگن تھی کہ وہ عین اس کے پیچھے کھڑا ہو کر سب سننے لگا اور اسے خبر نہیں ہوئی۔

اس نے ویرا کا ہاتھ پکڑا اور کمرے میں لے آیا دونوں نیچے کارپٹ پر دیوار سے کمر جوڑ کر ساتھ ساتھ بیٹھ گئے۔

"میں جانتا ہوں تم دکھی ہو؟" بات سائی نے شروع کی۔

"ہاں بہت دکھی ہوں سائی۔ اس لیے کہ میں سمجھ نہیں پائی کہ کیا ہو رہا ہے۔ مجھے حقیقتاً" یہ ہی لگا کہ امرحہ عالیان کو دوست کی حیثیت کے علاوہ پسند نہیں

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کرتی اور عالیان... سائی ایسا ہی تو ہوتا ہے ایک بریک اپ کے بعد کچھ وقت لگا اور سب ٹھیک... میں امریکہ سے واپس آئی تو امرحہ مجھے بدلی ہوئی ملی میں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ دادا ایسے لڑکے سے اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں جسے وہ پسند نہیں کرتی۔ میں نے پوچھا تو کیا تم کسی اور کو پسند کرتی ہو؟ تو اس نے کہا۔ مجھے اس سب سے دلچسپی نہیں ہے۔" یہ کہتے ویرا نے تاسف بھرا انداز اپنا لیا۔

"کیا میں ایک بری لڑکی ہوں سائی؟" دل برداشتی اپنے عروج پر نظر آنے لگی۔

"تم نے یہ کیوں سوچا؟" سائی کو جیسے دلی صدمہ ملا۔

"پتا نہیں۔" اس نے خود کلامی کے انداز سے کہا۔

"کچھ باتوں کے ہو جانے میں ہمارا اختیار نہیں ہوتا ویرا۔ ان کے ہونے اور نہ ہونے پر۔ ایک اچھا ڈرائیور اگر حادثہ کر دے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ برا ہے' اس کا مطلب ہے کہ سڑک' گاڑی اور کچھ دوسرے عوامل نے مل کر حادثے کے اسباب پیدا کر دیے۔ اچھے اور برے واقعات کے اسباب بنتے ہیں ویرا۔"

"عالیان کو خود کو پاگل بنانے کی کیا ضرورت تھی سائی! تم نے دیکھا وہ کیسے اس کا نام لے لے کر بھاگتا پھر رہا تھا۔"

"اس نے خود کو پاگل نہیں بنایا ویرا۔ بس شاید اس پر دیر سے ادراک ہوا۔"

دونوں تھوڑی خاموشی سے اپنی اپنی جگہ اپنی اپنی سوچ کو سوچتے رہے۔

"تو گرینڈ ما نے اعلا ظرفی کا مظاہرہ کیا۔" سائی نے ہنس کر ایک نئی بات شروع کی۔

ویرا ذرا سا ہنس دی۔ "اگر نہ کرتی تو امرحہ روسیوں کے بارے میں اپنے پوتے پوتیوں کو کیا بتاتی کہ وہ خود غرض ہوتے ہیں اور ہماری جگہوں پر قابض ہو جاتے ہیں۔ وہ خود روس آتی نہ اپنی پوتی کو کبھی آنے دیتی' بلکہ روس کے بارے میں ٹی وی پر کوئی خبر چل رہی ہوتی تو وہ چینل بدل دیتی اور سوچتی روس دنیا کے نقشے پر ہوتا ہی نہ تو کتنا اچھا ہوتا۔"

سائی پوری جان سے ہنسنے لگا۔ "تم مذاق میں ایسا کہہ سکتی ہو لیکن حقیقت میں ایسا کبھی نہ ہوتا۔"

"اگر میری اور عالیان کی شادی ہو جاتی تو ایسا ہی ہوتا۔" وہ اپنی ہتھیلیاں مسلنے لگی اور ایسا کرتے وہ ایسی بچی لگنے لگی' جس کی ساری گڑیاں چرا لی گئی ہوں اور ان کے کپڑے جلا دیے گئے ہوں۔

سائی نے محبت سے اس کی طرف دیکھا۔ "عالیان اس مشرقی لڑکی کا پرنس تھا۔ تمہارا پرنس چارمنگ تو کہیں اور تمہارے انتظار میں ہوگا نا۔"

"ہاں بس اب یہ ہی کام رہ گیا ہے۔ سب کام چھوڑ کر اس پرنس چارمنگ کو ڈھونڈتے پھرنا یا اس کے انتظار میں بیٹھ جانا... میں ایک بالغ' اتنی بڑی سی لڑکی ہوں۔ دی لیڈی ویرا' مجھے تم ان فیری ٹیلز سے نہیں بہلا سکتے۔" وہ چڑ گئی۔

"فیری ٹیلز ہماری حقیقی زندگیوں سے زیادہ خوب صورت نہیں ہو سکتیں ویرا۔

جہاں ایک ویرا ہے' ایک سائی' ایک کارل' دو امرحہ عالیان۔ کیا کسی فیری ٹیل میں یہ سب ہوں گے؟ ہمارے پاس دکھ ہیں۔ ملنا' بچھڑنا' رونا' مسکرانا' گر جانا' اٹھ کھڑے ہونا۔ یہ سب ہے' کہیں کم' کہیں زیادہ... شان دار محل' قیمتی ملبوسات' آرائش زندگی' کھیل کود' مسکراہٹیں' خوب صورتی اور نغمے ہی زندگی کو فیری ٹیل نہیں بناتے۔ زندگی کو فیری ٹیل ہماری سوچ بناتی ہے۔ پرنس چارمنگ وہ نہیں جو ایک بڑی سلطنت کا شہزادہ ہے یا جو بہت خوب صورت ہے۔ پرنس چارمنگ ہر وہ انسان ہے جو ایک شفاف دل کا مالک ہے۔ جو بلا امتیاز انسانوں سے محبت کرتا ہے۔ میں' تم' عالیان' امرحہ' کارل' ہم سب۔

یہ زندگی تب بھی فیری ٹیل سے زیادہ خوب صورت ہے جب ہر ساعت ہمیں فضا میں بسی خوشبو محسوس ہوتی ہے۔ آسمان شان دار محل کی چھت لگتا ہے اور زمین مخملیں قالین جو ہر نئے قدم پر ایک نئے رنگ میں ڈھلتا ہے۔"

ویرا نے سائی کے کندھے پر سر رکھ دیا اور اسے

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

خاموشی سے سنتی رہی اور سنتے سنتے سو گئی۔ سائی نے اسے ایسے سوتے دیکھا تو چاہا کہ آج کی پوری رات اسے اس انسان کے لیے دعائیں کرتے گزار دینی چاہیے اور وہ زیر لب دعائیہ نظموں کو ایسے دہرانے لگا کہ وہ نیند سے جاگ نہ جائے' لیکن نیند میں ہی سن بھی لے۔

"ویرا۔۔۔" موت سی برف میں کھلتے اکلوتے پھول کی طرح وہ اس احساس کو خاطر میں نہ لائی کہ خزاں میں وہ "کیلی بہار" ہے۔"

میری کہانی کے یہ دو کردار۔
طلوع آفتاب سے۔
دوستی میں حرف خاص سے۔
مثالوں میں "بے مثال" سے۔

☼ ☼ ☼

برازیل سے وہ وی آئی پی سیٹ سے مانچسٹر میں آئی جہاں اسے علاج کے لیے ڈاکٹروں کی اگلی ہدایات تک رہنا تھا۔ سارے اخراجات برازیلین حکومت اٹھا رہی تھی۔ وہ اسے مکمل صحت یاب کرکے بھیجنا چاہتے تھے۔ لیکن اسے مانچسٹر آنے کی جلدی تھی۔ اس کی وجہ سے اس کے ساتھ رہنے والوں کی تعلیم کا نقصان ہو رہا تھا۔ وہ سب لوگ ویک اینڈ کا سوچ کر کیمپ دیکھنے گئے تھے۔ این' ڈیرک وغیرہ پہلے ہی واپس آچکے تھے۔ کارل' ویرا' سائی' عالیان اس کے ساتھ تھے۔ کارل کا تو ویسے بھی برازیلا میں ٹی وی پر مستقبل کافی روشن ہو گیا تھا۔ اسے تو چند اور دن وہاں رکنے پر اعتراض نہیں تھا۔

سادھنا اور لیڈی مہرا ایئرپورٹ سے اس کے ساتھ اسپتال گئے اور اسپتال میں اس کے پروفیسرز' کلاس فیلوز' یونی فیلوز آ آ کر ملتے رہے۔ شنزا بھی اس کے لیے پھول لے کر آئی۔ ڈیرک تو برازیلا میں بھی کئی بار اس سے مل چکا تھا اور دائم وغیرہ کا گروپ اور ہانا' شرلی' للی سب وہاں بھی اس سے مل گئے تھے اور یہاں بھی آتے رہے۔ اسٹور کا مینجر' اس کے کولیگز اور اس کا پہلا باس تو کئی بار آئے۔

"یہ کیسا حادثہ تھا مس اخروٹ! جو تمہیں برازیلا میں پیش آیا اور تمہیں ٹھیک کر گیا؟" انہوں نے سنجیدگی سے اس کا جائزہ لینے کے بعد کہا۔

مس اخروٹ جواب میں صرف مسکرادی۔

"تو برازیلا نے تمہیں بدل دیا؟"

"شاید۔۔۔" وہ اور مسکرادی۔

اس دوران کارل نے اس کے لیے لائی جانے والی چاکلیٹس اور کوکیز کو سعادت مندی سے اپنے پاس محفوظ کرنا شروع کردیا۔ سائی نے امرحہ کو بتایا کہ اس نے سب سے کہا ہے کہ پھول لے جانے کے بجائے وہ چاکلیٹ لے جائیں' کیونکہ امرحہ کو چاکلیٹ بہت پسند ہے نا۔ اور ایک ایسا انسان' جس کے شانے پر گولی لگی ہو' اسے ایسی چھوٹی چھوٹی خوشیاں تو ضرور ہی مہیا کردینی چاہئیں نا۔

ان چھوٹی چھوٹی خوشیوں میں سے ایک بھی امرحہ کے منہ میں نہ گئی' البتہ ہال میں کارل نے اپنے کمرے کی حفاظت چوری پروف کردی۔

جب وہ گھر آئی تو اس کے کمرے کو ویرا' سادھنا اور این نے مل کر مختلف پوسٹرز' کارٹونز اور دعاؤں سے سجا رکھا تھا۔ دیواروں پر ان سب کی مختلف موقعوں پر لی جانے والی تصویریں لگی تھیں اور یونی فیلوز کے پیغامات کارڈز کی صورت دیواروں سے جھول رہے تھے۔

یونی ورسٹی نے اسے آفیشل لیوو دے دی تھی۔ اس کے لیکچر ریکارڈ کیے جارہے تھے اور اسے گھر ملتے تھے۔ سائی ایک بار ضرور اس کے پاس آتا۔ کافی پی کر چلا جاتا۔ عالیان یونی سے پہلے' یونی اور جاب کے بعد اتنی بار اس سے مل جاتا کہ لگتا وہ واقعی اسپائیڈر مین ہے۔ عمارتیں پھلانگتا آتا جاتا ہے۔

کارل اپنی الٹی سیدھی تصویریں کھینچ کھینچ کر اسے بھیجتا رہتا کہ "خوب صورت انسان کو دیکھنے سے انسان جلد صحت یاب ہو جاتا ہے۔"

وہ اب تک فون پر ہی دادا سے بات کرتی رہی تھی اور اسے حیرت یہ ہوئی تھی کہ دادا نے ایک بار بھی

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں کہا تاکہ وہ اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔ جب وہ شٹل کاک آچکی اور اٹھ کر بیٹھنے لگی' جبکہ اب بھی اٹھنے سے اس کے سر میں ٹیسیں اٹھتی تھیں اور اس کا بایاں شانہ درد کرتا تھا اور اکثر وہ کئی کئی گھنٹے متلی کا شکار رہتی تھی اور اچانک ہی اسے تیز بخار ہو جاتا تھا تو دادا پہلی بار اسے دیکھ کر بات کرنے لگے کیونکہ اس نے خود ہی کہا تھا کہ وہ انہیں دیکھنا چاہتی ہے۔

"اب مجھے بتاؤ کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا؟"

"ایسے ہی لینز بھڑک اٹھے اور لڑتے لڑتے مجھ پر گر گئے۔" وہ ٹیک لگا کر بیٹھی تھی اور اس کے چہرے پر زخم کے نشانات اب کچھ مندمل اور قابل برداشت ہو گئے تھے۔ سر کو اس نے دوپٹے سے ڈھانپ رکھا تھا کیونکہ پچھلے حصے میں گلی بینڈیج سامنے سے ذرا سی نظر آتی اور گردن کی بھی۔

"بس۔۔۔" دادا نے بہت آرام سے پوچھا۔

"جی۔۔۔" جو جھوٹ ساوھنا نے بولا تھا' وہ اب تک اسے ہی آگے لے کر چلتی رہی تھی۔

"تمہارے بس اتنے معمولی سے زخمی ہونے پر ویرا' کارل' سائی اور عالیان اتنے پریشان ہو گئے تھے؟"

"وہ مجھے ہوش نہیں آرہا تھا نا اس لیے۔ میرے سر پر چوٹ آئی تھی۔ بس خوف زدہ ہو گئی تھی بہت بہت زیادہ۔"

مانچسٹر کے اسپتال میں جب وہ آئی تو اس نے یہ بتایا کہ وہ گھر آچکی ہے' جب وہ گھر آچکی تو وہ یہ بتانے لگی کہ وہ یونی جانے لگی ہے اور دادا نے ایک بھی بار اس سے کوئی سوال یا تکرار نہیں کی' جو وہ کہتی وہ سن لیتے اور اسے صحت مندی اور زندگی کی سلامتی کی دعائیں دیتے رہتے۔

"جب میں نے باری باری ویرا' سائی اور پھر عالیان کو دیکھا تو مجھے جیسے کچھ بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں رہی اور مجھے لگا کہ وہ مجھ بے چارے بوڑھے پر ترس کھا رہے ہیں۔ مجھے صدمے سے بچانا چاہتے ہیں۔ میں نے شہریار کی مدد لی۔ وہ ایک پڑھا لکھا سمجھ دار انسان ہے۔ اس نے کچھ وقت لگایا انٹرنیٹ پر اور اسے معلوم ہوا کہ تصادم میں کل تین لوگوں کو گولیاں لگی ہیں اور ان تین میں سے ایک مانچسٹر یونی ورسٹیوں کی اسٹوڈنٹ ہے۔ پھر اس نے یونی ورسٹی انتظامیہ سے رابطہ کیا اور اسے بتایا گیا کہ وہ ایک اسٹوڈنٹ امرحہ واجد ہے۔ تم نے مجھ سے جھوٹ اس لیے بولا کہ میں ایک بوڑھا انسان ہوں۔ ایسی خبر سن کر مجھے کچھ ہو نہ جائے۔ ساوھنا سے لے کر سائی تک سب مجھ سے چھپاتے رہے۔ یہ ایک اچھی حکمت عملی تھی مجھ بوڑھی جان کے لیے امرحہ۔۔۔ لیکن میں انجانا کے درد کا شکار ان ہی دنوں ہوا۔ جانتی ہو کس لیے؟ صرف اس لیے کہ تم نے خود کو خود مر جانے دیا۔ تم نے اپنی جان کی پروا نہیں کی۔ تم نے خود کو اہم نہیں جانا۔ تمہیں بہانہ مل گیا مرنے کا۔۔۔ تم نے چاہا کہ تم مر جاؤ' تم نے خود کو محفوظ کرنے کی کوشش نہیں کی۔۔۔ تم نے اپنی کمزوری ظاہر کی ہمت اور طاقت نہیں۔"

"یہ غلط ہے۔"

"یہ غلط تب ہوتا اگر تم ٹھیک رہتیں' تم موت کی باتیں کرتی تھیں۔ میں نے اپنا پاسپورٹ ایمرجنسی ویزے کے لیے بھیجا' لیکن مجھے ویزا نہیں ملا۔ میں وہاں آتا اور تم سے پوچھتا امرحہ کہ کیا زندگی ایسی بے کار شے ہے کہ اسے موت کے حوالے کر دیا جائے۔"

"نہیں۔۔۔ وہ ایک حادثہ تھا دادا اور بس۔۔۔"

"تم ساری دنیا سے جھوٹ بول سکتی ہو' مجھ سے نہیں۔"

وہ خاموش ہو گئی۔

"تم مرنا چاہتی تھیں؟"

"ہاں!" اس نے اعتراف کر لیا۔ "میں نے خود کو مارنا نہیں چاہا تھا' لیکن وہ سب۔ جب وہاں ہوا تو میں نے دعا کی تھی کہ کاش میں مر جاؤں۔ کیونکہ میں خود کشی نہیں کر سکتی تھی اور طبعی عمر تک خود کو گھسیٹ نہیں سکتی تھی۔ میں بظاہر بھاگتی رہی خود کو بچانے کے لیے لیکن اندر ہی اندر میں یہ خواہش کرتی تھی کہ میں زندہ نہ رہوں۔"

"مجھے سزا دینے کے لیے۔۔۔ یہ بتانے کے لیے کہ

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اگر ہم زندہ لوگوں کی قدر نہیں کرتے تو وہ مر کر اپنی قدر بڑھوا لیتے ہیں۔"

وہ خاموش رہی کیونکہ یہ ہی سچ تھا۔ وہ عالیان اور دادا دونوں کو مر کر دکھانا چاہتی تھی اور اس لیے بھی کہ اسے زندہ رہنے میں دلچسپی نہیں رہی تھی۔

"پاکستان آجاؤ۔"

"ایسا نہیں ہوسکتا۔" وہ رو دینے کو ہوگئی۔

"پھر چلی جانا میں تمہاری دیکھ بھال کرنا چاہتا ہوں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔"

وہ دادا کی طرف دیکھنے لگی۔ "آپ مجھے واپس نہیں آنے دیں گے؟"

"ایک نمازی سے وعدہ لے لو۔" دادا نے بہت پر یقین انداز سے کہا۔

"ٹھیک ہے، پھر مجھے وعدہ دے دیں۔" اس نے بہت دیر تک سوچنے کے بعد کہا۔

اس کے پاس دس چھٹیاں تھیں، وہ ان چھٹیوں میں جاکر واپس آسکتی تھی۔ اس نے اپنا ٹکٹ بک کروالیا اور ویرا کو ساتھ چلنے کے لیے کہا۔

"تم لیو پر ہو، میں نہیں۔" ویرا نے اس کے گال پر چٹکی لی۔

"چند دنوں کی بات ہے، تمہیں یونی سے نکال نہیں دیا جائے گا۔"

ویرا اور زیادہ ہنسنے لگی، لیکن شرارت سے۔ "میں تمہارا یہاں انتظار کروں گی، بلکہ ہم سب کریں گے۔"

"میں ایک خود غرض لڑکی ہوں نا ویرا؟" عالیان کے ساتھ وہ آگے ایسے بڑھی، جیسے اس پر صرف اسی کا حق تھا۔ اور خود غرضی سے بھی اس نے ویرا کے بارے میں نہیں سوچا اور اب وہ اتنے دنوں سے ویرا سے بات کرنا چاہ رہی تھی، لیکن ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

"تمہارے کمرے میں رکھا وہ البم میں نے دیکھ لیا ہے، جس میں میری تصویر پر تم نے لکھا ہے۔ دوستی کی تعریف کے لیے ویرا کا نام کافی ہے۔ اگر تم خود غرض ہوتیں تو اپنے البم میں جگہ جگہ مجھے محفوظ نہ کرتیں۔"

"میں تم سے حسد کرتی رہی اور تمہیں اپنا دشمن بھی سمجھتی رہی، لیکن یہ سب بہت پرانی باتیں ہیں۔ پھر میں نے عالیان کے لیے تم سے بہتر کسی کو نہیں پایا۔"

ویرا ہنس دی۔ "عالیان کے لیے تم ساری دنیا کو اپنا دشمن بنا لیتیں۔ یہ صرف تم ہی کرسکتی ہو اور میں ان جذبات کی قدر کرنے پر مجبور ہوں۔"

"تم دکھ اور تکلیف سے گزریں؟" بہت مشکل سے امرحہ یہ پوچھ پائی۔

"ہاں میں گزری امرحہ! لیکن اس سے بہت کم جس سے تم گزریں، میں تم دونوں سے محبت کرنے پر مجبور ہوں۔ تم صرف عالیان کی ہی نہیں ہو اور عالیان صرف تمہارا ہی نہیں ہے اور یہ حسد و رشک سے کہیں آگے کے جذبات ہیں۔" اپنے گال سے اس کے گال رگڑ کر ویرا چلی گئی۔ یہ صبح کا وقت ہے اور وہ یونی جانے سے پہلے اس سے مل کر جاتی ہے۔

"ٹھیک ہے۔ وہ عالیان کے ساتھ آگے نکل آئی ہے، لیکن اب اگر وہ گردن موڑ کر پیچھے دیکھتی ہے تو جانتی ہے کہ پیچھے کتنی توڑ پھوڑ کرتی آئی ہے۔ اور اس توڑ پھوڑ میں سب سے زیادہ نقصان میں ویرا ہی ہے۔"

انسان اپنے عمل میں کتنا ہی کھرا کیوں نہ ہو، کہیں نہ کہیں وہ اتنا پست ضرور ہوجاتا ہے کہ خود سے بھی نظریں نہیں ملا پاتا۔ ویرا کی صورت یہ پستی اسے یاد رکھنی ہوگی۔

☼ ☼ ☼

اگلے دن جب اس کی فلائٹ تھی پاکستان کی تو رات کو سوتے میں غیر معمولی آوازوں کے ارتعاش سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ دن بھر اس کی عالیان سے بات نہیں ہوسکی تھی اور وہ بڑی مل کر رہی سے سوئی تھی کہ وہ اسے بھول گیا؟ آخر بھول گیا۔

وہ چند دنوں سے کافی مصروف نظر آرہا تھا۔ اس سے کھڑے کھڑے مل جاتا اور ماما مہر کے ساتھ باتوں میں مصروف رہتا۔ اس کے سامان کو اس نے معنی خیزی سے دیکھا اور کوئی تبصرہ نہیں کیا اور اسے یہ سب برا

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لگا۔ وہ جارہی ہے اور اسے کوئی فرق ہی نہیں پڑ رہا۔ یعنی محبت پھر سے کم ہونے لگی۔ دونوں کے درمیان متوقع ضروری باتیں ایک طرف ہی رہ گئیں اور کیوں رہ گئیں وہ سوچتی ہی رہ گئی۔

تو رات کے پہلے پہر اس کی آنکھ کھلی اور اسے سمجھ نہیں آئی کہ اتنی ٹھنڈ میں سادھنا نے اس کے کمرے کی کھڑکی آخر کس لیے کھول دی کہ وہ جو برازیلا میں گولی سے نہیں مری' وہ یہاں ٹھنڈ سے مرجائے۔ جب وہ سوئی تھی تو کھڑکی بند تھی۔ اب کھلی تھی اور ٹھنڈی ہوا فرصت سے اندر آرہی تھی اور ساتھ اپنے سنگ کچھ اور بھی لارہی تھی۔

ننھی منی چھوٹی بڑی گھنٹیوں کے ہوا کے دوش پر بجنے کی آوازیں تھیں۔ وہ زیر لب ہنسی۔۔۔ "یہ میرا خواب ہے۔ نہیں تو پھر آگے بڑھنا چاہیے۔ وہ کھڑکی تک آئی۔

دھند میں لپٹے درخت پر شٹل کاک کی بیرونی دیوار پر لگی لائٹ ایسے پڑ رہی تھی کہ وہ آدھا اندھیرے میں تھا اور آدھا نیم روشنی میں اور جو نیم روشنی میں تھا۔ وہ رنگ برنگی اشکال میں جھولتے کارڈوں سے سجا تھا اور وہ اس دوشیزہ کی طرح مسکرائی جسے اس کا گم شدہ جوتا مل چکا تھا۔

حال ماضی کے درخت کی شاخوں پر فاتح ہونے پہ متبسم ہے۔ تو شہزادے نے جان لیا کہ اسے کیا کرنا ہے اور ادھوری کہانی مکمل کرنی ہے۔ اس نے گرم کوٹ پہنا۔ دائیں ہاتھ سے مفلر کو گردن پر بل دیے۔ اسے بائیں ہاتھ سے کام کرنے میں مشکل ہوتی تھی' لیکن اب یہ مشکل رفع ہوگئی تھی۔ دراصل سارے ہی درد برازیلا کے اسپتال میں ہی رفع ہوگئے تھے۔

اس نے ہر رات درخت پر جھولتے پیغامات کو پڑھنے کے خواب دیکھے تھے۔ وہ دعا کیا کرتی تھی کہ حقیقت میں نہ سہی خواب میں سہی اس کا یہ خواب پورا ہوجائے۔ خواب پورا نہیں ہوا۔ خواب نکل کر حقیقت میں بدل گیا۔

وہ بیرونی دروازے سے باہر آئی اور گھوم کر اپنے کمرے کے سامنے لگے درخت کی طرف آئی اور ذرا دور کھڑی ہو کر درخت کو دیکھتی رہی' دیکھتی ہی رہی۔

"یہ میرا خواب ہی ہے' ہاں بس۔۔۔ ضرور میرا خواب ہی ہے۔" وہ بڑبڑائی۔ پیغامات مختلف دلکش رنگوں کے ربنوں سے بندھے جھول رہے تھے۔ آس پاس کی دوسری شاخوں پر مختلف آرائشی فیتے اپنی اہمیت اپنی خوب صورتی سے بڑھا رہے تھے اور زمین پر موجود درخت الوہی خطے کا "شاہ" بنا تاج پوشی کے لیے قائم کھڑا تھا۔

بہت دیر تک کھڑے رہنے کے بعد وہ درخت کے پاس آئی اور ہاتھ بڑھا کر کئی شاخوں کو ایک ساتھ لہرا ڈالا اور گھنٹیوں نے رانجھے کی بینیں۔ ساری دھنیں اپنے اندر سمو کر ان پر سے اپنا اختیار اٹھا ڈالا۔

"ماضی مٹ چکا ہے۔"

وقت نے پرانے سکوں سے آراستہ اپنا تھال الٹ ڈالا اور صرف ایک "تاج" سکے سے خود کو سجا ڈالا۔

"عالیان!" سکے پر کندہ نام اس نے امرحہ کی طرف اچھال دیا۔ جو پیشانی سے لو پر پہنچ گیا۔

"امرحہ!" اسی سکے پر کندہ دوسرا نام اس نے عالیان کی طرف اچھال دیا جو پیشانی کے نیچے اس کی آنکھوں میں دمک اٹھا۔ وہ اندھیرے حصے کی طرف کھڑا تھا۔ امرحہ اس کی موجودگی سے انجان تھی۔ اس کا خیال تھا اسے امرحہ کو درخت تک لانے کے لیے بہت تردد کرنا پڑے گا' لیکن ایسا نہیں ہوا' تردد اب صرف گزر چکے وقت کا حصہ ہی بنے رہنا چاہتا تھا۔ گھنٹیاں فانوسی راگوں پر اجارہ داری رکھتی سرمستی میں جھومنے لگیں۔

"جو خواب حقیقت ہوجاتے ہیں۔ وہ خواب ہر ساعت تیا کریں۔" وہ دم بخود کھڑا سوچنے لگا۔ وہ جو وہ گھنٹے اس درخت کے ساتھ مصروف رہا تھا۔ اسے بھی یہ یقین ہونے لگا کہ اس بار پھر سے یہ خواب ہی ہے۔ اندھیرے سے روشنی کی طرف اس نے قدم بڑھائے۔

اب گھنٹیاں مسوز کے حکم کی بجا آوری کرتیں

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"محرم" کے کانوں میں سرگوشیاں عیاں کرنے کو لپکیں اور پس منظر میں بجتیں اللہ رکھا رحمان کی راز و نیاز کرتی دھنیں پریم پریت کے سرگم پر دل دھنتے "محو اظہار" ہو گئیں۔

رات کے ذروں نے قطاریں باندھ لیں اور روشنی کی لکیریں پھلجھڑیاں بن گئیں۔ ہلکی ہوا ان دونوں کے بال اڑا رہی تھی اور وہ دونوں اپنی اپنی جگہ پر اپنی منزلیں طے کر رہے تھے۔ امرحہ کا خیال تھا اس میسج لڑی کو کارل' سائی اور اس نے مل کر سجایا اور چلے گئے۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور ہوا کے سنگ جھولتے ایک پیغام کو پکڑ کر پڑھنے لگی۔

"میں نے تمہیں بہت یاد کیا۔"

دلفریب خوشی کے احساسات امرحہ کے دل پر نازل سے ہونے لگے۔ وہ دوسرا پیغام پڑھنے لگی۔

"تم ایک جادوگر ہو امرحہ۔" امرحہ یوں مسکرا دی جیسے اس کی بات چرا لی گئی۔

"جب تم نے رونا شروع کیا تو میرا دل چاہا میں بھی تمہارے ساتھ مل کر روؤں' کیونکہ دو ایک جیسے لوگوں کو ایک ہی جگہ بیٹھ کر رونے کا اس سے اچھا موقع اور کب ملتا۔ اسٹوڈنٹ پارٹی پر انک۔"

امرحہ نے قہقہہ لگایا اور ذرا سا ڈر گئی' کیونکہ درخت کے اندھیرے حصے میں چھپا کھڑا عالیان نکل کر سامنے آگیا تھا۔

"اوہ۔ تم یہاں ہو؟"

"تو مجھے کہاں ہونا چاہیے تھا؟" اس نے ہاتھ بلند کیا اور اس کے سر پر جھولتے پیغامات سے بندھی گھنٹیاں لہرا ڈالیں اور معتبر آسمان اور زرخیز زمین نے بڑی محبت سے اپنی سماعتوں کے پٹ ان مترنم آوازوں پر وا کیے۔

"جہاں غائب رہنے کے لیے تم موجود رہتے ہو۔"

اسے یاد آیا وہ اس سے ناراض تھی۔

وہ محبت کے نکھرے احساس سے اسے دیکھتا رہا۔

"تو یہ ناراض ہونا صرف اپنا حق سمجھتی ہے۔"

"میں نے ان پیغامات کو جلا ڈالا تھا' میری یادداشت اچھی ہے میں نے انہیں چند راتیں اور چند دن لگا کر پھر سے لکھا۔" وہ اپنے غائب رہنے کی وجہ بتا رہا تھا' لیکن نامکمل وہ امرحہ سے چھپا رہا تھا کہ وہ دراصل بصد شوق کن معصوفیات میں غلطاں رہا تھا۔

"تمہارے بالوں کی نوکیں تمہاری آنکھوں کو پریشان کر رہی ہیں۔ کیا میں تمہاری آنکھوں کو اس پریشانی سے بچا لوں؟" اس نے مہذب انداز سے پوچھا اور جواب کا انتظار بھی نہیں کیا اور اس کی آنکھوں کو پریشانی سے بچا لیا۔

اپنی پیشانی پر اس کی انگلیوں کا لمس محسوس کرتے وہ ذرا سا پیچھے ہوئی اور سر اٹھا کر پیغام پڑھنے لگی۔

اس نے ایک چالاکی کی تھی' دوسری زبانوں میں کافی پیغامات لکھے تھے' تاکہ امرحہ اس سے ان کے مطلب پوچھے۔ دو دن تک ہال میں وہ مختلف ہال میٹس کے کمروں کی طرف بھاگتا رہا تھا اور وہ زیر لب ہنس کر اسے لکھ لکھ کر دیتے رہے تھے۔ جبکہ کارل اور سائی اس کے کندھوں پر چڑھے لکھنے والوں کو آنکھ مارتے رہے تھے تو اگر چند پیغامات کو امرحہ گوگل کرتی تو اسے معلوم ہوتا کہ جس کا مطلب عالیان مجھے اجازت دو' میں آخ آخ کی تکرار پر لہراتی تمہاری ناک کو پکڑ لوں۔ بتا رہا تھا تو اس کا اصل مطلب کارل کی آنکھ اور ہاتھوں کے اشاروں پر کچھ یہ نکلتا۔

"کیا تم نے ٹھیک سے ناک پونچھنا سیکھ لیا۔ نہیں۔ یعنی ابھی بھی تم آئس کریم' چاکلیٹ کے ساتھ بہتی ناک۔ آخ۔ اف۔ گندی۔"

اور چینی جملہ جس کا مطلب عالیان تم ایک اچھی لڑکی ہو بلکہ تم میں کئی اچھی لڑکیاں چھپی ہیں بتا رہا تھا تو اصل میں وہ۔

"تم ایک پٹاخہ لڑکی ہو بلکہ تم میں کئی بڑے بڑے پٹاخے پھوٹ پڑنے کو ہیں۔" تھا۔

اور جاپانی جملے کا اصل ترجمہ "خدا کے لیے اپنے ایٹیٹیوڈ فلیگ کو سنبھالنا سیکھ لو' تو ہی یونی اس سے الجھ کر زخمی ہو چکی ہے اور جو تو ہی بچی ہے' وہ زخمی ہونے کے لیے قطار میں کھڑی ہے۔" تھا اور مصری جملے کا۔

"خدا کا شکر ہے ہمارا ماچسٹر ڈوبنے سے بچ گیا۔"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور کورین جملہ جو عالیان نے مجھ پر شکر لازم ہے۔ لکھنے کے لیے کہا تھا تو دراصل وہ کچھ یوں لکھا گیا تھا۔

"ہم بھی مانچسٹر کی پیداوار اپنی ایک امرحہ لاہور پر اتاریں گے انہیں بھی معلوم ہو دن میں ستارے اور رات میں سورج کیسے دکھتے ہیں' پھر کیا وہ شکر ادا کریائیں گے؟"

اگلا جملہ اطالوی میں لکھا تھا اور آخر کار وہ اس پیغام تک پہنچ ہی گئی تھی۔

"یہ کیا لکھا ہے؟" اس نے لکھنے والے سے رابطہ کیا۔

وہ مسکرایا' اسے دیکھا جھکا اور ایک گھٹنے کو ٹیک کر زمین پر بیٹھ گیا اور اس کا دایاں ہاتھ پکڑ لیا۔

"اس کا مطلب ہے میرے سامنے جھک کر میرا ہاتھ تھام لو۔"

"گل سرخ" کی گزر گاہوں کی راہی بنی وہ لہرا سی گئی۔

"اتنے چھوٹے سے جملے کا اتنا بڑا مطلب؟"

"ہاں۔ جیسے ایک امرحہ کا مطلب سارا عالیان۔" اس نے کمالیت سے کہا۔

اب اس کے آگے دوسرا پیغام تھا جو فرنچ میں تھا اس نے کن انکھیوں سے عالیان کو دیکھا اور مطلب پوچھنے کی غلطی نہیں کی لیکن اس نے مطلب بتانے کی جلدی ضرور کی۔

"اس کا مطلب ہے میرا دوسرا ہاتھ بھی تھام لو۔" بیٹھے بیٹھے ہی اس نے اس کا دوسرا ہاتھ بھی پکڑ لیا۔

اس بار اس کی ہنسی اتنی دیر تک گونجتی رہی کہ وہ سیف الملوک پر اترتی پریوں کی آنکھوں کی چمک بن گئی۔ "اور ایک پیغام جو میں نے لکھا ہی نہیں وہ میں تمہیں سناتا ہوں" اس کا انداز بانسری ہو گیا اور الفاظ "راہ گل ارغون" کی طرف پیش قدمی کرنے لگے۔

"مجھ سے شادی کرو گی امرحہ؟" سوال پھر سے دہرایا گیا اس بار دونوں ہاتھ تھام کر اور سب کچھ جان کر۔

امرحہ کا پورا وجود ہی ایک خوف میں سمٹ آیا اور اسے یاد آیا کہ زندگی بھی کن کن مراحل کو ہتھیلی پر سجائے کھڑی ہے۔ جو پیچھے رہ گیا تھا فی الحال وہ اب آگے آنے والا تھا۔ لیکن اس نے پہلے والی غلطی دوبارہ نہیں کی۔ اس نے ہاتھ بلند کیا اور گھنٹیوں کو لہرا ڈالا اور وہ دیر تک قبولیت کے زیر اثر خوشی سے بجتی رہیں۔

وہ کھڑی مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی وہ بیٹھا اس کی مسکراہٹ پر نثار ہو رہا تھا۔

"محبت پر فرمان غالب آگیا اور فراق کو رخصت کی اجازت دے دی گئی۔ کیونکہ تمثال گر نے "محبت" کو "من" کر کے "محرم" بنا دیا۔"

اب تکرار کی ضرورت رہی نہ انکار کی حاجت۔

☆ ☆ ☆

وہ لاہور آگئی اور یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئی کہ گھر ایسے سجا تھا جیسے کوئی اہم شخصیت آرہی ہو۔ اس کا نیا کمرہ بے انتہا خوب صورت سجایا گیا تھا لیکن وہ کمرہ اس نے حماد کو ہی دے دیا اور خود اپنے اور دادا کے کمرے میں ہی رہی۔

دانیہ کی منگنی ٹوٹنے کی خبر تو اسے مانچسٹر میں ہی معلوم ہو چکی تھی' واپس آکر اندازہ ہوا کہ خاندان سے تعلقات بھی برائے نام ہی رہ گئے ہیں۔

سب گھر والوں کو اس کے زخمی ہونے کے بارے میں دادا نے بتا دیا تھا' گولی لگنے کا نہیں۔ دادا اکیلے ہی اسے ایئر پورٹ لینے آئے تھے اور وہ سمجھی نہیں کیوں کیونکہ انہیں اسے گلے لگا کر بہت رونا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیوں اتنا رو رہے ہیں اب ہی تو وہ ٹھیک ہوئی تھی۔ اسے دادا کی ہر حرکت مشکوک لگ رہی تھی بلکہ اسے دادا سے ہی ڈر لگ رہا تھا۔

یہ اتنا وقت اس کے دور رہنے کا اثر تھا یا زخمی ہونے کا۔ دادی اور اماں اس کے ساتھ گھر کا "اکلوتا لاڈلا" والا سلوک کر رہی تھیں۔ اس کے آنے کے تین گھنٹے کے اندر اندر ہی ایک جنگ چھڑی حماد' علی اور دانیہ کے درمیان اور دانیہ سب چیزیں لے کر اپنے کمرے میں قلعہ بند ہو گئی ان تینوں نے اس کا سامان کھول کر خود

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہی سب کچھ نکال لیا تھا تین گھنٹے بھی پتا نہیں وہ کیسے رکے رہے۔

اب حماد وانیہ کو دروازہ توڑ دینے کی دھمکی دے رہا تھا اور وانیہ یہ ثابت کر رہی تھی کہ وہ تو پیدائشی بہری ہے اور گونگی بھی۔ خیر مزید چند گھنٹے لڑنے کے بعد آخر کار وہ طے کر پائے کہ کیا کس کا ہے۔

اسے آئے ایک دن بھی نہیں ہوا تھا کہ اس نے سنا دادی اور اماں کسی فیملی کو گھر بلانے کی باتیں کر رہی تھیں۔ اس نے بہت آرام سے خود کو واش روم میں گرایا (ڈرامہ) اور یہ ثابت کر دکھایا کہ اس سے تو چلا بھی نہیں جا رہا' آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جاتا ہے اور وہ بات کرنا ہی بھول جاتی ہے۔

دادا البتہ زیر لب ہنسے جسے دیکھ کر اس نے سوچا۔

"یہ اپنا شہریار تیار کر کے بیٹھے ہیں' ایک دو شہریار دادی اور اماں کے پاس بھی ہیں۔"

اس نے اور عالیان نے ان سب معاملات پر ابھی بات نہیں کی تھی۔ امرحہ نے اس لیے کہ فی الحال وہ کچھ بگاڑنا نہیں چاہتی تھی۔ اسے تھوڑا وقت چاہیے تھا اور عقل مندانہ حکمت عملی اپنانی تھی۔ وہ یہ سب واپس جا کر کرنا چاہتی تھی۔ معاملات ظاہر ہے ویسے ہی پیچیدہ تھے جیسے پہلے تھے فرق صرف یہ تھا کہ اب عالیان اس کے ساتھ تھا پہلے تو اسے دادا کو منانا تھا۔

عالیان نے اسے بتایا تھا کہ دادا کی اور اس کی بات ہوتی رہی ہے اور امرحہ نے یہی سوچا کہ جیسی صورت حال چل رہی تھی۔ دادا کسی سے بھی بات تو کر ہی سکتے تھے۔ عالیان سے بھی... اور یہ اسے کوئی ایسی بڑی بات نہیں لگتی تھی۔

"تم سے ملنے کچھ لوگ آ رہے ہیں۔" جس بستر پر وہ معذور ہونے کا ڈرامہ کیے دراز تھی وہاں اس کے پاس اس کا ہاتھ پکڑ کر دادا نے کہا۔

"لیکن میں تو چل بھی نہیں سکتی۔ کیسے ملوں گی؟ آپ بھول رہے ہیں' برازیلا میں مجھے گولی لگی تھی۔ گولی سمجھتے ہیں آپ؟" وہ بڑی گولی زدہ سی نظر آنے لگی۔

"ہاں! گولی مطلب گولی ہی۔" دادا ہنسے۔

"تو گولی کھانا کوئی آسان ہے۔ اتنی تکلیف رہتی ہے میرے شانے میں اور چلتی ہوں تو بری طرح سے چکر آتے ہیں۔ مانچسٹر سے لاہور میں صرف آپ کے لیے آئی ہوں' لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں ٹھیک ہو گئی ہوں مجھے بیمار ہی سمجھا جائے دادا۔"

"وہ بیمار کے کمرے میں آجائیں گے۔" دادا اس کے انداز سے محظوظ ہوئے۔

"ہو سکتا ہے اس وقت میں سو رہی ہوں۔" وہ نیم دراز ہو گئی۔

"جب تم جاگ رہی ہو گی وہ تب آئیں گے۔"

"میرے کمرے سے دوائیوں کی بو آتی ہے' مجھ میں سے بھی... ایسے موقعے پر سادھنا کہتی ہے" "چھی چھی۔" برا منہ بنانے میں اس نے سب بروں کو مات دے دی۔"

"ہی ہی... ایسے موقعے پر دادا یہ کرتے ہیں۔" دادا کتنی ہی دیر ہنستے ہی رہے۔

"تو میں ان مہمانوں کو انکار کر دوں کہ تم نہیں ملنا چاہتیں؟"

"بالکل! پھر کبھی سہی (وہ کبھی جو کبھی نہیں آئے گی)۔"

"پھر کب؟ تم مانچسٹر چلی جاؤ گی' فٹبال کاک میں لیڈی مہر کے پاس' وہاں وہ تم سے تمہارا ہاتھ تو نہیں مانگیں گی نا؟"

اس نے چونکنے میں وقت لیا کیوں کہ بات دیر سے سمجھی۔ "آپ مذاق کر رہے ہیں۔"

"نہیں امرحہ! اب مذاق نہیں۔" انہوں نے افسردگی ملی سنجیدگی سے کہا۔

"سنو میری پیاری مانچسٹر سے دو خوب صورت لوگ لیڈی مہر اور ان کا بیٹا عالیان آج صبح لاہور آچکے ہیں اور اس وقت ہوٹل میں ہیں اور ابھی میں ان کے ساتھ چائے پی کر آرہا ہوں اور کچھ ہی دیر میں مجھے ان کے پاس واپس جانا ہے' کل دن میں عالیان ہمارے گھر آئے گا۔"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

امرحہ کے دیکھنے اور سننے کے انداز میں بے یقینی تھی۔

"آپ کیا کررہے ہیں دادا؟" اس نے سہم کر پوچھا اس کا رنگ پیلا پڑ گیا۔ اور اس کے شانے میں تکلیف اٹھی اور بڑھنے لگی

"وہ سب جواب میں تمہارے لیے کرسکتا ہوں۔ مجھے تمہیں کچھ باتیں بتانی ہیں امرحہ! تم جانتی ہی ہو کہ میری ماں اس لیے مرگئی تھیں کہ انہیں سانپ نے کاٹ لیا تھا اور ان کا بروقت علاج نہیں ہوسکا تھا۔ ہم سب بہن بھائی ان کے گرد جمع ہو کر رو رہے تھے اور میں دیکھ رہا تھا کہ کیسے موت ان کی سفیدی کو سیاہی میں بدل رہی ہے۔ وہ میری زندگی کا سب سے دردناک وقت تھا اور دوسرا دردناک وقت وہ تھا جب تم میرے سامنے بیٹھی رو رہی تھیں۔ امرحہ! تمہیں بھی سانپ نے کاٹ لیا تھا اور زہر تمہاری آنکھوں سے پھوٹ رہا تھا وہ سنگ چور تھا اور اس کا زہر تمہاری رگوں میں دوڑتا مجھے دکھائی دینے لگا تھا۔ تمہاری صورت کی سیاہی نے میری آنکھوں کا نور جذب کرنا شروع کردیا اور میں جان گیا کہ بروقت علاج نہ ہوا تو کون تمہیں مرنے سے بچا سکے گا۔ میں نے عالیان کے لیے لیڈی مہر سے بات کرنا چاہی، لیکن مجھے سادھنا نے بتایا کہ عالیان اور ویرا شادی کررہے ہیں۔ میری غیرت نے گوارا نہ کیا کہ میں عالیان سے بات کروں، لیکن میں نے خدا کے حضور اپنی بات رکھ دی... تمہارا تریاق عالیان ہی ہے حقیقتاً" یہ مجھے اس وقت معلوم ہوا جب میں نے براز یلا میں اس سے بات کی۔"

☼ ☼ ☼

پہلی گفتگو کے بعد دوسری گفتگو ڈیڑھ گھنٹے کے بعد ان کے درمیان ہوئی۔ دادا نے عالیان کو فون کیا تھا۔

"تمہیں بہت حیرت ہوگی میری بات سن کر، لیکن اگر تم یہ یقین رکھو کہ میں جھوٹ نہیں بول رہا تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک دم سے تمہیں اپنے دل کے بہت قریب پایا ہے اتنا ہی قریب جتنی امرحہ ہے۔ میں ان احساسات کی قدر کرتا ہوں جن کے زیر اثر تم اس حالت میں نظر آرہے ہو۔ میں ایک بوڑھا انسان ہوں میری سوچیں بھٹک بھٹک جاتی ہیں، لیکن میری ایک سوچ تم پر آکر ٹھہر گئی ہے کہ میں نے تم جیسے انسان کے بارے میں امرحہ کی باتیں لاپروائی اور تنفر سے کیوں سنیں... میں نے اس بات کو معمولی کیوں جانا جب اس نے کہا کہ تم ایک اچھے انسان ہو۔"

عالیان خاموشی سے سب سنتا رہا اور حقیقت یہ تھی کہ اسے اس بات کی پروا نہیں تھی کہ دنیا میں وہ اپنی عظمت کی دھاک کس کس پر بٹھا چکا ہے۔ اسے صرف ایک ہی دکھ تھا کہ جو پیغامات اس کے لیے لکھے گئے اس نے وہ نہیں لیے اور جو ہاتھ اس سے چھوٹ گیا اس نے وہ مضبوطی سے پکڑ کیوں نہ لیا۔ اس وقت اس پر اپنی ذات کی ساری پستیاں اور خرابیاں عیاں ہوگئیں اور اس نے اپنی ساری بدصورتی دیکھ لی۔

"کبھی کبھی ہم بوڑھے کچھ باتیں دیر سے سمجھتے ہیں۔" دادا نے یہ آخری بات کی جو ایک پچھتاوے کا احساس لیے ہوئے تھی۔

☼ ☼ ☼

"تم نے مجھ سے کہا کہ انسانوں کے ہجوم میں تمہیں ایک ایسا انسان ملا جس کی آنکھ میں رحم دلی اور اخلاق میں نرمی ہے۔ میں یہ کیسے بھول گیا کہ ساری زندگی تم نے بے رحمی اور بداخلاقی ہی دیکھی تھی تو اب اس کی اصل قدردان تم ہی تو تھیں۔ تم نے کہا امرحہ تمہیں ہمیشہ اپنی قسمت پر رشک رہا جو عالیان کے ملنے سے رشک میں بدل گیا اور تم نے کہا امرحہ کہ مشرق ایک گنجان خطہ ہے، فلسفیوں کے ان فلسفوں سے بھرا ہوا جن کے پیندے میں تعصب ہوتا ہے اور کنارے پر منافقت۔

تم نے اتنی بڑی بات کہہ دی میں کئی راتیں اس سوچ کو لے کر جاگتا رہا کہ تم نے اتنی بڑی بات کیسے سیکھ لی۔ تم معاشرے کی جڑوں میں کب گھس گئیں اور کھری کھوٹی حقیقت کیسے اکھاڑ لائیں؟

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تو تم واقعی میں بدل چکی تھیں' مجھے پہلے اس سوچ نے پریشان رکھا پھر جب میرے دل سے خود ساختہ تعصب چھٹا تو مجھے تم پر فخر ہوا۔

ہاں امرحہ قیمتی انسان سے میرا مطلب حسب نسب والا قیمتی انسان ہی تھا اور میں یہی چاہتا تھا کہ تم ہم دو میں سے ایک کا انتخاب کرلو۔ "میرا"۔۔۔ یہ تھی میری کنارے کی منافقت۔ امرحہ ہمیں کچھ وقت لگتا ہے' لیکن ہم اپنا آپ پا ہی لیتے ہیں اور میں نے بھی اپنا کھرا کھوٹا پا ہی لیا۔ تمہارے پاس تو کوئی انسانوں کو ناپنے کا آلہ نہیں تھا پھر بھی تم نے جان لیا کہ "انسان" ہونا کسے کہتے ہیں اور میں جس نے معاشرتی جنگل میں کئی عشرے اپنے پیاروں سمیت گزارے میں کیسے چوک گیا۔۔۔ یہ تھی میرے پندے کی منافقت۔ جس سے لگاؤ ہو جائے اس کے لیے ہم کائنات میں بھاگ دوڑ کر کے بہت سے فلسفے اکٹھے کرلاتے ہیں کہ دیکھو یہ بے مثال ہے۔ ہم اسے اس آنکھ سے دیکھتے ہیں جو آنکھ دنیا کے پاس نہیں ہوتی جو ہمیں روشنی نظر آتی ہے وہ معاشرے کو اندھیرا دکھتا ہے۔

اگر تم بے قصور ہوتے ہو تو قصور ہمارا بھی نہیں ہوتا۔۔۔ ہاں امرحہ ہمیں یہ مان رہتا ہے کہ ہماری اولاد ہمارا سر نیچا نہیں ہونے دے گی اور یہ بھی سچ ہے کہ میرے جیسے یہ غرور حاصل نہیں کرپاتے کہ ہم نے اولاد کی خوشیوں کو نیچا نہیں ہونے دیا۔

ایک دن میں پارک میں بیٹھا تھا اور دیکھ رہا تھا کہ ایک بچہ پرندوں کے پیچھے بھاگ رہا ہے پھر اس نے اپنے باپ سے کہا کہ اسے بھی اڑنا ہے تو اس کے باپ نے اسے اپنی پشت پر پھیلا لیا اور اپنے بازو پھیلا کر اڑنے کے انداز میں بھاگنے لگا۔ وہ ایک اچھا انسان تھا۔ اس نے مجھے ایک بات بروقت سکھائی کہ میں تمہارے دو پر کیوں نہیں بن گیا کہ تم اڑ سکو' میں نے تمہیں موت کی طرف کیوں دھکیل دیا' میں نے تمہارے پر کاٹ کر تمہیں روایات میں کیوں جکڑ دیا۔ تمہارا سارا جوش و خروش ختم ہو گیا' تمہارے مقاصد فوت ہو گئے' تم بجھ گئیں۔ تو اب میں اپنا آپ تمہیں دیتا ہوں' میں تمہاری وہ ماں اور تمہارا وہ باپ جو انسان کے دو پر ہوتے ہیں کہ اگر اسے یہ دو پر نہ ملیں تو وہ کبھی زندگی کے آفاق پر نہیں اڑ سکتا جیتا ہوں۔

تم نے اپنی حدیں نہیں پھلانگیں اور میرے لیے یہی بہت ہے۔ اب میں تمہیں یہ نصیحت پھر کرتا ہوں "چیزوں سے لاپروائی برتو اور انہیں گم کردو' قیمتی انسانوں کی پروا کرو اور انہیں گم نہ ہونے دو۔"

لیڈی مہر نے خود فون کیا تھا مجھے تمہارے لیے' میں نے بہت سے حساب کتاب لگا کر انہیں اور تمہیں یہاں بلایا ہے اور میں نے ہی انہیں کہا تھا کہ وہ اپنے آنے کے بارے میں تمہیں نہ بتائیں کیوں کہ میں جانتا تھا کہ تم انہیں منع کردو گی' تم واجد سے انہیں ڈراؤ گی اور پھر تم خود بھی نہ آتیں۔ کیوں کہ تم یہاں کی متوقع صورت حال کو سمجھتی ہو۔"

"بابا نہیں مانیں گے۔" امرحہ ڈر ہی گئی۔

"وہ بعد کی باتیں ہیں' اگر تمہارے شانے میں گولی کے اثرات کچھ کم ہو گئے ہیں تو لیڈی مہر کے لیے کمرہ تیار کرو۔ وہ آج رات ہمارے گھر رہیں گی۔ ان کے آنے کی اطلاع میں نے تمہاری اماں اور دادی کو دے دی ہے۔"

شانے کی ساری تکلیف ختم ہو چکی تھی' لیکن نئی تکلیف اس کے دماغ میں اٹھی تھی۔ "بابا اور عالیان۔۔۔" بس یہی سوچ کر۔۔۔

☆ ☆ ☆

پاک سرزمین کا چاند ہے
تاریخ میں روشن باب ہے
قرارداد کی یادگار ہے
"لاہور" جو شہر بے مثال ہے

اس نے پیروں کی تالی ایسے بجائی جیسے جھولوں میں چھپی کھڑی لڑکیوں کو ہنسانا چاہتا ہو اور وہ چھتوں کی اوٹ میں کھڑیں واقعی ہنس بھی رہی ہوں۔

اس نے ہوٹل کی شاپ سے شلوار قمیص سوٹ خرید کر پہن لیا تھا۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"شلوار قمیص مجھ پر سوٹ کررہی ہے نا؟" اس نے ماما سے پوچھا۔

"یہ بنی ہی تمہارے لیے ہے۔" اس کی پیشانی چوم کر انہوں نے کہا۔

لیکن اس کو اطمینان یوں نہیں ہوا کہ وہ تو ماں ہیں ایسے ہی کہیں گی تو اس نے کمرے سے ہوٹل کے باہر تک ملنے والے ہوٹل کے اسٹاف سے پوچھا اور انہوں نے مسکراہٹیں دبادبا کر کہا "ہاں۔"

پھر اس نے سوچا کہ وہ تو ہوٹل کا اسٹاف ہے اخلاق نبھا رہا ہے۔ لاہور والوں سے پوچھنا چاہیے' سچ وہی بولیں گے۔

تو اس نے سڑک پر ملنے والے دو چار نہیں' آٹھ دس لوگوں سے پوچھ لیا اور جواب میں اسے جو مسکراہٹیں ملیں وہ اسے بہت بھلی لگیں۔ اگر کوئی اسے دیوانہ شیوانہ سمجھ رہا تھا تو وہ اس میں بھی خوش تھا۔ کیوں؟

کیوں کہ "شہریاراں"۔۔۔ "شہر جاناں" ہوتا ہے۔

پھر امتیاز یوں مٹ جاتا ہے کہ ہر ایک کو گلے لگانے کو دل چاہتا ہے کہ یارو' لوگو! آج سے میں بھی لاہوری ہوا۔ مجھے مبارک باد دیں میں بھی لاہوری ہو گیا ہوں۔۔۔ یہ پہنا شلوار قمیص اب میرا بھی ہے۔ کلاہ کسی کڑیل پنجابی کی طرح مجھ پر بھی جچے گا اور گھنی مونچھوں کو تاؤ دینا میں بھی جان جاؤں گا۔ آپ جو کھیر کو انگلی سے چاٹتے ہو تو آج سے یہ انداز میرا بھی ہے اور ابھی میں نیا ہوں' لیکن جلد ہی میں پتنگ کو "بو" کرنا سیکھ جاؤں گا اور مجھے دیر نہیں لگے گی نان کو نہاری میں ڈبو ڈبو کر کھانے میں اور اس کا عادی ہونے میں کہ پھیری والے کیسی مزے مزے کی صدائیں لگایا کرتے ہیں اور ڈھول والے کیسی کیسی تھاپ پر ڈھول بجایا کرتے ہیں اور گول گپے والا کیسے بھر بھر کر گھنے کی پیالیاں دیتا جاتا ہے اور آپ ہی بتائیں کیا میں بھی یہ نہیں کہوں گا کہ او بھائی جی' ویرے' او میاں صاحب' وے تیرا بیڑا ترے۔۔۔ راہ دے سانوں جان دے۔۔۔

وہ ایویں مسکرا مسکرا کر سب کو دیکھتا جاتا پھر اس نے فون نکال کر امرحہ کو کہا جس کی ابھی دادا سے گفتگو ختم ہی ہوئی تھی اور اس کے لیے یہ یقین کرنا مشکل ہو رہا تھا کہ عالیان لاہور آچکا ہے۔

"امرحہ! لاہور میں یہ گیارہواں انسان ہے جس سے میں نے برف باری کا پوچھا اور اس کا کہنا ہے کہ اتنی زیادہ برف باری ہوتی ہے کہ ہمیں کئی مہینوں تک گھروں میں بند رہنا پڑتا ہے۔"

امرحہ ہنس دی۔ "اور۔۔۔؟"

"اور میں نے ایک خاتون سے پوچھا کہ امرحہ کہاں ملے گی تو وہ سہم گئیں اور الٹا مجھ سے پوچھا کیا۔ امرحہ واپس آگئی' اتنی مشکلوں سے تو اسے نکالا تھا لاہور سے۔ تم نے سب کو کتنا تنگ کر رکھا تھا یہاں امرحہ؟"

"جھوٹ۔۔۔ سارا لاہور مجھے نہیں جانتا۔"

"لیکن سارا لاہور اب مجھے ضرور جان جائے گا۔" خوشی اس کے انداز سے ایسے آشکار ہو رہی تھی جیسے اسے شہر لاہور کی چابی پیش کردی گئی ہو۔

"ضرور جان جائے گا تم اتنا چلا کر جو بول رہے ہو۔" امرحہ نے اس کی خوشی محسوس کرلی۔

"میں چلا نہیں رہا میں خوش ہوں میں نے خوابوں میں لاہور کی سیر کی ہے' ان سڑکوں پر تمہیں ڈھونڈتا رہا ہوں میں۔۔۔"

"مجھے ڈھونڈتے خود نہ گم ہو جانا لاہور میں اور یہ تمہارے پیچھے شور بہت ہے۔"

"ہاں میں سفر کر رہا ہوں نا۔۔۔" وہ اور چلا کر بولا۔

"تم کس طرف سفر کر رہے ہو جو اتنا شور ہے؟"

"ڈرائیور آگے ہے۔ میں کیسے پوچھوں کہ یہ کون سی سڑک ہے' ٹھہرو میں اس بچے سے پوچھتا ہوں۔"

"بچے سے؟ تمہارے ساتھ بچے کیا کر رہے ہیں؟"

"اسکول کے بچے ہیں میرے ساتھ بیٹھے ہیں یار۔۔۔!"

"تم بس میں بیٹھے ہو؟"

"نہیں۔۔۔ رکشے میں۔۔۔"

"کون سے رکشے میں؟"

"جس کے آگے پیچھے پانچ چھ لوگ بیٹھتے ہیں۔"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اف عالیان۔۔۔! تم چاند گاڑی میں بیٹھ گئے؟"

"اسے چاند گاڑی کہتے ہیں۔۔۔ کیوٹ۔۔۔ میں اس چاند گاڑی کو مانچسٹر کی سڑکوں پر دوڑتے ہوئے دیکھ رہا ہوں' تم نیں' ویرا' سائی اور کارل ڈرائیور' ایک ساتھ کتنے ہی لوگ اور جہاں مرضی لے جاؤ۔"

"تم نے کہا پانچ چھ۔۔۔ اس میں تین آگے اور تین پیچھے بیٹھتے ہیں' مطلب تم کافی تنگ بیٹھے ہو!" امرحہ کو اس کی طرف سے نئی فکر لگی۔

"ہم تنگ نہیں ہیں۔۔۔ ہم پانچ لوگ پیچھے آرام سے بیٹھے ہیں۔"

"پانچ لوگ؟" امرحہ چلا اٹھی۔

"ہاں امرحہ۔۔۔ سیٹ پر ہم تین ہی ہیں دو بچے میرے دو گھٹنوں پر بیٹھے ہیں۔"

کہتے ایک دم اس کی آہ سی نکلی۔ رکشہ اچھلا تھا اور اس کا سر چھت سے لگا تھا' جو ویسے بھی چھت سے ہی لگا ہوا تھا اور وہ جھک کر بیٹھا ہوا تھا۔ بچے ہنسنے لگے۔ موبائل اس کے ہاتھ سے سڑک پر جا گرا۔ بچوں نے شور ڈال کر رکشہ رکوایا اور بھاگ کر سڑک سے اس کا فون اٹھا کر لائے۔ اس نے آن کیا تو امرحہ کی کال آ رہی تھی۔

"فون گر گیا تھا۔" وہ اپنا سر مسل رہا تھا جو ذرا زور سے لگ گیا تھا۔

"تم تو نہیں گرے نا؟ تم کوئی ٹیکسی نہیں لے سکتے تھے؟"

"میں ٹیکسی میں ہی بیٹھ رہا تھا پھر مجھے یہ چاند گاڑی پسند آ گئی۔ ہوٹل والوں نے مجھے سائیکل دے دی تھی' پر مجھے تو راستے ہی نہیں آتے تو میں نے واپس کر دی۔ اگر تم سائیکل کے پیچھے بیٹھو اور مجھے راستے بتاتی جاؤ تو میں لاہور گھوم لوں۔"

"مجھے خود راستے نہیں آتے۔ میں تمہیں اپنے ہی شہر میں ایسے گم کر دوں کہ کوئی ہمیں ڈھونڈ نہ سکتا۔"

"اچھا۔۔۔ چلو آؤ پھر گم ہو جائیں امرحہ' اور ہم ہمارے علاوہ کسی کو نہ ملیں۔"

"ہم نہیں' لیکن اب تم ضرور گم ہو جاؤ گے۔"

"میں نقشہ لے کر نکلا ہوں جی۔۔۔"

"یہ تمہاری یونیورسٹی نہیں ہے کہ تم نقشہ لے کر ہر جگہ چلے جاؤ۔"

"تم غلط ہو۔۔۔ میں امرحہ نہیں ہوں جو نقشہ ہاتھ میں لے کر بھی گم ہی ہو تا جاؤں۔"

"تم جا کہاں رہے ہو؟"

"تاریخی شہر کی تاریخی مسجد کی طرف اور سنو امرحہ! دادا کے رویے سے ایسا لگ رہا ہے کہ وہ تم سے ملنے نہیں دیں گے۔ تم اپنے گھر کا ایڈریس مجھے دو' میں تمہارے گھر کی کھڑکی تک تو آ ہی جاؤں گا۔"

"یہ مانچسٹر نہیں ہے اسپائڈر مین کہ تم عمارتیں کودتے پھلانگتے یہاں وہاں آتے جاتے رہو' یہاں ہم عمارتوں پر خاردار تاریں لگواتے ہیں اور ان میں کرنٹ چھوڑ دیتے ہیں۔"

"کیوں؟"

"تم جیسے اسپائڈر مینوں کے لیے۔۔۔"

"کیوں لاہور میں رومیو نہیں ہوتے؟"

"ہوتے ہیں' پر ساتھ جولیٹ کے ابا جی بھی ہوتے ہیں۔"

"ہاہا۔۔۔ تم مجھے اپنے پاپا سے ڈرا رہی ہو۔ میں ڈرنے والا نہیں۔"

"تم ڈرو نہ ڈرو' وہ تمہیں ڈرا دیں گے۔"

مینار پاکستان کے ایک طرف چاند گاڑی رکی تو اس نے سیلفی لی اور اپ ڈیٹ کر دی۔

"می ان مون کار!"

"گڈ' چاند پر جا کر ہم پر پتھر نہ پھینکنا۔" شاہ ویز کا فوری کمنٹ آیا۔

"آتے ہوئے ایک لیتے آنا۔" سائی نے کہا۔

"یہ تمہارے ساتھ بیٹھے بچے کیا کھا رہے ہیں؟" کارل کا بھوکا کمنٹ آیا۔

"یہ بھنے ہوئے چنے کھا رہے ہیں اور یک زبان خدا کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ لاہور میں کوئی کارل نہیں اور عالیان کارل جیسا بھوکا نہیں۔"

عالیان نے لکھا اور اس کے کمنٹ کو ہر اس ہل

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

میٹ نے لانگ کیا جو بڑے سانحات' ہاتھ سے پکائے کھانوں' مٹن' پزا' سینڈوچز اور چھوٹے سانحات کینڈی' بسکٹ' چاکلیٹ کی گمشدگی سے گزر چکا تھا۔

"یعنی لاہور ایک نعمت سے محروم رہ گیا۔" کارل نے کمنٹ کیا۔

"نہیں' ایک آفت سے محفوظ ہو گیا۔" عالیان نے جواب دیا۔

☆ ☆ ☆

شاہی مسجد میں نماز عصر کے بعد وہ باہر نکلا اور اطراف میں گھومتا رہا اور کاغذ کی کون سے بھنے چنے نکال نکال کر کھاتا رہا' پھر دادا اسے آملے اور اپنے ساتھ گھمانے لگے۔ لیڈی مہر کو وہ گھر چھوڑ آئے تھے۔

رات کا کھانا کھلانے وہ اسے فوڈ اسٹریٹ لے آئے تھے۔ دادا نے کھیر پہلے ہی منگوا کر رکھ لی تھی تاکہ اگر اسے زیادہ مرچیں لگیں تو وہ کھیر کھالے اور اتفاق سے وہ کھانے سے زیادہ کھیر کھا گیا اور اس کے کان اور ناک سرخ ہو گئی اور آنکھوں میں پانی تیرتا رہا۔

دادا اسے دیکھ کر ہنسنے لگے اور وہ خود بھی ہنسنے لگا اور اس دوران اگر کوئی کمزور بینائی والا بھی اسے دیکھتا تو رک کر ضرور کہتا "بہت خوش ہو۔ خدا تمہاری خوشی کو نظر بد سے بچائے۔"

"ہو سکتا ہے تم یہ محسوس کر رہے ہو کہ تمہیں اچھے انداز سے خوش آمدید نہیں کہا گیا اور امرحہ کے خاندان کے نام پر صرف میں ہی تم سے مل رہا ہوں۔"

"میں نے ایسا کچھ محسوس نہیں کیا۔ میں نے یہاں آکر اجنبیت محسوس نہیں کی' خوش آمدید کہنے کا اس سے بہتر انداز اور کیا ہوگا۔" اسے وہ بچے یاد آئے جو اس کے گھٹنوں پر بیٹھے تھے اور اپنے منہ کے ساتھ ساتھ اس کے منہ میں بھی چنے ڈال رہے تھے' جیسے وہ جان گئے تھے کہ کوئی پہلی بار ان کے دیس آیا ہے اور مہمان نوازی میں انہیں بھی اپنا حصہ ڈالنا ہے۔

دادا کو عالیان کی بات اچھی لگی۔ انہوں نے سوچا کہ آگے جو وہ کہنے جا رہے ہیں اسے کہنے کے لیے ان کے پاس مناسب الفاظ ہیں نا۔۔۔ اور کیا وہ ترش اور تلخ تو نہیں کہ سامنے موجود انسان کی مسکراہٹ پر بھاری پڑیں۔

"کیا اب ہم کچھ غور طلب باتیں کرلیں؟" وہ کھانا کھا چکا تو دادا نے پوچھا۔

اس نے سر ہلا دیا۔

"میں نے تم سے یہاں آنے سے پہلے کہا کہ صرف ایک بار اگر تم اپنے والد کو اپنے ساتھ لا سکو تو میرے لیے آسانی رہے گی' بے شک پھر تم ان سے کبھی نہ ملنا' لیکن تم نے انکار کر دیا۔ اب میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ کیا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ لیڈی مہر ہی تمہاری والدہ ہیں۔"

دادا اچھی طرح سے جانتے تھے کہ وہ بہت بڑی بات کر رہے ہیں اور واقعی وہ ایک بڑی بات ہی تھی' عالیان کے چہرے کے رنگ ایک دم سے بدلے۔

"ماما مہر میری ماما ہیں' لیکن ماما مارگریٹ کی موجودگی کو چھپا دینا ان پر ظلم ہوگا' پھر میں وہ دوسرا انسان ہوں گا جو ان کی تذلیل کرے گا۔ میں یہ نہیں کر سکتا۔ میں چاہتا ہوں بلکہ آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ معاملات کتنے بھی پیچیدہ کیوں نہ ہوں' آپ ماما مارگریٹ کا تعارف مجھ سے پہلے امرحہ کے خاندان سے کروائیں۔" اس نے ٹھہر ٹھہر کر تحمل سے کہا۔

"تم یہاں کے مسائل کو نہیں جانتے۔"

"شاید' لیکن اپنی خوشی کے لیے میں ماما کی عزت و تکریم کو کیسے کمتر کردوں۔"

"عالیان! امرحہ کا باپ نہیں مانے گا۔"

عالیان خاموش ہو گیا۔ جتنا میٹھا وہ کھا چکا تھا' وہ کڑوا ہو گیا۔

دادا کو بھی خاموش ہو جانا پڑا' شاید انہوں نے اس کا دل دکھا دیا تھا۔ فون پر انہوں نے اس سے کئی باتیں کی تھیں' لیکن یہ بات وہ اسے سامنے بٹھا کر کرنا چاہتے تھے۔

"شاید تم یہ سوچتے ہو کہ واجد ایک جاہل انسان ہے' لیکن وہ جاہل نہیں ہے اس جیسے سب باپ جاہل

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نہیں ہیں۔ بہت سے سمجھ دار لوگ اسے دقیانوسیت کہتے ہیں' لیکن دراصل یہ ہمارے حساب کتاب ہیں۔ سیدھے سیدھے حساب۔ کہ کھجور وہی ہے جو کھجور کے درخت پر لگے جو جھاڑی پر لگی ملے گی وہ کھجور نہیں ہوگی' ہم بنیاد کو دیکھتے ہیں عالیان! سب دیکھتے ہیں۔ تم دنیا بھر کی ان بڑی درسگاہوں کی مثال ہی لے لو جو صرف قابل' ذہین و فطین طلبا کو ہی داخلے دیتی ہیں جبکہ علم کے دروازے سب پر ہمہ وقت کھلے رہنے چاہئیں تو معیار کے پیمانے ہر جگہ ہیں۔ صرف ہم پر ہی یہ الزام نہیں لگنا چاہیے کہ ہم قدامت پسند اور جاہل ہیں۔ ہم ایسے ہی ہیں۔ رہی معیار کی بات تو ہم انہیں بدل سکتے ہیں' انہیں متوازن کرسکتے ہیں اور بدلتے وقت کے تقاضوں کو دیکھتے انہیں چکردار بنا سکتے ہیں۔

ہمارے یہاں شادی دو لوگ نہیں دو خاندان کرتے ہیں اور اس شادی کو کامیاب بھی دونوں خاندان مل کر کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے کچھ رسومات اور اصول کھوکھلے اور بے بنیاد ہوچکے ہیں اور کچھ سرے سے ہی بے کار اور فضول ہیں' لیکن ہماری معاشرتی پرکھ ہمارے بڑوں کے تجربات پر ترتیب دی گئی ہے اور ان تجربات کو جھٹلایا نہیں جاسکتا۔ ان تجربات کی روشنی میں کچھ فیصلے غلط بھی ہوئے ہوں گے' لیکن وہ سب ٹھیک کردینے کی نیت سے کیے گئے ہوں گے۔

تم دنیا میں گھوم پھر کر دیکھ لو' تمہیں کوئی باپ ایسا نہیں ملے گا جو اولاد کا برا چاہے اور کوئی ماں ایسی نہیں ملے گی جس نے اپنی اولاد کی خوشیوں کے لیے کوشش نہ کی ہو۔ تو امرحہ کا باپ اس کا برا نہیں چاہے گا اور اس کی ماں اس کی خوشی سے حاسد نہیں ہوگی' لیکن کچھ خانے تو پر کرنے ہی ہوتے ہیں۔ صدیوں کے چاک پر ڈھلا یہ ڈھانچہ اگر کہیں سے بوسیدہ اور بھربھرا ہو بھی رہا ہے تو ہم پورے ڈھانچے کو منہدم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں' لیکن مرمت ہم ساتھ ساتھ کرتے جاتے ہیں۔" دادا کہہ کر اسے دیکھنے لگے۔

اور عالیان کو ایک بات اب سمجھ میں آئی کہ اس نے کس آسانی سے کہہ دیا تھا کہ اسے اس خطے کا سفر نہیں کرنا جہاں انسانوں سے زیادہ روایات کا احترام کیا جاتا ہے' اس نے اب جانا کہ ان روایات کا احترام ہی دراصل ان سے جڑے انسانوں کا احترام ہے۔ اگر ہم "بڑوں کی عزت" کی روایت کا احترام نہیں کریں گے تو "چھوٹوں سے عزت" کی وصولی ہمیں بھولنی پڑے گی۔ اور پھر ایسے انسانی معاشرے کا پھلنا پھولنا ایسا ہی ہوجائے گا جیسے درخت کا زمین کے بغیر نمو پانا یعنی "نمو ہی نہ پانا"

"مجھے تمہاری یہ بات اچھی لگی کہ تم نے امرحہ کو اکسایا نہیں' زمانہ جس تیزی سے ترقی کرچکا ہے ایسے وقت میں یہ کوئی انوکھی بات نہ ہوتی۔"

"میں کبھی ایسا نہ کرپاتا اور کرتا بھی تو امرحہ نہ مانتی۔"

"میں جانتا ہوں۔ تم کل گھر آرہے ہو' تم ابھی صرف سب سے ملو گے' پھر دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔" دادا کچھ زیادہ پرامید نہیں تھے۔

عالیان سمجھ سکتا تھا کہ ان کے لیے سب کتنا مشکل ہو رہا ہے کہ کھانے کے نام پر انہوں نے صرف چند نوالے ہی کھائے تھے۔

☆ ☆ ☆

"تمہارا گھر بہت خوب صورت ہے امرحہ۔"

"شکریہ۔" ان کے سونے سے پہلے وہ ان کے پاس بیٹھی تھی۔ اماں اور دادی نے اچھی میزبان ہونے کا ثبوت دیا تھا اور لیڈی مہر اور ان دو خواتین میں اچھی خاصی باتیں ہوچکی تھیں۔

"مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے آپ کو اپنے گھر میں دیکھ کر۔"

وہ ہنسیں۔ "مجھے بھی اپنے گھر میں تمہیں چلتے پھرتے دیکھنا بہت اچھا لگتا ہے' شارلٹ کا ہمیشہ سے یہ کہنا تھا کہ عالیان میرا لاڈلا ہے اور اب اس نے مجھے صاف صاف کہہ دیا ہے کہ خبردار جو امرحہ کو آپ نے اپنی لاڈلی بنایا۔ اگر ایسا ہوا تو وہ مجھے اپنی کہانیاں سنانا بند کردے گی۔"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

امرحہ ہنسنے لگی۔ "پھر ایسا غضب نہ کیجیے گا۔"

"اس نے جب تمہیں مورگن کی شادی میں دیکھا تھا تو میرے کان میں کہا تھا۔ "آپ کی بہو خود چل کر آپ کے گھر آگئی ہے۔"

امرحہ ہنس تو دی' لیکن خوف سے وہ ٹھیک سے خوش بھی نہیں ہو پا رہی تھی۔ دانیہ بھی ان کے ساتھ آکر بیٹھ گئی تو لیڈی مہر نے اس سے کہانی کی فرمائش کردی۔ امرحہ اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی اور دادا کا انتظار کرنے لگی۔

دانیہ کو گوسپ میں خاصی دلچسپی رہا کرتی تھی۔ اسی کا سہارا لے کر اس نے اپنی کالج کی لڑکیوں کی الٹی سیدھی کہانی بنا کر سنانی شروع کی۔ اور کہانی اتنی دلچسپ ثابت ہوئی کہ دس منٹ کے اندر اندر لیڈی مہر سو گئیں۔

"دیکھا میری کہانی کا کمال؟" دانیہ نے فخریہ کہا۔

"ہاں دیکھا' بوگس کہانیوں پر انہیں ایسے ہی نیند آجاتی ہے۔"

"تم جل رہی ہو۔"

"تمہاری خوش فہمی کو جلا رہی ہوں۔"

اگلے دن لنچ سے پہلے عالیان دادا کے ساتھ گھر آگیا اور کافی دیر تک حماد' علی' بابا اور دادا کے نرغے میں بیٹھا رہا۔ اماں اور دادی سے بھی بات چیت ہوگئی اس کی کچھ دیر کو وہ ذرا اکیلا ہوا تو اس نے اپنی ایک سیلفی لی اور فخریہ اپ ڈیٹ کردی۔

"امرحہ کے گھر لنچ کے لیے۔"

"کنجوس امرحہ نے کیا کیا بنایا ہے تمہارے لیے؟" کارل کا فوری فون آیا۔

"مانچسٹر کے بھسنے کارل کا بھیجا پرائم ڈش ہے۔"

"پھر تو مانچسٹر کے دوسرے بھسنے عالیان کے کان سیکنڈ پرائم ڈش ہوں گے۔"

"ہاہاہا!" وہ دل کھول کر ہنسا کیوں کہ آخر کار وہ امرحہ کے گھر آچکا تھا' لیکن امرحہ کہیں نظر نہیں آرہی تھی اور پھر ڈرائنگ روم سے ملحق ڈائننگ روم میں اس نے اسے دیکھا۔ وہ میز پر کوئی کھانے کی ڈش رکھ رہی تھی اور اس کا انداز کچھ ایسا تھا کہ وہ تو اسے جانتی ہی نہیں۔ تم کون ہو اجنبی۔ کیا نام ہے بھلا تمہارا۔ پردیسی ہو۔ ہمارے دیس کیا لینے آئے ہو؟

عالیان اسے حیران دیکھتا رہ گیا۔ "یہ امرحہ کو کیا ہوا؟"

لنچ جو امرحہ اور دانیہ کے علاوہ سب نے ساتھ بیٹھ کر کیا' کے بعد دادا نے عالیان کو چلنے کا اشارہ کیا۔

یعنی یہ کیا؟ عالیان نے منہ بسور لیا۔ اس نے تو امرحہ کا کمرا بھی نہیں دیکھا تھا' نہ ٹیرس نہ کھڑکی۔ نہ پورا گھر کہ وہ لاؤنج کے کس صوفے پر بیٹھ کر ٹیلیٹ کرتی ٹی دیکھتی تھی اور کس پر سے سوتے میں لڑھک کر گر جاتی تھی۔ کس دیوار کی کس تصویر کو ٹانگتے اسٹول پھسل گیا تھا اور لان کے کس حصے میں وہ کرکٹ کھیلتی رہی ہے اور اس کے گھر کے آس پاس کے وہ کون سے گھر ہیں جن کی ڈور بیل بجا بجا کر وہ بھاگتی رہی ہے اور وہ کون سا گھر ہے جس کی بیل بجاتے اسے الیکٹرک شاک لگا اور گھر میں وہ کون سی اونچائی ہے جس پر سے وہ سپرمین بنی کودنے والی تھی اور وہ کون سی دیوار ہے جس پر اس نے اسکول کا ہوم ورک لکھ دیا تھا اور بدلے میں اس کے کان لمبے اور پونیاں ڈھیلی کی گئی تھیں۔ اور وہ لکڑی کی الماری کہاں ہے جہاں وہ چھپ کر بیٹھ جایا کرتی تھی کہ گھر کے باہر ایک شیر آگیا ہے اور وہ ہم سب کو کھا جائے گا' بڑا سا منہ کھول کر بس غڑپ کر جائے گا ہمیں سب ہاں جی۔

عالیان کو ہوٹل واپس آنا پڑا اور رات کو دادا لیڈی مہر کو بھی ہوٹل چھوڑ گئے۔ انہوں نے امرحہ کے رشتے کی بات کردی تھی اور عالیان کے لیے امرحہ کا ہاتھ مانگ لیا تھا۔

واجد صاحب نے دادا کے اشارے پر ان سے کہا کہ وہ سوچ کر جواب دیں گے۔ دادا کے علاوہ امرحہ اور امرحہ سے متعلق معلومات سب کو بہت کم تھیں۔ وہ بہت اوپر اوپر کی باتیں جانتے تھے جیسے انہیں یہ معلوم تھا کہ امرحہ کی لینڈ لیڈی ایک بیوہ خاتون ہیں۔ انہوں

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے دس بچے لے کر پالے ہیں' اس کا انہیں علم نہیں تھا۔ انہیں پہلے اس بات پر حیرت تھی کہ امرحہ کے آتے ہی فوراً" وہ کیوں آرہی ہیں۔ دادا نے کہہ دیا کہ میں نے ہی بلایا ہے' ان کا بیٹا ہے اس کے لیے وہ امرحہ کا ہاتھ مانگنا چاہتی ہیں۔

"امرحہ اسی گھر میں رہتی ہے' جس میں یہ لڑکا رہتا ہے؟" واجد صاحب کا پہلا سوال یہ تھا۔

"نہیں' لڑکا ہاسٹل میں رہتا ہے۔"

"اپنے گھر کے ہوتے ہاسٹل میں کیوں رہتا ہے؟"

"یہ خاتون مہر جسمانی نقص کا شکار ہوگئی تھیں۔ ان کے ساتھ ایک ہندوستانی لڑکی ان کی دیکھ بھال کے لیے رہتی ہے اور امرحہ کی طرح کی چند دوسری لڑکیاں' تو لڑکے کا گھر میں قیام انہیں مناسب نہیں لگا۔"

یہ عالیان کے گھر آنے سے پہلے کی باتیں تھیں' جو دادا نے دادی اماں اور واجد صاحب کو بتائیں۔ وہ چاہتے تھے کہ عالیان سے مل لیں تو باقی باتیں بعد میں ہی ہوں۔ اور سب نے عالیان سے مل لیا اور انفاظ کے استعمال کے بغیر یہ بتا بھی دیا کہ انہیں عالیان سے مل کر کتنا اچھا لگا ہے تو دادا نے باقی باتیں کرنے کا فیصلہ کیا۔

"آپ کہہ رہے تھے کہ امرحہ کے کانووکیشن کے لیے آپ مانچسٹر جائیں گے تو اب میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا' پھر دیکھیں گے کیا کرنا ہے۔"

دادا نے خود کو تیار کیا' وہ اپنے بیٹے سے خوف زدہ نہیں تھے لیکن وہ چاہتے تھے جو باتیں اب آگے وہ کرنے والے ہیں ان پر بھڑکنے کے بجائے تحمل سے تبادلہ خیال کیا جائے۔

"کیا تمہیں عالیان پسند نہیں آیا؟"

"آیا ہے اسی لیے تو کہہ رہا ہوں' وہاں چلیں گے۔ کچھ دیکھ بھال لیں گے۔"

"میں نے دیکھ بھال لیا ہے۔ میں چاہتا ہوں ہم دونوں کا نکاح کردیں' منگنی کے حق میں' میں نہیں ہوں۔" دادا نے اپنی طرف سے بڑی سمجھ داری کا مظاہرہ کیا۔

"آپ نے کہاں دیکھا بھالا ہے اسے۔ آپ تو خود پہلی بار مل رہے ہیں' اور اتنی جلدی لیا ہے سنی یا نکاح کی۔ کچھ ہی مہینے ہیں نا' ہم چلیں گے وہاں۔ پھر دیکھیں گے۔"

"ٹھیک ہے ہم مانچسٹر چلیں گے لیکن تم صبر و تحمل سے میری چند باتیں سن لو۔"

واجد صاحب کی پیشانی پر پہلی بار شکن نمودار ہوئی۔ "کیسی باتیں؟"

"عالیان مسلمان ہے اور بہت اچھا لڑکا ہے۔"

"وہی تو آپ کو کیسے پتا چلا کہ وہ اچھا ہے؟" وہ ہنسے۔

"پتا چل جاتا ہے۔" اس دلیل کو وہ کسی بھی دلیل سے پائیدار نہیں بنا سکتے تھے۔

"ویسے ایک بار ملنے سے نہیں پتا چلتا۔"

"میرا تجربہ اتنا ہوچکا ہے کہ۔"

"میرا تجربہ۔ آپ جتنا نہیں ہوا۔ اور مجھے تجربہ نہیں تسلی کرنی ہے۔"

دادا نے ایسے گہرا سانس بھرا جیسے خود کو تسلی دیتے ہوں۔ "دراصل خاتون مہر ایک بے اولاد بیوہ خاتون ہیں' ان کے شوہر ڈاکٹر تھے۔ ان خاتون نے بچوں کی پرورش کے ایک پرائیویٹ ادارے سے دس بچے لے کر پالے' عالیان کے والد کا نام ولید البشر ہے اور وہ اس وقت ناروے میں ہے' ولید البشر اور عالیان کی والدہ کے درمیان علیحدگی ہوگئی تھی۔" دادا کی سمجھ میں نہیں آیا کہ کس بات کو پہلے کریں اور کسے بعد میں۔ وہ ذرا گھبرا سے گئے۔

"تو یہ خاتون عالیان کی خالہ ہیں؟ یا کوئی اور رشتے دار؟" شکن گہری ہونے لگی۔

"یہ اس کی ماں ہیں' پالا ہے اسے۔" دادا شکن کی گہرائی ناپ سکتے تھے۔

واجد صاحب بہت دیر تک اپنے باپ کی شکل دیکھتے رہے ان کی ساری خوشی کافور ہوگئی جو عالیان سے مل کر ہوئی تھی۔

"یعنی عالیان بھی ان ہی دس بچوں میں سے ایک ہے جنہیں یتیم خانے سے لے کر پالا ہے؟" ان کا

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

انداز بہت سا کیا غیر مہذب ہو گیا۔

"یتیم خانہ نہیں بچوں کے۔"

"ایک ہی بات ہوئی نا بابا! باپ نے کیوں نہیں رکھا اسے؟" وہ عالیان سے "اسے" پر آ گئے فوراً کہ اب نام لینا گوارا نہیں۔

دادا نے جان لیا کہ کیسے وہ لڑکا جس سے واجد خوش اخلاقی سے باتیں کرتا رہا تھا اب تلخی اور بد اخلاقی سے زیر بحث لایا جانے والا ہے۔

"عالیان کی والدہ اس کے بچپن میں فوت ہو گئی تھیں۔" دادا نے تحمل سے کہا۔

"میں باپ کا پوچھ رہا ہوں بابا!" وہ تلخی سے تیز آواز سے بولے۔

"باپ ایک لاپروا انسان ہے' اسے اپنے بیٹے کی کوئی پروا نہیں رہی۔"

"اور باقی کے رشتہ دار' نانا' نانی' خالہ' ماموں؟"

باپ کی بات کو انہوں نے فی الحال ایک طرف رکھا۔

"عالیان کی والدہ اپنے والدین کی اکلوتی بیٹی تھیں اور ان کے والدین ان کی شادی سے پہلے ہی وفات پا گئے تھے۔"

"تو اس کی شادی کسی نے تو کی ہوگی نا ولید البشیر کے ساتھ۔ کوئی رشتے دار۔ کوئی چچا کوئی ماموں' دادا' دادی' ماں باپ مرنے سے باقی خاندان تو نہیں مر جاتا نا؟"

"تمہارے اور ان کے ماحول میں فرق ہے واجد۔!"

"رشتوں میں تو فرق نہیں ہے نا۔ خونی رشتے تو ہر جگہ ہوتے ہیں نا؟"

دادا کا حلق خشک ہو گیا تو ان کا فیصلہ ٹھیک تھا کہ ان سب سوالوں کے لیے انہوں نے عالیان اور لیڈی مہر کو آگے نہیں کیا تھا۔

"بولیں نا؟ اور باپ نے کیوں نہیں رکھا اسے؟ آپ نے ہی منع کیا تھا مجھے کہ میں ان سے کچھ نہ پوچھوں' میں یہی سمجھا کہ یہ امرحہ کی لینڈ لیڈی کا بیٹا ہے چلیں یہاں تک میں نے قبول کر لیا۔ اب آگے؟ کیا کیا کہہ رہے ہیں آپ؟"

"کہا تو ہے کچھ باپ ہوتے ہیں خدا رسول کو بھولنے والے' اس نے اپنی اولاد کی پروا نہیں کی' اور ہمیں اس سب سے کیا' لڑکا اچھا ہے' اس کا مستقبل روشن ہے۔"

"کوئی تو وجہ ہوگی جو اس نے اپنی اولاد وہ بھی لڑکے کو نہیں اپنایا' بابا آپ کچھ چھپا رہے ہیں مجھ سے' میں ایک کاروباری انسان ہوں مجھے پاگل مت بنائیں' امرحہ آپ کی لاڈلی ہے' اس کا مطلب یہ نہیں کہ آپ اسے اتنی آزادی دے دیں کہ وہ یہ سب کرے' یہ لڑکا اس کی یونیورسٹی میں پڑھتا ہے نا' اور یہ آپ کا اور امرحہ کا رچایا کھیل ہے' امرحہ اپنی لینڈ لیڈی کو اس کی ماں بنا کر لے آئی' ورنہ وہ یتیم خانے میں پلنے والا اس کا کوئی آگے نہ پیچھے' آزاد معاشرے کی پیداوار کسی کا گند۔"

"ایسا کچھ نہیں ہے۔" دادا نے بڑے غصے سے کہا۔

"تو پھر کیا ہے؟" وہ بھی چلائے۔ "کیا چل رہا ہے آپ کے اور امرحہ کے درمیان۔ بابا آپ نے اسے لاڈ میں رکھا' ٹھیک ہے لیکن میں اس کا باپ ہوں' اس کے لیے فیصلہ مجھے ہی کرنا ہے' آپ نے اسے مانچسٹر بھیج دیا میں نے کچھ نہیں کہا لیکن اب۔"

"بعد میں تم نے ہی کہا تھا کہ میرا فیصلہ ٹھیک تھا۔ یاد ہے؟ چند ماہ پہلے تم نے مجھ سے کہا کہ امرحہ کے دیے پیسوں سے تمہارے کاروبار میں ایسے برکت پڑی ہے کہ تم نے سارے قرض اتار دیے ہیں' ہر اچھے فیصلے کے نتائج کچھ وقت گزارنے کے بعد ظاہر ہوتے ہیں۔"

"یعنی آپ نے مجھے اندھا ہی سمجھ لیا تھا۔ جس کا نہ تھا اسے آپ اور آپ کی لاڈلی گھر لے آئے۔ اچھی ملی بھگت کی آپ دونوں نے۔"

"عالیان بہت اچھا لڑکا ہے واجد۔!"

"اس کی پیشانی پر لکھا ہے؟"

"کیا سب اچھے لوگوں کی پیشانیوں پر لکھا ہوتا ہے؟"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"ماں لکھا ہوتا ہے' خاندان' باپ' دادا' شرافت رکھ رکھاؤ' حسب نسب' یہ ہوتی ہیں پیشانیوں کی لکھائی۔ ایک عورت کو اٹھالائے اس کی ماں بنا کر۔"

"ماں بنا کر نہیں وہ اس کی ماں ہیں واجد۔"

"سگی ماں تو نہیں ہیں نا پھر اور باقی کے بچے۔ وہ سب کون ہیں' یہ کیسا خاندان ہے' خاندان کا سربراہ نہ آگے نہ پیچھے' ایک عورت اور اس کے دس بچے۔"

"تم ایک عظیم خاتون کی بے عزتی کر رہے ہو واجد!" دادا نے دلی دکھ سے کہا۔

"آپ نے میری بے عزتی کی ہے ایسے لوگوں کو گھر بلا کر۔ کوئی ضرورت نہیں امرحہ کو واپس وہاں بھیجنے کی' بہت کرلی پڑھائی' میں نے غلطی کی جو اسے آپ کے حوالے کردیا۔"

دادا استہزائیہ ہنس دیے' میرے حوالے اسے تم نے نہیں کیا تھا' میں نے خود اسے سنبھالا تھا' تمہاری اور تمہارے خاندان کی جاہلانہ سوچ اور حرکتوں سے اسے بچائے رکھا۔ بیٹی بیٹی لگا رکھا ہے تم نے' تمہاری بیٹی تب ہوتی جب تم کبھی اس کے دکھ میں شریک ہوئے ہوتے' کبھی پوچھے اس کے آنسو تم نے۔"

"اسے کھلایا' پلایا' جوان کیا۔ کیا کم کیا؟"

"کھلانا' پلانا ہی سب نہیں ہوتا۔ بڑا احسان جتاتے ہو کھلا پلا کر اولاد کو' اولاد کے پہلے حق محبت' کی ادائیگی کب کی تم نے۔ تمہیں تو یہ تک نہیں معلوم کہ چھپ کر رونے کے لیے وہ گھر کے کس کونے کی طرف بھاگتی تھی۔"

"ہاں میں ایک برا باپ ہوں۔ اب چپ کر جائیں' بس ساری بات ختم۔"

"میں فیصلہ کرچکا ہوں۔ تم سے رائے لی تھی آخری فیصلہ میرا ہی ہوگا۔"

دادا نے ایسی سنجیدگی اور مضبوطی سے کہا کہ واجد صاحب رک کر انہیں دیکھنے لگے۔ دونوں دادا کے کمرے میں بیٹھے تھے' جبکہ باہر سب ان کی آوازیں آسانی سے سن سکتے تھے۔ امرحہ دانیہ کے کمرے میں تھی اور وہاں سے باآسانی سب سن سکتی تھی۔

"پھر آپ مجھے سب سچ سچ بتائیں۔ کیا ہے یہ سب؟"

دادا نے سوچا کہ تو پھر انہیں وہی کرنا پڑے گا جو انہوں نے پیش بندی کے طور پر سب سے آخر میں رکھا تھا۔ اور اب سب بتا دینا ہی ہوگا کیونکہ نہ بتانے سے بھی کچھ فرق نہیں پڑے گا' واجد کا رویہ معجزہ ہی ہوگا جو بدلے گا۔

"عالیان کی والدہ ایک غیر مسلم عورت تھیں۔ انہوں نے ایک مسلمان سے شادی کی۔ ولید البشر نے عالیان کی والدہ کو دھوکا دیا اور چھوڑ کر چلا گیا۔ اور دوسری شادی کرلی۔ عالیان کی حقیقی ماں اور خاتون مہر ایک دوسرے کو جانتی تھیں۔"

واجد کئی لمحے اپنے والد کی طرف دیکھتے رہے' انہیں یقین نہیں آیا کہ انہیں جو ابھی بتایا گیا ہے وہ ان کے باپ نے اتنی آسانی سے کہہ بھی دیا ہے۔

"آپ ایک غیر مسلم عورت کے بیٹے کے لیے امرحہ کے رشتے کے حق میں بحث کر رہے ہیں' مجھ سے لڑ رہے ہیں' مجھے اتنا کچھ سنا رہے ہیں' آپ نے انہیں گھر ہی کیوں آنے دیا؟" اس بار وہ پوری قوت سے دھاڑے۔

تجربے کی آنکھ سے دادا یہ سب پہلے ہی دیکھ چکے تھے۔ ایسا ہی رویہ اور ایسے ہی سوال۔ یہی ردعمل۔ سب ٹھیک ویسا ہی ہو رہا تھا۔

دادا اٹھ کر کھڑے ہوگئے۔ کمرے میں اماں اور دادی آئیں کہ بات بڑھ نہ جائے۔ دادا نے تینوں کی طرف دیکھا اور کہا۔

"امرحہ میری ہے اور اس کے لیے فیصلہ بھی صرف مجھے ہی کرنے کا حق ہے' عالیان ایک اچھا لڑکا ہے۔ مجھے اس کے ماضی یا خاندان سے کوئی سروکار نہیں' مجھے وہ پسند ہے اور میں امرحہ کی شادی اسی سے کروں گا۔"

"آپ کو لڑکا پسند ہے یا آپ کی لاڈلی اسے پسند کرلائی ہے؟" واجد تیزی سے کہتے کمرے سے نکلے اور امرحہ کی طرف بڑھے۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"امرحہ!" انہوں نے چلا کر اسے بلایا۔

"واجد!" دادا ان کی طرف لپکے۔

"تمہیں پڑھنے کے لیے بھیجا تھا یا یہ سب کرنے؟" وہ دانیہ کے کمرے میں اس کے سر پر پہنچ گئے اور اسے بازو سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔

دادا نے لپک کر انہیں امرحہ سے دور کیا۔ حماد' علی' دانیہ' سب اسی کمرے میں آن موجود ہوئے تھے۔

"یہ جاہلوں والے طریقے نہ اپناؤ' تحمل سے میری بات سنو۔"

"آپ کا طریقہ ٹھیک ہے؟" ان کی تیز آواز تیز ہی رہی۔

"کون ہے یہ امرحہ جسے تم یہاں لائی ہو؟"

دادا نے ان کا بازو پکڑ کر کمرے سے باہر گھسیٹا اور بڑے جتنوں سے انہیں واپس اپنے کمرے میں لائے۔

امرحہ کمرے میں رونے لگی۔ یہ اس کی خوش گمانی تھی کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔

"بیٹھ جاؤ واجد! خدا کے لیے۔ تم وہی انسان ہو جس نے ساری عمر کبھی اپنی اولاد کے پاس بیٹھ کر اسے نہیں سنا۔ تمہیں تو یہ تک نہیں معلوم کہ امرحہ یونیورسٹی میں کس مضمون کی طالبہ ہے اور تم اس کی زندگی کے فیصلے کے لیے ایسے بھڑک رہے ہو جیسے تمہارے ساتھ بہت زیادتی ہونے جا رہی ہے۔ تم جیسے ہی باپ ہوتے ہیں جن کی اولادیں گھٹ گھٹ کر روتی اور مرتی ہیں۔ تم اپنی اولادوں کی بے سکونی کے مسکن ہو' جاؤ ذرا دیر کو اپنی بیٹی کے پاس بیٹھو' اسے سنو' اس کی جگہ خود کو رکھ کر دیکھو' وقت بدل رہا ہے' میں بے مہار آزادی کا قائل نہیں' لیکن ایسی پابندی کا قائل بھی نہیں کہ ایک انسان زندہ ہوتے ہوئے بھی مر جائے۔"

"مجھے یہ رشتہ پسند نہیں' بات ختم۔" انداز اٹل تھا۔

دادا نے اپنی اتنی باتوں کو صاف بے کار ہوتے دیکھا' جیسے چکنائی لگی پرت پر سے پانی کا بغیر گیلا کیے گزر جانا۔

"کیوں۔؟" سوال بے کار تھا پر انہوں نے پوچھ لیا۔

"بس نہیں' آپ نے شہریار کی بات کی تھی' اس کے خاندان کو بلا لیں۔"

"تو تم نہیں مانو گے؟"

"کبھی نہیں' میں نے اپنی ناک نہیں کٹوانی' خاندان' لوگ' سب کیا کہیں گے' ایک یتیم بے سہارا ایسے ویسے کو لڑکی پکڑا دی۔ جس کے خاندان کی خبر نہ دین کی۔" تنفر تھا کہ انداز سے چھلک چھلک جاتا تھا۔

"اس کے مسلمان ہونے پر شک نہ کرو واجد! گناہ گار ہو گے۔"

"آپ اس کا دین تصدیق کروا کر آئے ہیں نا؟" طنز سے اس کی آنکھیں سکڑ گئیں۔

"میرے تمہارے دین تصدیق ہوئے ہیں؟ جو شخص سال میں چند بار نماز پڑھتا ہے اور سالوں بعد بھی کلام پاک کو کھول کر اس سے ہدایت نہیں لیتا' وہ دوسروں کے ایمان پر سوال اٹھا رہا ہے' اسے دوسروں کے دین کی فکر لاحق ہے۔"

"بابا! بس کریں یہ فلسفے' بات ختم بس۔"

"ٹھیک ہے واجد بات ختم۔" دادا نے کمرے کے دروازے میں کھڑے ہو کر اماں اور دادی کو اندر آنے کے لیے کہا اور جب وہ آ گئیں تو بہت تحمل سے کہا۔

"اس جمعہ کو امرحہ کا عالیان کے ساتھ نکاح ہے' میں نے امام صاحب سے بات کر لی ہے۔"

تھوڑی دیر کو سب کے درمیان سکوت رہا۔

"یہ بچکانہ حرکتیں چھوڑ دیں بابا!" سکوت ایسے ٹوٹا۔

"بچکانہ ہوتیں تو چھوڑ دیتا واجد! خاندان کے کچھ سمجھ دار لوگوں سے بھی میں نے بات کر لی ہے۔"

"آپ نے ڈھنڈورا پیٹ دیا' کیوں؟"

دادی اور اماں واجد کی آواز سے سہم گئیں۔ جب سے امرحہ مانچسٹر گئی تھی اور دادا کی مدد سے گئی تھی تو سب پر اور اچھی طرح سے یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اس کی زندگی کے باقی فیصلے بھی انہیں ہی کرنے ہیں۔ جو چند رشتے' دادی اور اماں تیار رکھ کر بیٹھی تھیں' اس بات کو ذہن میں رکھے ہوئے تھیں کہ امرحہ کے دادا کی تسلی ہوگی تو ہی بات آگے بڑھے گی۔ اور اب یہ دو خواتین یہ بات بہت آرام سے سمجھ گئی تھیں کہ وہ عالیان میں کچھ دیکھ رہے ہیں تو ہی ایسے اس کے حق میں بول رہے ہیں۔ کیونکہ وہ دنیا میں آخری انسان بھی نہیں ہوں گے جو امرحہ کا برا چاہیں گے۔

"سنو واجد! زندگی میں صرف ایک بار اس کے دل کی بات' اس کی خوشی کو سمجھنے کی کوشش کرو۔ تمہاری بیٹی صرف اسی ایک لڑکے کے ساتھ خوش رہے گی' تمہاری اجازت اہم ہے اس کے لیے۔"

"تو آپ مان رہے ہیں کہ امرحہ ہی لائی ہے اس لڑکے کو؟"

"واجد! میں تم سے نہیں جیت سکتا سوالوں اور جوابوں میں۔ تم ایک کھونٹے سے بندھے ہو' حرکت کرنے کے لیے تیار ہی نہیں۔ آگے پیچھے کسی بھی طرف پیش قدمی کرنے کے لیے راضی ہی نہیں' ضد انا' ادھر ادھر کی بے کار باتیں' یہ' وہ۔ میں جانتا تھا تم کبھی نہیں مانو گے' کبھی نہیں۔ پھر بھی میں نے کوشش کی۔ اب بھی تمہیں سمجھا رہا ہوں۔ لیکن بہت سی باتیں بہت سارا وقت گزرنے کے بعد ہی سمجھ میں آتی ہیں اور تمہاری سمجھ کے لیے میں بہت سارے وقت کا انتظار کر سکتا۔ میں نے اپنا وقت وفات نہیں پڑھ رکھا کہ اس وقت سے پہلے تک تمہیں راضی کرتا رہوں۔ امرحہ عاقل و بالغ ہے۔ اس کی پسند اور فیصلے کی اپنی جگہ اہمیت ہے۔ تم اس کے باپ ہو لیکن اسے بڑا میں نے کیا۔ جو حق اس پر میرا ہے' وہ تمہارا صرف اس لیے نہیں ہو سکتا کہ تم باپ ہو اس کے' تم امرحہ کو نافرمان ہونے کی بددعا دے سکتے ہو لیکن یاد رکھنا نافرمانی کی بددعائیں تب ہی لگا کرتی ہیں جب فرماں برداری سے فرائض ادا کیے گئے ہوں۔ اور فرائض میں پہلا فرض "محبت" کا ہے۔"

☆ ☆ ☆

گھر میں تناؤ بڑھتا گیا۔ دادا لیڈی ڈاکٹر کے پاس گئے اور انہیں صورت حال سے آگاہ کر دیا' لیکن عالیان کو کچھ نہیں بتایا۔

ایک بار بابا پھر امرحہ کے پاس آئے۔

"تمہارے دادا تمہارا نکاح کرنا چاہتے ہیں اس سے۔ ان سے کہہ دو تمہیں منظور نہیں' اچھے خاندان اور لڑکوں کی پاکستان میں کمی نہیں ہے۔"

امرحہ خاموش سر جھکائے بیٹھی رہی۔

"امرحہ!" وہ چلائے۔

آنسو ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے گرنے لگے۔

دادا ان دونوں کے پیچھے آکر کھڑے ہو گئے۔

"میرے لیے کچھ تو آسانیاں پیدا کریں۔" بہت دھیمی آواز میں اس نے کہا۔

"جانتی ہو لوگ کتنی باتیں کریں گے؟"

"لوگ باتیں ہی کرنے کے لیے پیدا ہوتے ہیں' میں اور تم بھی تو لوگ ہی ہیں ہم دونوں کبھی باز آئے باتیں کرنے سے۔ آج میں اور تم شروعات کرتے ہیں کل کو دنیا بھی چپ ہو جائے گی۔" دادا نے بڑی آس سے کہا کہ شاید کچھ بہتری ہو جائے۔

"دنیا آپ کے اشاروں پر نہیں چلے گی۔" وہ ہونہہ کے انداز سے بولے۔

"اگر دنیا میرے اشاروں پر نہیں چلے گی تو میں بھی دنیا کے اشاروں پر نہیں چلوں گا' امرحہ کی خوشیاں تو میں ہرگز اس دنیا کی سیاہی سے نہیں لکھوں گا۔"

"مجھے معلوم تھا یہی سب ہوگا۔" بابا غصے سے چلے گئے تو دادا اس کے پاس بیٹھ کر اسے چپ کروانے لگے۔

"اسی لیے میں نے تمہیں اور عالیان کو یہاں بلایا تھا۔ میں چاہتا تو ماچسٹر آکر بھی تمہاری شادی کر سکتا تھا لیکن صرف یہی ایک بات میں نہیں چاہتا تھا کہ تمہارا باپ ہی کہہ دیتا کہ تم نے خود وہاں شادی کر لی تھی اور میں تم پر پردہ ڈالنے گیا تھا۔ خاندان کی کتنی ہی لڑکیوں کو ان کے گھر والے پڑھنے کے لیے باہر نہ بھیجتے شاید۔ میں نے بہت سوچا ہے اس بارے میں' اب

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ایک آخری حل یہی ہے کہ تم خود جاؤ واجد کے پاس اور کوشش کر کے دیکھو شاید وہ مان جائے۔"

"مجھے ان سے ڈر لگ رہا ہے۔"

"آؤ میرے ساتھ۔" اسے ساتھ لے کر وہ ان کے کمرے میں لائے۔ دو دن سے وہ اسٹور نہیں جا رہے تھے' گھر میں یہی سب چل رہا تھا۔ وہ بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے' وہ ان کے قریب بیٹھ گئی اور ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

"مجھ پر وہ بوجھ نہ ڈالیں جو میں اٹھا نہ سکوں' بہت مشکل ہو جائے گا سب کچھ۔"

"میں تمہارا باپ ہوں کچھ تو میرا لحاظ کرو۔ تمہارا بھلا ہی سوچ رہا ہوں۔"

"میرے بھلے پر ہاں کہہ دیں۔" اس نے بڑی ہمت کر کے کہا۔

"یہ کبھی نہیں ہوگا امرحہ۔!" ان کا انکار' انکار ہی رہا۔

ایسا سنجیدہ انکار سن کر وہ کتنی ہی دیر ان کے پاس بیٹھی روتی رہی اور سوچتی رہی' وہ کم تھا جو اس نے سوچا تھا جو ہو رہا تھا وہ اس سے کہیں زیادہ تھا اگر دلاور بھی نہ مانتے تو یہ سب ناممکنات میں سے ہوتا۔

"جمے کو تمہاری بیٹی کا نکاح ہے واجد! اب ہم ہمیشہ کے لیے اسے گھر سے رخصت کر دیں گے۔" دادا نے کہا اور امرحہ کو لے کر کمرے میں آ گئے۔

"یہ نکاح کبھی نہیں ہوگا دادا!" امرحہ اور رونے لگی۔

"اگر یہ خدا کی طرف سے ہونا طے ہے تو ضرور ہو گا۔ واجد نے مجھ سے کہا کہ اس رشتے کی صورت میں نتائج بھگتنے کے لیے تیار ہو جاؤں' کسی بے دین اور بغیر باپ کے لڑکے کو لڑکی سونپ رہا ہوں۔ میں نے بہت کچھ سنا ہے۔ میں خود بھی ڈگمگا جاتا ہوں پھر میری تسلی یوں ہو جاتی ہے کہ اس کی سرپرست خاتون مہر ہیں' ہمارے بڑے کہتے ہیں جس کی بیٹی لیتی ہو اس کی ماں دیکھو اور جس کو بیٹی دینی ہو اس کے باپ کو' اور عالیان کا باپ ہے نہیں اور جو ماں ہے' وہ اتنی عظیم ہے کہ انہیں صرف ماں ہی نہیں سمجھا جا سکتا۔ تو میں جو کبھی اپنے ہی فیصلے سے خوف زدہ ہو جاتا ہوں اور شکوک میں گھر جاتا ہوں تو خاتون مہر کے بارے میں سوچ لیتا ہوں۔"

دادا نے بات یہیں ختم کی۔ وہ ایسے سنجیدہ اور چپ چپ سے ہو گئے تھے' جیسے نئے سرے سے حساب کتاب کرتے ہوں۔

امرحہ نے جانا کہ یہ سب کیسا گنجلک ہے۔

لیڈی مہر ایک بار پھر گھر آئیں سہولت سے بلایا سے بات کرنے' لیکن وہ خاموشی سے اٹھ گئے اور سب بے بس سے ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

دادا عالیان کو اسٹور لے گئے۔ وہ وہاں ان سے بات یا کسی اور ردعمل کا منتظر ہی رہا' لیکن کوئی بات ہوئی نہ بدمزگی اور نہ ان کے رویے میں تبدیلی آئی۔

دادا نے ایک ایک کر کے سب کوششیں کر ڈالیں اور سب ناکام رہیں اور آخر میں دونوں میں خاموشی تن گئی اور اس خاموشی نے گھر میں سب کو بے چین رکھا۔

ساری صورت حال کی عالیان کو خبر ہو چکی تھی اور وہ جان گیا تھا کہ امرحہ یہی چاہتی تھی کہ وہ اس سب کا سامنا نہ کرے' وہ افسردہ ہو گیا۔ پہاڑ سا پہاڑ تھا جو سر ہونے میں نہیں آ رہا تھا۔

"تمہیں رویوں اور رواتوں کے بارے میں ناپسندیدگی سے نہیں سوچنا چاہیے۔" لیڈی مہر نے اسے سوچوں میں گم دیکھا تو اسے اپنے سامنے بیٹھا لیا۔

"میں نے ایسا نہیں کیا۔"

"امرحہ کے دادا نے ہمیں ہر چیز کے بارے میں پہلے سے ہی خبردار کر دیا تھا۔ یہ سب ایسے ہی ہونا تھا ہم سب اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں عالیان اور ہم اپنی اپنی جگہ سے دوسرے کو غلط کہہ رہے ہیں۔ تمہارے لیے امرحہ کے والد غلط ہیں' ان کے لیے تم۔ اور یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں۔"

"ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ' لیکن خبردار رہنا اور حقیقتاً" اس سب کا سامنا کرنا دو الگ باتیں ہیں ملا۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں ان کے اسٹور پر گیا تو سارا وقت خوف زدہ ہی رہا۔ میں نے خود کو معمولی اور کمتر محسوس کیا اور مجھے خوف بہت شدت سے لاحق رہا کہ وہ ماما کے بارے میں کچھ کہہ دیں گے۔ میں انہیں اپنا سمجھتا ہوں کیونکہ وہ سب امرحہ کے اپنے ہیں۔ لیکن وہ مجھے کبھی اپنا نہیں بنائیں گے۔"

"وقت لگے گا اور سب ٹھیک ہونا شروع ہو جائے گا۔"

"سب غلط بھی تو ہو سکتا ہے۔"

"غلط ہو جائے تو بھی یہی سوچو کہ ٹھیک ہو جائے گا۔ مایوسی سے ہارنا نہیں چاہیے بلکہ مایوسی کو ہرانا چاہیے۔ امید بڑے کام کی چیز ہے اسے سنبھال کر رکھنا چاہیے۔"

"سب پر امید ہونے سے ہی تو نہیں ہوتا نا ماما!"

"ایک اچھی چیز امید اور ایک بری چیز ناامیدی میں سے اچھی والی کا انتخاب کر لینا چاہیے' بے شک یہ اپنے عمل میں کتنی ہی سست کیوں نہ ہو۔ یا یہ کتنا ہی انتظار کیوں نہ کروائے۔"

ساری اچھی باتیں ایک طرف لیکن عالیان اس تکلیف کو بری طرح سے جھیل رہا تھا کہ اسے پسند نہیں کیا گیا۔ وہ بار بار خود کو دیکھتا اور اپنے بارے میں سوچتا۔ اس کا اعتماد اتنی سی دیر میں ہی مٹی کے ڈھیر کی طرح بیٹھ سا گیا اور اسے لگنے لگا کہ دنیا میں وہ اکیلا انسان ہے جو سب سے پیچھے اور سب سے زیادہ بے کار ہے۔ اسے یہ بھی لگتا جیسے ولید البشر اس پر بلند بانگ قہقہے لگا رہا ہو۔ اور اس کی طرف اشارے کر کر کے کہتا ہو "دیکھی اپنی حیثیت دیکھ لی۔"

وہ خود کو تلخی سے بچاتا رہا لیکن کچھ تلخی اس میں چھلکنے ہی لگی' دادا نے اسے دیکھا تو ان کا دل جیسے مٹھی میں آ گیا۔

"تم دو عظیم عورتوں کے بیٹے ہو عالیان۔ میرے دل میں تمہاری بہت قدر ہے۔"

"یہ دونوں عورتیں سب کے لیے عظیم کیوں نہیں ہیں؟" اس نے امرحہ کے والد کا نام نہیں لیا۔

"تو تمہارے لیے اس سوچ کی کوئی اہمیت نہیں جو میں اور امرحہ ان کے بارے میں رکھتے ہیں۔"

عالیان شرمندہ سا ہوا۔ "ایسا نہیں ہے۔"

"جمعے کو تمہارا نکاح ہے۔" دادا نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"آپ نے کہا تھا آپ نے نکاح والی بات امرحہ کے بابا کو منانے کے لیے کی تھی۔"

"مجھے صرف اس کا ردعمل دیکھنا تھا۔ اور اس نکاح کو میں پہلے ہی طے کر چکا تھا' کیونکہ میں جانتا تھا یہی سب ہو گا اگر واجد مان جاتا تو اور بات تھی۔"

"آپ یہ سب امرحہ کے لیے کر رہے ہیں؟"

"نہیں' صرف اس لیے ہی نہیں' میں وہ کر رہا ہوں جو ٹھیک ہے اور جس میں کچھ غلط نہیں' نہ تم نہ میں۔ اور نہ ہی اس فیصلے میں۔"

"مجھے نہیں لگتا یہ نکاح ہو گا' میں خوف زدہ ہوں۔" اس نے اپنے دل کی بات کہہ دی۔ اور دادا کے جانے کے بعد دیر تک سائی سے باتیں کرتا رہا' پھر کارل سے کی۔ اور امرحہ ویرا اور سادھنا سے ساری صورت حال پر رائے لیتی دراصل تسلیاں لیتی رہی۔

دادا نے گھر میں قہقہے لگوا دیے اور یہ کام انہوں نے اس لیے کیا کہ واجد کا اگلا ردعمل سامنے آ جائے' ان کا ردعمل یوں سامنے آیا کہ وہ نیند کی گولیاں کھا کر سو گئے اور سونے سے پہلے دادا اور ان کے درمیان چند باتیں ہوئیں جن میں سے ایک بات پر وہ خاموش سے ہو گئے۔ جب دادا نے کہا کہ۔

"تمہاری بیٹی نے ایک بار خودکشی کی کوشش کی تھی اور مری نہیں تھی۔ اس بار وہ خودکشی نہیں کرے گی پھر بھی مر جائے گی۔ پھر تم اپنی ضد کی قبر پر بیٹھ کر آنسو بہاتے رہنا۔"

بات ایسی جان لیوا گونج کے ساتھ کی گئی کہ دل رو دینے کو ہو گیا۔

دادا امرحہ کے پاس آئے وہ سر گھٹنوں میں دیے بیٹھی تھی۔

"میں نے ویزے کے لیے کاغذات جمع کروا دیے

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY
RSPK.PAKSOCIETY.COM FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہیں۔ جلد ہی میں بھی مانچسٹر آجاؤں گا اور مجھے یقین ہے واجد' دانیہ اور باقی سب کو بھی آنے کی اجازت دے دے گا۔"

"آپ کیا بات کررہے ہیں دادا' وہ مجھے یہاں سے جانے دیں گے تب نا۔"

"امرحہ! اب اپنے باپ کی خاموشی کا احترام کرو۔ انسان قسمت کا کتنا بھی دھنی کیوں نہ ہو' زندگی کی راہوں میں اسے چند کانٹے مل ہی جاتے ہیں۔ یہ نکاح جمعہ کو ہوگا ورنہ کبھی نہیں ہوگا۔"

"آپ نے نکاح کا فیصلہ ہی کیوں کیا دادا' سال دو سال ٹھہر جاتیں اب' بابا مان جائیں گے۔"

"میری عمر دیکھو امرحہ' اتنا بوڑھا انسان جب سونے کے لیے آنکھ بند کرتا ہے تو وہ یہی سوچ کر کرتا ہے کہ اب یہ آنکھ قبر میں کھلے گی۔ میرے بعد تمہارا کیا ہوگا۔ میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں اور واجد نہیں مان رہا' میں نہ ہوا تو کیا کرلوگی۔ اس نے اپنے ایک دوست کو گھر آنے کے لیے کہہ دیا تھا' اپنے بیٹے کے لیے۔ میں نے کس جتن سے انہیں گھر آنے سے روکا' میں ہی جانتا ہوں۔ یہ سب میری موجودگی میں ہورہا ہے۔ اور کیا چاہتی ہو کیا ہوجائے۔؟"

"آپ اپنے مرنے کی باتیں ایسے بے رحمی سے کیوں کررہے ہیں؟" امرحہ ان سے لپٹ گئی۔

"ہر انسان' خود اگلے ہی پل زندگی سے ہار جانے والا بھی یہی سوچتا ہے کہ موت کی بات کیا کرنی اور موت اسے آلیتی ہے۔ کیا موت آنے سے پہلے پوچھتی ہے کہ تم نے اپنی ساری ذمہ داریاں ادا کرلیں تو آؤں پھر میں تمہیں آلوں۔ اگر موت اسے پوچھتی تو دنیا کا کوئی کام ادھورا نہ رہ جایا کرتا۔ اپنی ماں کے بعد میں نے تم سے محبت کی اور میں کبھی اس کی وجہ نہیں جان سکا۔ تمہارے معاملے میں میں بے اختیار ہوں۔ جو تکلیفیں میں نے تمہیں دیں' میں انہیں بھلانے کے جتن کرتا رہتا ہوں۔"

"آپ نے مجھے کوئی تکلیف نہیں دی۔"

"دی ہے۔ میں نے بھی دی ہے۔ اب دعا ہے کہ خدا ہمیشہ تمہیں خوش رکھے۔"

امرحہ اور دادا ساری رات بیٹھے باتیں کرتے رہے۔

اس رات کی صبح کا امرحہ کو انتظار تھا۔ شدت سے۔ وہ چاہتی تھی کہ صبح اتنی روشن ہو کہ روشنیاں اگلے وقتوں کے لیے محفوظ کرلیں جائیں۔

☼ ☼ ☼

"کیا تمہاری یونیورسٹی میں سب عالیان جیسے ہیں؟" دانیہ پوچھ رہی تھی۔ وہ' عالیان اور دادا مل کر کچھ خریداری کرنے گئے تھے اور اسے زیادہ وقت عالیان کے ساتھ گزارنے کا موقع مل گیا تھا۔

"سب اپنے اپنے جیسے ہیں عالیان جیسے نہیں۔ تمہیں عالیان اچھا لگا؟"

"لفظ اچھا کافی چھوٹا ہے' دادا اکثر کہا کرتے تھے کہ دیکھنا امرحہ کی قسمت تم سب سے بازی لے جائے گی' اور تم بازی لے گئیں۔ دادا کی ساری دعائیں تمہیں ہی جا لگیں امرحہ' ویسے دادا مجھے بھی کہتے رہتے ہیں کہ میں بھی انہیں بہت پیاری ہوں' اب دیکھتی ہوں کتنی دعائیں لگتی ہیں دادا کی مجھے۔"

امرحہ ہنسنے لگی۔

بابا ناراض تھے' حقیقت تھی' نکاح کے لیے ماحول سازگار نہیں تھا یہ بھی حقیقت تھی لیکن ایک اور حقیقت یہ تھی کہ وہ گھڑیاں گن رہی تھی۔ دوسری بڑی حقیقت یہ تھی کہ وہ خوش ہونا چاہتی تھی' بہت زیادہ خوش' لیکن بابا کا خیال ذہن میں آتے ہی اس کی خوشی آنے سے پہلے ہی رخصت ہوجاتی۔ ایک منظر بار بار اس کی نظروں کے سامنے گھومتا کہ بابا نے پسٹل کنپٹی سے لگا رکھی ہے اور وہ اسے یہ کہہ رہے ہیں کہ "عالیان کو انکار کردو امرحہ۔ یہ شادی کبھی نہیں ہوگی۔"

ان دنوں میں اس نے کچھ کھایا نہیں' وہ سو نہیں سکی' اس کے سر میں کیسے درد ہورہا ہے اس نے اس کی بھی پروا نہیں کی۔ زندگی ایک دم سے پھر سے ایسی

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پیچیدہ تھے کہ جو بھی حل نہ ہو سکنے کے لیے کوئی حل کر ہی نہ سکے۔

"دادا کی ساری حکمت عملی دھری کی دھری رہ جائے گی۔" وہ سوچتی اماں اور دادی روتی بھی جاتیں اور اسے دیکھ کر مسکرانے بھی لگتیں۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے اگر سب معمول پر ہے تو مجھے کیوں غیر معمولی لگ رہا ہے؟" وہ یہ بھی سوچتی۔

دوسری طرف کامل کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اسکرین سے نکل کر عالیان کا گلا دبوچ لے۔

"تم شادی کر رہے ہو میرے بغیر؟"

"تم سے کرنی تھی کیا؟"

"بکواس نہ کرو' اگر زیادہ ہی کوئی ایمرجنسی ہے تو دو دن انتظار کرو' مجھے وہاں آ لینے دو۔"

"حالات کچھ ایسے ہیں کہ یہ ضروری ہے اور یہ شادی نہیں ہے۔"

"شاہ ویز کا کہنا ہے نکاح شادی ہی ہوتا ہے۔"

"ارے شادی ہوتی ہے پر رخصتی کے بعد۔ شادی کا بنیادی عمل "نکاح" ہو رہا ہے رخصتی نہیں۔"

"تو شادی ہی ہوئی نا میں کتنا خوار ہوا امرحہ کے لیے اسپتال میں' اڑتالیس گھنٹے میں سویا نہیں اس کے لیے' ہم کھڑے رہے بیٹھے تک نہیں' میرا گلا خشک ہو گیا چینلز کو اس کے بارے میں اپ ڈیٹ کر کر کے اور وہ ایسے شادی کر رہی ہے' بلایا تک نہیں۔" کامل بڑا عظیم دکھی لگنے لگا۔

"امرحہ نے تو مجھے بھی نہیں بلایا' میں تو خود اپنی شادی میں جا رہا ہوں' اب ایک ہی صورت ہے کہ تم سپر سونک لو اور آ جاؤ یہاں۔"

"یونیورسٹی کے باہر پارکنگ میں کھڑی رہے نا سپر سونک۔"

"تم خواہ مخواہ ناراض ہو رہے ہو۔ میرے شہ بالے تم ہی بنو گے۔"

"یہ بہت بڑا اعزاز ہو گا جو مجھے ملے گا۔"

"تمہاری فکر پر شہ بالی وارا ہو گی میرا خیال ہے ابھی سے تیاری شروع کر دو۔"

"تم نے تو کہا تھا تم امرحہ کے گھر والوں سے جا رہے ہو۔"

"ماما نے مجھے یہی کہا تھا کامل۔! تم نے مجھ سے کہا جا رہے ہو تو امرحہ کو جیت کر لانا۔ یہاں جیت لانے والا ماحول نہیں ہے۔ یہاں احترام سے طلب گار بننے کا ماحول ہے۔ میں طلب گار بنا کھڑا ہو جاؤں گا اور میرے ساتھ امرحہ کو کھڑا کر دیا جائے گا۔ اور اس سب میں میں' وقت کو آگے لے جانے کی بات نہیں کر سکتا' اگر ایسا کیا تو مجھے نظر آ رہا ہے کہ میں نقصان میں رہوں گا۔ یہ امرحہ کے دادا کا فیصلہ ہے' میں انکار نہیں کر سکتا۔"

کافی دیر وہ کامل سے باتیں کرتا رہا۔ پھر اس نے امرحہ اور عالیان کی کہانی ماما کو سنائی' وہ سو گئیں تو بھی اسے سونے کا بہانہ نہیں مل سکا۔ اسے ڈر تھا کہ کچھ ہو جائے گا۔ ابھی دادا آئیں گے اور اسے کچھ کہہ دیں گے یا امرحہ روتے ہوئے فون کرے گی اور کہے گی "عالیان واپس چلے جاؤ' یہ شادی کبھی نہیں ہو سکے گی۔"

"یہ شادی کبھی نہیں ہو سکے گی کیا؟ صرف اس لیے کہ وہ خاندان میں شمولیت کے رائج اصولوں پر پورا نہیں اترتا۔ اور اس لیے بھی کہ ہر خاندان میں داخلے کے لیے اپنے راستے ہوتے ہیں اور امرحہ کے خاندان میں داخلے کے راستے اس پر بند ہیں' سوائے ایک دادا کے اور امرحہ صرف دادا کی ہی بیٹی نہیں ہے۔"

صبح ہو گئی اور اسے تب بھی سمجھ میں نہیں آیا کہ اس صبح کو کیسے خوش آمدید کہے۔ اس نے وہ انگوٹھی نکال کر ہاتھ میں لے رکھی تھی جو ماما مارگریٹ کی تھی اور ماما مہر اس لیے ساتھ لے آئی تھیں کہ ہاں ہو جانے پر وہ امرحہ کو پہنا دیں گی۔ اسے یقین ہونے لگا کہ وہ کبھی اس انگوٹھی کو امرحہ کے ہاتھ میں نہیں دیکھ سکے گا۔

ہر خیال بے سکونی کے لبادے میں لپٹ گیا اور اس نے خالی پن کا احساس ہر طرف محسوس کیا اور تصور میں بھی مشرقی دلہن اس کے پہلو میں آ کر کھڑی نہ ہوئی۔ "انکار" کا احساس اس پر غالب رہا اور اس نے خود کو زندگی کے صحراؤں میں بھٹکتے پایا اور اس نے

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مجرموں کی دعائیں کرنی چاہیں اور تصورات میں وہ خود کو اکیلا اور اداس دیکھتا رہا۔ سوچیں بے رحمی سے اس کا تاریک مستقبل اس پر روشن کرتی رہیں۔

ملا کے ساتھ ناشتا کرتے وہ ناشتا نہ کرنے کا بہانہ کرتا رہا۔

"عالیان! تم کب بڑے ہوگے؟" وہ ہنس دیں۔

"شادی کے بعد۔" وہ ہنس نہ سکا۔

"تم ایسے بجھے بجھے کیوں ہو میرے بیٹے؟"

"کچھ برا نہیں ہوگا۔ سب باتوں کا تمہیں معلوم ہونا ضروری نہیں لیکن امرحہ کے دادا نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مجھے مایوس نہیں لوٹائیں گے اور بھی بہت ساری باتیں ہوئی تھیں ہمارے درمیان۔ تم بس اتنا جان لو کہ وہ یہ نکاح جلد سے جلد کردینا چاہتے ہیں۔ اگر امرحہ کے بابا مان جاتے تو بھی وہ منگنی نہ کرتے۔ عالیان وہ ضرور ہوگا جو تمہارے لیے اللہ نے طے کیا ہے۔ تم نے مجھ سے کہا کہ تم ایک اچھی دعا مانگنا سیکھ چکے ہو۔ اس اچھی دعا کو پھر سے دہراؤ۔"

سوچوں کی بے رحمی چھٹنے لگی۔ "یقیناً" اچھی دعا کو دہرانے کا اس سے بہترین وقت اور کون سا ہوگا۔" اسے مسکرانا یاد آگیا آخر کار۔

وہ امرحہ' اپنی اور اس کے خاندان کی تکون کیوں بنا رہا ہے؟

وہ امرحہ' عالیان' اور اللہ کی رضا کی تکون کیوں نہیں بنا رہا؟

☼ ☼ ☼

ان کی کلاس ختم ہو چکی ہے اور پروفیسر کے کلاس سے نکلتے ہی وہ فوراً" اٹھ کر سب کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی' جیسے وہ ایسا خطاب کرنے والی ہو جو انسان صرف اپنی ذات سے کرتا ہے وہ بھی مختلف بہانوں سے خود کو بہلا کر۔

سب شرارت سے اسے دیکھ رہے ہیں' وہ عالیان کی غیر موجودگی کے بارے میں اس سے پوچھتے رہے ہیں۔ سب سمجھ لینے کے انداز میں آنکھ مارتے اور کئی طریقوں سے اسے چڑانے سے خود کو روک نہیں پاتے۔

"میں عالیان سے محبت کرتی ہوں اور امرحہ سے بھی' اور اس محبت کے خالص پن میں کوئی کھوٹ نہیں۔" اس نے ایسی شان کو اپنا کر یہ کہا کہ اسے تعظیم دینا ضروری سا ہوگیا۔ دبی دبی ہنسی خاموشی میں ڈھل گئی اور زندگی کی انگلی نے بولنے پر آمادہ لوگوں کے ہونٹوں پر ٹھہر کر "شش" کہہ کر انہیں چپ کروایا۔

"برازیلا میں امرحہ زندہ نہ رہتی تو وہاں صرف وہی نہ مرتی۔ ایک کے مرنے سے دو موتیں کیسے ہو سکتی ہیں میں نے وہاں جان لیا۔ اور جب میں نے یہ جان لیا تو میں نے خود کو وہیں روک لیا۔ کیونکہ مجھے ایسی منزل کی طرف نہیں بڑھنا تھا جس تک میں پہنچ تو جاتی لیکن جسے پا نہ سکتی' جو ہماری مٹھی میں ہوتا ہے وہ ہمارا نہیں ہوتا' جو ہماری گرفت میں نہ ہو کر بھی ہمارا ہو وہ ہمارا ہوتا ہے۔ عالیان پر میری گرفت تھی جو کہ امرحہ کی نہیں تھی۔"

وہ کہہ کر رکی کہ جانچ سکے وہ تین لوگوں کے احساسات کو کمزور تو نہیں کر رہی۔

"سائی کہتا ہے' بہت کم چند ہی لوگ ہوتے جنہیں ملانے کے اسباب بنتے ہیں اور جن کے بچھڑ جانے پر وقت آنسو بہاتا ہے' وقت نے یہ آنسو برازیلا میں بہائے۔ میرا خیال ہے کہ عالیان کو امرحہ پسند آئی تھی نا' وہ اس سے پہلی نظر کی محبت کا شکار ہوا تھا' شاید اس نے جان لیا تھا کہ انسانوں سے بھری اس دنیا میں صرف وہی اس کی ہے۔ اس میں خوبی کا کمال ہے نا کسی کا قصور۔ یہ ایسے ہی ہونا تھا۔ خونی جنگیں ہوئیں' بغاوت اٹھتی یا غدر مچتا یہ سب ایسے ہی ہوتا۔"

اس کے انداز نے مورخ کی ہیبت اپنالی جو ایمانداری سے تاریخ کو ساری سیاہی و سفیدی سمیت کھنگالتا ہے۔

"آپ میں سے کچھ کا کہنا ہے کہ میں اکیلی ہوگئی ہوں' جبکہ میرا ماننا ہے کہ میری زندگی شاید ہی اب امرحہ کے بغیر مکمل ہو' جب میں مانچسٹر آرہی تھی تو پاپا

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے طنزا" کہا تھا۔ میں دیکھتا ہوں تم مانچسٹر سے ایسا کیا لے کر آتی ہو جو روس سے نہیں ملتا۔ تو اب میرے پاس پیش کرنے کے لیے امرحہ ہے۔"

ساری کلاس ہنس دی۔

"امرحہ کے پاس عالیان ہے۔"

"عالیان کے پاس کارل اور کارل کے پاس شیطان۔" کسی ایک نے بلند آواز سے کہا اور سب کے قہقہوں نے زلزلے کی سی صورت اختیار کرلی کارل بھی ہنسنے لگا۔

"تو کیا ایسے بیش قیمت تحائف کو دیکھ کر پاپا خوش نہیں ہوں گے۔ عالیان اس وقت پاکستان میں ہے امرحہ کے ساتھ اور چند ہی گھنٹوں بعد ان کی شادی ہوجائے گی۔ اور مجھے اس شادی میں شرکت کرنی ہے۔" بہت من موہنی سی آواز میں اس نے کہا' وہ ان کی ہنسی میں شامل نہیں ہو سکی تھی۔

"کتنے ہی اسٹوڈنٹس نے مجھ سے کہا کہ آخر کار میری اور امرحہ کی دوستی اب ختم' ایک لڑکی نے مجھ سے کہا کہ میں نے امرحہ سے ہار کیوں مان لی۔ نہ امرحہ سے دوستی ختم ہوئی ہے' نہ ہم حالت جنگ میں تھے کہ ہار جیت کا خطاب حاصل کرتے۔ میں نے حقیقت کو کھلے دل سے قبول کیا اور شدت پسندی کو اپنے اندر سے رخصت کردیا۔ میری اور عالیان کی کہانی پر نظر ثانی کی ضرورت نہیں تھی' لیکن امرحہ اور عالیان کی کہانی کو نیک تمناؤں کی ضرورت ہے اور آج ان کے خاص دن میں ساری نیک تمنائیں ان کے نام کروں گی میں ان کے لیے وہ دعا کروں گی۔ جو صرف میں ہی کرسکتی ہوں۔"

اس کی من موہنی آواز نم سی ہونے لگی اور انہوں نے محسوس کیا کہ وہ بہادر نظر آنے کی کوشش کررہی ہے اور زیادہ کوششیں بھی تو ناکام کردیتی ہیں نا کبھی کبھی۔

"آپ کا ماننا ہے کہ میں ظاہر نہیں کررہی' لیکن مجھے فرق پڑا ہے' میں اداس نظر آتی ہوں' میں کھوکھلی ہنسی ہنستی ہوں' میں کسی گمشدہ چیز کو تلاش کرتی لگتی ہوں' میں عالیان کو بہت یاد کرتی ہوں اور میرے لیے مشکل ہے اس حقیقت کو تسلیم کرنا کہ اس کا ہاتھ پکڑنے کا حق میں نے اب ہمیشہ کے لیے کھودیا۔"

شہر شہر کرا اس نے غیر مرئی نقطے پر نظریں ٹکا کر کہا پھر ایک دم سے نظریں ان سب کی نظروں کے مقابل کردیں۔

"ہاں آپ کو ٹھیک لگتا ہے۔" مورخ نے یہاں بھی بے ایمانی نہیں کی۔

سائی جو ان دونوں کو ساتھ لے جانے کے لیے آیا تھا اور کلاس کے دروازے میں کھڑا تھا اس نے اپنا دل سکڑتے ہوئے محسوس کیا۔ کلاس میں چھایا سکوت ٹوٹنے میں نہ آیا اور وہ کلاس سے ایسے نکل آئی جیسے وہ عالیان کی زندگی سے نکلی ہو۔

☆ ☆ ☆

وہ سرخ سنگی سیڑھیاں چڑھ رہا ہے۔ مسرت و اطمینان سے۔

اورنگزیب عالمگیر کی بنائی "بادشاہی مسجد" کا دروازہ کھول دیا گیا ہے' میناکاری اور گل کاری کی آرائشی محراب سے گزرتے اس نے ذرا دیر رک کر وسیع احاطے کے بار اونچے میناروں کے قیام تلے واقع میناروں کو شکر گزاری سے دیکھا' جیسے مقدس مقامات کے دوست فرشتوں کو سلام کیا۔

وہ چلتا حوض تک آیا اور اس کے پانی میں ہاتھ ڈبو دیا اور پھر پانی کو بچکانہ انداز میں چلو میں لے کر اچھال دیا اور مسکرا دیا۔ ایسی مسکراہٹ جو انسان کے لیے بنا دی جاتی ہے اور "روز عقد" اسے پیش کی جاتی ہے' اسے ابھی وہ دور ہی رہا۔

وہ نماز جمعہ سے دو گھنٹے پہلے ہی آچکا ہے اور اب سر جھکا کر گنبد کی چھت تلے ستون سے کمر ٹکائے بیٹھا ہے۔ وہ بہت شدت سے مارگریٹ کو یاد کررہا ہے' اس کی آنکھیں بھیگ رہی ہیں اور وہ محسوس کررہا ہے کہ مرنے والے ہمارے ساتھ ساتھ زندہ رہتے ہیں۔ بہت دیر تک اسے سر جھکائے ایسے ہی بیٹھے رہنا ہے۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دن کی روشنی محرابوں اور دیواروں سے ہوتی ستونوں کو چھوتی سجدہ گاہ میں "رحمت" بنی اترنے لگی۔

روشنی اس آئینے پر مرتکز رہنے پر بضد ہے جس کے عکس میں وہ جھلملا رہی ہے۔ دودھ میں سنہری کرنیں جاتی ہوئے رنگ کی فرشی پوشاک میں جس کا دامن پیچھے سے زمین پر بچھا ہے اور آگے آتے آتے ذرا سا اوپر اٹھتا جاتا ہے کو پہنے وہ نظر اتار لیے جانے کے لیے کھڑی ہے' طرح دار' حسین و جمیل ملکہ کے پرشکوہ تاج کے نقش سے نقش فرشی دامن سے طلوع ہوتے سنہری گہرے رنگ کے نقوش بناتے کمر تک قیام کرتے جارہے ہیں اور موتی آسمان پر بکھرے ستاروں کی طرح گردن سے نیچے بکھرے ہیں۔ اگر اس لباس پر اتنا کچھ نہ ہوتا تو اس کے جگمگ کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہوتا کہ اسے امرحہ نے پہن رکھا ہے۔

اس نے اپنے سر کو ذرا سا اوپر اٹھایا اور ہاتھ میں پکڑے جھومر کو سر پر مانگ میں رکھ کر دیکھنے لگی اور پھر سرخ کامدار دوپٹے کو دوسرے ہاتھ سے کھینچ کر ناک تک گھونگھٹ کی صورت لے آئی۔

دادا نے ایک دم عجلت کے انداز سے دروازہ کھولا اور وہ گھبرا گئی اور جھومر والا ہاتھ سمیٹ کر آہستگی سے نیچے لے آئی۔ گھونگھٹ ناک تک ہی رہا۔ اس نے رخ نہیں موڑا۔ دادا نے پیچھے سے قد آدم آئینے میں اس کے عکس کو دیکھا اور یہ کہا "دلہن دلہن کھیلنے والی اب خود دلہن بنی کھڑی ہے۔ وقت کا کام تیزی سے گزرنا ہے۔ ٹھیک ہے وہ گزر جائے' لیکن اس سے اتنی سی التماس ہے وہ ایسے وقتوں میں اپنی رفتار ٹھہرے ایسی پیاری صورتوں کو دیکھنے کے لیے زیادہ نہیں صرف چند صدیوں پر محیط چند پل اس کے لیے جس نے آج اپنا روپ بدل لیا ہے' جس کے سیاہ بال صرف سیاہ نہیں رہے اور جس کی صاف گوری رنگت دھنک رنگوں سے تال میل میں مصروف ہے۔

دادا نے سوچا اس نے یہ نیا روپ کہاں سے چرایا' پرانی امرحہ کہاں گئی؟

جھومر والے ہاتھ میں پسینہ آگیا۔ پھر اس نے گھونگھٹ کا کونا اٹھا کر گردن موڑ کر دادا کو دیکھا اور مسکرا دی۔ اس نے کوئی میک اپ کیا تھا نہ کوئی زیور پہنا تھا۔ دائرے میں کٹی مہندی اس کی ہتھیلیوں پر آگے پیچھے براجمان تھی۔ اور دل پسند عدد بیں انگلیوں کی پوروں میں مقید تھیں۔ اس نے ابھی جوتے نہیں پہنے تھے پھر بھی آج وہ قد میں بہت اونچی ہے۔ آج اس کی مسکراہٹ ہر رنگ سے مشابہ ہے اور ہر خوشی کی انگلی تھامے "محو رقص" ہے۔ آج اس سے زیادہ خوب صورت دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ آج مسرت پر اس کی بادشاہی ہے۔

دادا اس کے قریب آگئے اور اس کی پیشانی چوم کر اس کا ہاتھ تھام لیا اور اسے لے کر باہر آگئے' واجد صاحب کے کمرے میں اور اسے ان کے سامنے کھڑا کردیا۔

کچھ وقت گزرا' وہ خوف سے کچھ بول نہ سکی۔ دادا نے بابا کا ہاتھ اٹھا کر اس کے سر پر رکھ دیا اور اسے ساتھ لے کر باہر آگئے۔ لاں اور دادی نے اس کے آگے وہ سب کیا جو بعد ازاں انہیں خیرات کرنا تھا۔

تو "سفر عقد" کی سجاوٹ ہونے لگی اور شاہی گاؤں کے لوگ گھروں سے باہر گاؤں کی گلیوں میں استقبال کے لیے نکل آئے۔

✲ ✲ ✲

مقام خدا ہے۔۔۔
ادائیگی فرض ہے۔۔۔
رتبہ بندگی ہے۔۔۔

کئی سو نمازی اپنی صفوں میں حالت قیام میں کھڑے ہیں۔

وہ راکع۔۔۔ وہ ساجد۔۔۔ وہ عاجز۔۔۔ وہ طالب۔۔۔ وہ مومن۔۔۔

نماز جمعہ کی ادائیگی ہوگئی اور دعا مانگی جانے لگی۔

نماز سے پہلے دادا' حملو' علی اور چند بزرگ عالیان کے پاس آچکے تھے۔ خواتین والے حصے میں لیڈی مہر بھی آچکی تھیں اور نماز سے پہلے وہ ان سے دعائیں

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لے آیا تھا اور ان کا ہاتھ چوم لیا تھا۔

دعا ہو گئی تو عالیان اٹھا اور امام صاحب اور سب نمازیوں کے سامنے جاکر بیٹھ گیا۔ امام صاحب نے سب نمازیوں کو بیٹھے رہنے کے لیے کہا اور عالیان کا تعارف کروانا شروع کیا۔

یہ عالیان مارگریٹ ہیں۔ یہ برطانیہ سے آئے ہیں یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہیں۔ ان کی حقیقی والدہ وفات پا چکی ہیں اور یہ اپنی سرپرست والدہ کے ساتھ یہاں موجود ہیں۔ جناب عالیان بفضل خدا مسلمان ہیں اور بنت عبدالواجد اور جناب عبدالکریم کی پوتی سے نکاح کرنے والے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ آپ سب انہیں دعائیں دیں اور ان کے نکاح میں شریک ہوں۔"

غیر محسوس مسکراہٹیں لیے کونجیں ناؤ جیسے سب نے با آواز بلند کہا "ہاں ہم ضرور شریک ہوں گے۔ ہم یہ خوشی کیوں کر حاصل نہیں کرنا چاہیں گے' جو معتبر اور درجات میں بلند تر ہے۔"

صفوں کی ترتیب قائم ہے اور دعائیہ ساتھ اٹھنے کے لیے تیار ہیں۔ ان کے اجلے لباس عطر آگیں ہیں اور سوچیں پاکیزہ' ان کی مسکراتی نظریں متوقع دولہے کو دیکھ رہی ہیں' کئی بچوں کو ان کے باپوں نے گودوں میں بٹھالیا ہے۔ اور وہ ان کے کانوں میں بتانے لگے ہیں کہ اب کیا ہونے جارہا ہے۔

"عالیان امرحہ کا۔ امرحہ عالیان کی۔"

عالیان نے خود پر سب کی نظروں کو پایا اور وہ اپنی مسکراہٹ کو چھپانے میں ناکام رہا اور اس نے جانا کہ سب اس کے دل کی تیز تیز دھڑکن سن رہے ہیں اور شرارت لیے محظوظ ہو رہے ہیں تو اس کے باقاعدہ لاہوری بننے کی تقریب میں سب شریک ہیں۔

کارل' سائی اور باقی کے ہال مدہوش دم سادھے سب دیکھ رہے ہیں۔ شاویز ساتھ ساتھ ترجمہ کر رہا ہے۔

"سحر انگیز۔" کارل بڑبڑایا۔

عالیان نے اپنے قریب بیٹھے دادا کی طرف دیکھا اور دھیمی آواز سے پوچھا۔ "اجازت ہے دادا؟"

جواب میں دادا نرمی سے مسکرا دیے۔

عالیان امام صاحب کو حق مہر اور باقی کی تفصیلات پہلے ہی بتا چکا تھا۔ پھر دادا نے گواہوں کے نام لیے اور ان کا تعارف کروایا' امام صاحب انہیں اپنے ساتھ لے کر خواتین کے حصے کی طرف آنے لگے۔

ندیاں دریاؤں میں گرنے لگیں اور دریا بحر بحر ہوئے۔

سجدہ گاہ میں پھیلی نورانیت زندگی کی سرپرستی سنبھالنے لگی۔

"قافلہ صورت یہ مختصر سا سفر کیسا دلنشیں ہے' لیکن پھر بھی اس کے جلد ختم ہو جانے کی دعا پر دل مائل ہے۔" ایک سے دوسرے گنبد کی نقشین چھتوں تلے کئی سو نمازیوں کے سامنے سے' امام مسجد کے ساتھ "عروس مشرق" کی طرف جاتے اس نے اقرار کیا۔

زر افشاں میں غوطہ زن ہو کر نکلے پروانے گنبدوں کی چھتوں سے جھولتے فانوسوں کے گرد بے ساختگی سے لپکے اور افشاں کی لہریں بناتے نمازیوں کے سروں پر برس گئے۔

کلام اقبال کے اسرار محبت سے چکاچوند ہوئے۔

اور ساری شاعری ایک ساعت میں سمٹ آنے کے لیے ایک ساعت میں لکھی جانے لگی۔

اس بار اب عہد قدیم' عہد جدید کا مہمان بننے آرہا ہے۔

دریائے راوی واپس اپنی جگہ قلعے اور بادشاہی مسجد کی دیواروں کو چھو کر گزرنے لگا ہے۔ پانی اورنگزیب عالمگیر کے عہد میں بنائے حوضوں میں بہہ آیا اور حوضوں نے فوارے جاری کر دیے۔ شاہی قلعے کا پھاٹک کھول دیا گیا۔ اور گھوڑے اور ہاتھی' بگھیاں اور پالکیاں' اپنی اپنی سواریاں قلعے کے دروازے سے اندر لے جانے لگے۔

نقارہ بجایا جا رہا ہے۔ با ادب با ملاحظہ۔ ساعت نکاح۔

دن نے اپنی روشنی کم نہ کی اور ادھر لاہور میں چار میناروں اور تین گنبدوں پر ابر کرم سی نظر کی سرخ

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

گھونگھٹ سے ہوتی اس کی نظر سیاہ لکڑی کی جعفری کی جھری میں جڑی جھک جانے کے تیار نہیں تھی وہ دیکھ سکتی تھی کون اس کی طرف آرہا ہے اور کسے ساتھ لا رہا ہے اور وہ دونوں کتنے لوگوں کی موجودگی میں کہاں موجود ہیں۔ اس کے لب وانہ ہوئے، لیکن اس کے محسوسات ترنم میں آواز بلند کرتے چلے گئے۔

پیش قدمت کوچہ راگل می کنم۔ (میں تیرے قدموں سے پہلے رستے میں پھول بچھاؤں)

گل می کنم گل گلاب می کنم۔ (پھول بچھاؤں، گلاب کے پھول بچھاؤں)

خاک قدمت پدی دم وار راستم۔ (تیرے قدموں کی خاک پر اپنا آپ وار دوں)

یارم۔ یارم۔ (میرے دوست، میرے یار، میرے محبوب)

خوشی نے اپنے سارے پرانے معنی کھو دیے اور وہ صرف ایک معنی پر براجمان ہو گئی "عالیان" پر۔ اس کے سفید لباس شلوار قمیص پر سلوٹیں تھیں۔ اس کے آگے پیچھے، دائیں، بائیں فانوسی قندیلیں شانوں پر اٹھانے والوں کی فوج تھی، باجے تاشے والوں کی۔ وہ بگھی سے اترا تھا۔ کسی تخت سے، پھر بھی کوئی اس کی برابری کا نہیں تھا۔ اس کی خوب صورتی کی چکاچوند لحظہ بہ لحظہ بڑھتی جارہی تھی اور اسے نظر بھر کر دیکھتے رہنا مشکل ہو رہا تھا۔

وہ جو دولہا ہے۔۔۔

عنبر بیز آب سا۔۔۔

عشق میں قیام سا۔۔۔

زبان فیض میں کلام سا۔۔۔

طرب کے سازوں نے لحن کے گیتوں کو دعوت کلام دی۔

اور نگینہ جڑے طاؤسی پر ان گیتوں پر رقص کناں ہوئے۔

وہ سنجیدہ اور خاموش تھا، لیکن اس کے اندر بپا جشن کے سماں کا راز اس کی آنکھیں اگل رہی تھیں۔ گھونگھٹ کے پار امرحہ مسکرادی۔ اسے صبح عالیان کا میسج آیا تھا "ماما کہتی ہیں اگر ہمارا نکاح ہجگم خدا طے ہے تو بس یہ طے ہے اور اس سے آگے ہمیں کچھ نہیں سوچنا چاہیے۔ یہ سوچ شک ہوئی اور شک یقین کا دشمن ہوتا ہے۔"

"ہاں یہ نکاح طے تھا" اس کی نظروں کے سامنے وہ سب گھومنے لگا، جس میں سب ہونا ممکن تھا، لیکن اس کا اور عالیان کا ایک ہونا نہیں۔ وہ دعائیں کرتی تھی اور خود ہی ان دعاؤں پر یقین کھو دیتی تھی، کیسا مشکل اور یقین سے خالی سفر کاٹا اس نے پانی پر چلنے جیسا بس ناممکن ہی۔

لیڈی مہر اس کے ساتھ ہی بیٹھی تھیں اور وہ دیکھ سکتی تھیں کہ کیسے وہ اپنے ہونٹوں کے کنارے دانتوں میں دبا رہی ہے کہ اس کی مسکراہٹ نمایاں نہ ہو۔ اماں، دادی، دانیہ اسے کچھ ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ ان کی کبھی تھی ہی نہیں، ہر لڑکی کی شادی پر اس کے گھر والے شاید ایسا ہی محسوس کرتے ہیں۔

نماز کی ادائیگی کے بعد اس نے آنکھوں میں کاجل لگایا تھا اور ہونٹوں پر لپ گلوس اور گھونگھٹ نکال کر بیٹھ گئی تھی۔ این، سادھنا اور ویرا اسے شٹل کاک کی نشست گاہ میں بیٹھی دیکھ رہی تھیں۔

جب اس نے گھونگھٹ نکال لیا تو ویرا نے سوچا وہ آج سے پہلے بھی اتنی خوب صورت نہیں لگی۔ اگر یہ سرخ رنگ کا کمال ہے تو اسے ہمیشہ یہی رنگ پہننا چاہیے اور اگر یہ متوقع رسم کے اثرات ہیں تو وہ کبھی ان اثرات سے نہ نکلے۔۔۔ وہ تو۔

ایک عروس مشرق ہے۔۔۔

حسن میں کمطراق سی۔۔۔

طلسم میں طلسم کشا سی۔۔۔

گل پیراہن گل رو سی۔۔۔

ویرا مبہوت اسے دیکھ رہی تھی، این اور سادھنا اسے کچھ کہہ رہی تھیں کہ امرحہ نے اشارے سے انہیں خاموش کروایا اور بتایا کہ امام صاحب آرہے ہیں۔ اس نے عالیان کا نام نہیں لیا۔

امام صاحب جعفری کے پاس نیچے قالین پر بیٹھ

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

گئے' عالیان بھی انہی کے ساتھ بیٹھ گیا اور باقی سب بھی۔ عالیان اور امرحہ جعفری کے اس اور اس پار آمنے سامنے آ گئے۔ پل کے پل عالیان نے نظر اٹھا کر جعفری کے سوراخوں سے جھانکا اور اسے سرخ رنگ کی جھلک نظر آ گئی۔ اس وقت اسے امرحہ کو دیکھنے کی جلدی نہیں تھی۔ اسے امرحہ کو سننے کی بے چینی تھی۔ اس مقام تک وہ اس کی رضامندی سے ہی پہنچا تھا' لیکن اسے وہ خاص جملہ سننا تھا۔

مجھے یہ کہہ لینے دیں کہ وہ لمحہ آن پہنچا جس کی آمد کا صدیوں نے انتظار کیا اور سوال کی طلوع ہوئی گھڑی گھڑی ساعتوں نے "جواب" کو خوش آمدید کہا۔

امام صاحب نے نکاح پڑھانا شروع کیا۔

جیسے سلامی کے لیے قطاریں باندھ لی گئیں۔

اور شہزادیاں اور رانیاں' کنیزیں اور باندیاں' اپنی اپنی سواریوں سے اتریں' لہنگے' پشوازیں' غرارے اور چولیاں اور لمبے' الجھتے' زرتار رنگ برنگ دوپٹوں کو سنبھالتیں۔ شیش محل کو جاتی سیڑھیوں سے قہقہے لگاتی' اٹھکھیلیاں کرتی گزرتیں اور محل کے جھروکوں میں جا کھڑی ہوئیں اور سر اٹھا کر ادھر بادشاہی مسجد کی طرف دیکھنے لگیں۔ ان کے ہاتھوں میں فاختائیں ہیں اور ان کے پیروں کی پازیبیں سریلی شہنائیوں کی طرح بجتی ہی جاتی ہیں اور ان کے زیورات ان شہنائیوں پر جھومتے ہی جاتے ہیں۔

امام صاحب نے بنیادی نکات کی ادائیگی کے بعد امرحہ سے پوچھا۔

"قبول ہے؟"

من پسند سوال۔ دل پسند تکرار۔۔۔ گل گلزار۔۔۔ گل گلزار۔۔۔

قبولیت ورو شانہ پاکیزگی لیے دو دلوں میں گل رنگ ہو جانے کو ہے۔

اور جائز ہونے کی بڑی اہمیت ہے اور اجازت نامے کا بلند رتبہ ہے۔ بلند۔ بلند تر۔ مشک بید سے بھی اپنی پوشاک میں ملبوس مشکبار پری طویل مسافت طے کرتی اس مشک بندھن میں بندھنے والوں پر مشک بید برسانے کے لیے اپنی سکھی سہیلیوں کو لیے آ چکی ہے اور انہوں نے مقام خدا پر احترام سے پرواز شروع کر دی اور اپنی مشک بید سے بھری ٹوکریاں خالی کرنی شروع کر دی ہیں۔ شروعات انہوں نے عالیان امرحہ سے کی ہے۔

عالیان نے پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور جھری سے گھونگھٹ کے پار چشم سیاہ کو جالیا' جو ابھی بھی سیاہ تھیں' لیکن روشنی کے خزانوں سے لبریز تھیں وہ چشماں جنہوں نے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا اور اسے ان داستانوں کی اور لیے جاتی تھیں' جنہیں نسل در نسل بُنا گیا اور صدیوں بصد شوق سنا گیا اس کے دل پر ایسی کیفیت طاری ہونے لگی جس کے بیان کے لیے حرجم بنا اس کے بس میں نہ تھا۔

امرحہ نے چاہا کہہ دے "عالیان مارگریٹ قبول ہے۔ بھوری آنکھوں والا لارڈ میئر' ہنسا دینے والا' رلا دینے والا' دور کر دینے والا' پاس رہ جانے والا' جس سے بچھڑنا قسمت تھا اور جس کا "ملنا" طے تھا۔

عالیان مسکرا دیا اور امرحہ بھی کیوں کہ اس نے صاف آواز سے کہہ دیا' اور اس نے صاف سماعت سے سن لیا۔

"قبول ہے۔"

یوں کہا کہ سب سن لیں۔

ان فاختاؤں کو ہاتھوں سے چھوڑ دیا گیا جن کے پروں پر لالی چھینٹے تھے۔

"قبول ہے۔" امرحہ کے بعد عالیان نے کہا۔

قلعے کی بلند دیواروں اور چٹانوں سے رنگ بھرے تھالوں کو اچھال دیا گیا۔ اور رنگ ہر رنگ میں فضا میں بکھرتے چلے گئے۔

"قبول ہے" اس نے پھر کہا۔

"عروس البلاد" میں دف بجائے جانے لگے۔

نٹ کھٹ کنیزیں اپنی جھلملاتی اوڑھنیاں لہراتے تیزی سے قلعے میں بھاگتے جھروکے بدلنے لگیں' اور اپنی شوخ آوازوں میں گانے لگیں۔

بیگانہ بدعے۔ بیگانہ بدعے۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

پیمانہ بدہ کہ خمار استم۔۔۔

پیمانہ بدہ کہ خمار استم۔۔۔

"قبول ہے۔" وہ کہتے ہی رہنا چاہتا تھا کہ کوئی سماعت ایسی نہ رہ جائے جو اسے سن نہ سکی ہو سب سن لیں۔۔۔ سب جان لیں۔

اپنے دل پر اس نے ہاتھ رکھ لینا چاہا' تاکہ وہ اپنی آواز کو تھوڑا دبا سکے جو بلند بانگ حال دل بیان کر رہی تھی اور ساری دنیا اس پر جھک آئی تھی کہ اچھا تو جناب کا یہ حال ہے؟

اور دو مسکراہٹیں دونوں کو پیش کر دی گئیں جو "روز عقد" ہی ہونٹوں پر کھل سکتی ہیں۔ دونوں اس مسکراہٹ کے حق دار ٹھہرے اور انہوں نے جانا کہ خوشیوں کے اب تک جتنے مطالب انہوں نے جانے تھے وہ کتنے چھوٹے اور معمولی تھے۔ مسرت اپنے سبھی معنوں اور رازوں کو لیے اب ان پر آشکار ہو رہی ہے اور وہ ایسی مسرت کے شکر گزار ہیں۔

نکاح محبت کی معراج ہے۔ ورنہ سب دھواں ہے جس کا کہیں قیام نہیں۔

"نکاح" سب سے پاک اور پسندیدہ روایت۔

"نکاح" دو دلوں کی فضیلت۔

امام صاحب نے خطبہ نکاح دیا اور پھر دعا کرنے لگے۔ وہ سب واپس منبر امام کے پاس آکر بیٹھ گئے تھے۔ سب نمازی دعا میں شریک تھے اور بلند آواز سے آمین کہتے جاتے تھے اور فرشتے بھی ابدی محبت کی دعاؤں کے تحائف دیتے "آمین" کہنے میں شریک ہیں۔

پھر امام صاحب نے اٹھ کر عالیان کو گلے سے لگایا اور مبارک باد دی۔

اور اپنے لاہی پروں کو راوی کے شفاف پانی میں منعکس کرتی ان گنت فاختائیں چھما چھم اڑانیں بھرتی قلعے سے مسجد کے صحن سے اڑ اڑ جانے لگیں۔

پھر دادا نے اور باقی سب نے اسے گلے سے لگا کر مبارک باد دی پھر ایک ایک کر کے نمازی بھی اٹھ اٹھ کر آنے لگے اور اس کے لیے اسے کتنے اپنے اپنے الفاظ میں مبارک باد دینے لگے۔

عالیان کو لگا ساری دنیا نے اس کے نکاح میں شرکت کی ہے اور اب ساری دنیا ہی جشن منا رہی ہے۔

نکاح اس الوہی پن نے اس کا دل موہ لیا۔

حملو اور علی وہ مٹھائی سب میں تقسیم کرنے لگے جو ڈھیروں ڈھیر لیڈی مہر نے منگوائی تھی اور پھر عالیان خود بھی وہ مٹھائی تقسیم کرنے لگا اس نے ڈھیروں مبارکیں وصول کیں اور بچوں کے گالوں پر جھک جھک کر پیار کیا۔

"آپ دولہا ہو؟" ایک بچے نے اس سے مٹھائی لیتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں دولہا ہوں۔"

اس نے بڑی خوش دلی سے کہا بلکہ اس نے چاہا کہ اس سے بار بار پوچھا جائے کہ "کیا تم دولہا ہو؟" اور وہ بار بار کہے ہاں۔ "میں دولہا ہوں۔"

دادا نے امرحہ کو کتنی ہی دیر سینے سے لگائے رکھا' "میں نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ مجھ سے زیادہ خوش آج اس دنیا میں کوئی نہیں۔"

"میں کبھی آپ کا شکریہ ادا نہیں کر سکوں گی دادا!" بہت مشکل سے وہ بس یہی کہہ پائی' جذبات کی شدت سے اس سے کلام مشکل تھا۔

مسجد خالی ہونے لگی۔

عالیان نے Anselm ہال میں مشترکہ مبارک باد دی' شور ہوتے ہوئے بغیر سن لیا اور کارل اور سائی سے کتنی ہی دیر بات کرتا رہا۔

"دیکھ لو' دولہا نہیں بھاگا؟" وہ مورگن سے کہہ رہا تھا۔

مورگن دل کھول کر ہنسی "تم لاہور میں ہو نا اس لیے۔ روس میں ہوتے تو بھاگتے۔"

ایک سایہ سا عالیان کے چہرے پر لہرایا۔ ابھی کچھ دیر پہلے اس کی ویرا سے بھی کافی لمبی بات ہوئی تھی اور وہ اس کے ساتھ کافی لمبا چوڑا مذاق کرتی رہی تھی۔ عالیان نے گہرا سانس لیا۔ یہ پھانس شاید ہمیشہ اس کے دل میں رہنے والی تھی کہ اس نے پیارے والوں

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں سے ایک پیارے دل کی مالکہ لڑکی کو ہاں کہہ کر کیسے اسے واپس موڑ دیا تھا۔ امرحہ کی صورت وہ فائدے میں رہا تھا' لیکن اس پیاری لڑکی کا نقصان کر کے اعلا ظرفی میں وہ کبھی ویرا۔ ے آگے بازی نہیں لے جاسکے گا۔

مور گن اور شارلٹ سے لمبی بات کرنے اور انہیں مسجد دکھانے کے بعد وہ لیڈی مہر کے پاس آیا ان کا ہاتھ پکڑ کر چوما اور ان کی گیلی آنکھوں کو صاف کیا۔

"آپ شارلٹ' مور گن کی شادیوں پر بھی رو رہی تھیں اور میری پر بھی۔ میں تو رخصت ہو کر کہیں نہیں جا رہا۔"

لیڈی مہر ہنس دیں۔ "اللہ نے میری دعائیں قبول کیں۔"

"میری بھی ماما!" وہ بھی مسکرا دیا۔

ان سب نے مشترکہ تصویریں بنوائیں' پھر عالیان ماما مہر کو گاڑی تک چھوڑ آیا اور وہ سب چلے گئے۔ اس نے دادا سے اجازت لے لی تھی امرحہ کے ساتھ کچھ دیر وہیں رہنے کی۔

☼ ☼ ☼

تو مریم کا جولاڈ کا نام ہے وہ "امرحہ عالیان" ہے۔

عالیان نے اس کا وہ ہاتھ تھام لیا جس میں ماما کی انگوٹھی تھی۔ امرحہ نے دوپٹا لپیٹ رکھا تھا اور سر سے وہ ذرا پیشانی سے نیچے تک جھکا تھا اور جھومر اور کانوں کے بندے کناروں سے جھانک رہے تھے جیسے چوری چھپے عالیان کو دیکھ رہے ہوں۔

اس کا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے اس محرابی لمبے برآمدے میں لے آیا جس کے اس طرف سے کبھی راوی بہتا نظر آتا تھا اور جس کی ٹھنڈی ہوا سجدوں اور دعاؤں کی گواہی تھی۔ دونوں ساتھ ساتھ کھڑے ہو گئے۔

امرحہ نے خود پر وہ جاپانی ریشمی پارچہ لپٹتے پایا جو این کے مطابق جاپانی دلہن کے لباس کے ساتھ لپیٹ دیا جاتا ہے جس میں ہر رنگ کا ٹکڑا ہوتا ہے۔

اور جس پر "Anata No iro Ni" لکھا ہوتا ہے۔

عالیان نے ذرا سا غور کیا کہ سرخ عکس تلے اس کی آنکھیں عجیب افراتفری کا شکار سی ہیں۔ وہ دنگ سا رہ گیا کہ جنہوں نے افراتفری مچا دی' اب وہ خود اس میں مبتلا ہیں۔ خود فراموشی کی حالت میں وہ وقت کو پیچھے چھوڑتا چلا گیا اور نیل کے پانیوں جنہیں تلی پرندے سلام کرتے جاتے ہیں کو اس کی آنکھوں میں ہلکورے کھاتے دیکھا۔

"من عاشق چشم مست یارا ستم۔" (میں یار کی مست آنکھوں کا عاشق ہوں)

واپسی میں اسے کچھ وقت لگا۔

"امرحہ۔ مجھے عالیان کہتے ہیں۔" اس کے بعد اسے اپنا آپ یاد آیا۔

"عالیان۔ مجھے زوجہ عالیان کہتے ہیں" اس کا بھی وہی حال تھا۔

دونوں چاندی کے آب خوروں میں موجود زعفران ملے دودھ میں عکس مہتاب ہو گئے اور جس ذرہ اندھیرے کی لپیٹ میں لپٹا مقفل دروازہ نیل کے روشن کناروں کی طرف کھلتا چلا گیا جہاں روپہلی کرنیں سفید روشنائی سے سرخ گلاب بنانے میں مگن تھیں۔

سرخ گلابوں سے سجے کناروں پر انہوں نے اپنے قدم رکھے اور اپنے سفر کا آغاز کر دیا۔

"کیسی حیرت انگیز بات ہے امرحہ! کہ میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ ایک لڑکی جو اس شہر کی ہو گی وہ میری جان اپنی مٹھی میں لیے ہو گی۔"

"مجھے اس میں شک ہے۔"

"کس میں؟"

"کہ تمہاری جان میں اپنی مٹھی میں رکھتی ہوں' یہ اختیار تو تم رکھتے ہو۔"

وہ ہنس دیا۔ "یہ کیا ہے؟" اس نے انگلی سے جھومر کو چھو کر پوچھا۔

"یہ تم پر بہت اچھا لگ رہا ہے۔"

"کتنا اچھا؟"

"اتنا اچھا کہ میں چاہتا ہوں تم اسے ہر وقت ایسے

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہی لگایا کرو۔"

امرحہ من چاہی ہنسی ہنس دی۔ "یہ ہر وقت نہیں لگایا جاسکتا۔"

"پھر بھی میں یہی کہوں گا کہ اسے ہر وقت لگایا جائے۔"

امرحہ کے جسم میں ہلکا سا ارتعاش تھا اور عالیان یہ محسوس کر سکتا تھا وہ زیر لب ہنس دیا اور امرحہ نے اس کی مسکراہٹ کو بڑا محبوب پایا۔ جس محبت نے اس کے دل پر قبضہ کرلیا تھا وہ اب اس کے نام کردی گئی تھی۔ ملکیت کا یہ احساس ہر بلند احساس پر حاوی تھا۔

عالیان نے سوچا جیسے چھپ کر دیکھتے رہنا تھا وہ مقابل آگیا ہے اور کون ہے جو اسے اس سے دور لے جاسکے۔

"میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں امرحہ!"

"میں تم سے وہ سننا چاہتی ہوں!"

"میں تم پر مرمٹا تھا اور مجھے اپنا یہ مرنا بہت عزیز ہے۔" اپنے دل پسند وقفے کے بعد دل پسند انداز کو اپنا کر اس نے کہا۔

امرحہ دیر تک ہنستی رہی۔

"اور میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ میں ناراض ہو جایا کروں گا' لیکن ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ میں تمہیں ناپسند کرنے لگوں۔ میں تم سے لڑوں گا' لیکن تمہیں دور نہیں کروں گا۔ میں فاصلہ رکھ لوں گا' لیکن تمہیں چھوڑ کر نہیں جاسکوں گا۔ اگر میں معاملات کو بگاڑ دوں گا تو انہیں ٹھیک کرنے کی کوشش بھی کروں گا۔ میری کچھ باتیں تمہیں تکلیف دے سکتی ہیں' لیکن ایسا نہیں ہوگا کہ میں ارادتاً تمہیں تکلیف دوں۔ "میں عالیان صرف تمہارا" ہونے کا حق کبھی تم سے نہیں چھین سکوں گا۔ دنیا میں شاید ہی کوئی مکمل زندگی گزارتا ہو اور ہم بھی انہی میں شامل ہوں گے' لیکن ایسا کبھی نہیں ہوگا کہ میں ہماری زندگی کو مکمل کرنے کی کوشش نہ کروں۔"

وہ رکا کہ اب وہ بولنا نہیں سننا چاہتا ہے۔

"پیغامات جو تم نے میرے لیے لکھے تھے کیا تم ان میں سے کوئی ایک مجھے اس وقت سنا سکتی ہو؟"

امرحہ نے اسے دیکھا۔ "یعنی یہ اب چاہتا ہے اسے بھی کچھ سنایا جائے' لیکن ایسا بھی کیا ضروری ہے۔ ہے نا؟"

"مجھے کچھ یاد نہیں۔" وہ ایسے ہوگئی جیسے اسے تو اپنا نام بھی یاد نہیں۔

پچ پچ سندری امرحہ۔

"اپنی یادداشت کھنگالو۔" وہ یک دم ہی دلگرفتہ سا ہوگیا۔

"کیسے۔ میرے سر پر زخم آئے ہیں۔"

"تمہارے زخم تقریباً" ٹھیک ہو چکے ہیں۔"

"پھر بھی ان زخموں نے میری یادداشت پر گہرے اثرات مرتب کیے اور میں تمہارے علاوہ سب بھول گئی۔ یہ بھی کہ یہ زخم مجھے کیسے آئے۔ مجھے یہ نظر نہ آیا کہ میں مرنے جارہی ہوں' مجھے صرف یہ نظر آیا کہ میں تم سے دور جارہی ہوں۔ مجھے یہ خوف نہیں ہوا کہ میں کس تکلیف سے گزرنے والی ہوں' مجھے یہ فکر لاحق رہی کہ تم کسی تکلیف سے نہ گزرو۔ ایک عرصہ ہوا میں نے دنیا کو دیکھنا چھوڑ دیا' کیوں کہ ایک عرصہ ہوا میں نے تمہارے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا۔ بہت پرانی بات ہوئی اب یہ کہ میں کیا کیا بھول سکتی ہوں' لیکن صرف ایک "تمہیں" نہیں تم میرے ہر معنی کی لغت ہو۔ میں ہر معنی تم سے کھوجتی ہوں۔ مجھے اس سے سروکار نہیں کہ دنیا کن شاہکاروں سے بھری پڑی ہے' میں صرف اس پر شکر گزار ہوں کہ مجھے کس سے نوازا گیا" تم سے" میرے پیغامات اب تمہیں تاعمر پڑھتے رہنا ہے اور انہیں یاد بھی رکھنا ہوگا۔ ان میں سے ایک پر لکھا ہے۔

" Anata No iro Ni "

"یہ جاپانی ہے نا؟" یہ کوئی قدیم مصری زبان ہی کیوں نہ ہوتی اسے فرق نہیں پڑتا تھا ترجمہ کرنے والا اس کے ساتھ موجود تھا۔

"ہاں۔" وہ ترجمہ کرنے کے موڈ میں نظر نہیں آئی تھی۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اس کا مطلب کیا ہے؟"

"تم بتاؤ؟" امرحہ کے لیے تالیاں۔

"تم نے لکھا ہے تم بتاؤ..." عالیان کے لیے تسلیاں۔

"تم بوجھ کے دکھاؤ۔"

"عالیان! دنیا میں سب سے پیارا ہے۔"

"ہاہا۔ نہیں..."

"کیا میں پیارا نہیں ہوں؟" اسے لگا اسے کوئی صدمہ ملنے والا ہے۔ اتنی جلدی ابھی تو اس کی شادی ہوئی ہے۔

"نہیں... مطلب اس کا مطلب یہ نہیں ہے۔"

"یعنی میں بہت پیارا ہوں؟" اسے اسی کی فکر لگی تھی۔

"اس بارے میں سوچنا پڑے گا۔" اس نے قہقہہ لگایا۔

"اچھا پھر اس کا مطلب ہوگا... بہاریں عالیان کے دم سے ہیں۔"

"تم کتنے خوش فہم ہو عالیان... چچ چچ..."

"میں ایسی خوش فہمیاں پالتا رہوں گا۔ مجھے ایسی خوش فہمی عزیز ہے۔"

آفتاب کی تمنا کی نیل کے پانیوں میں اٹھکیلیاں کرنے میں محو ہے اور آبی پرندے پھڑپھڑاتے پروں کے ساتھ ہر فکر سے آزاد ہیں' آگے ہی آگے بڑھتے وہ دونوں نئی منزل طے کر رہے ہیں اور ان کی آوازیں اپنی موجودگی کا احساس دور وادیوں میں بجتے رباب کی بے خود لے کی طرح دلا رہی ہیں۔ "عالیان کے ساتھ پر میں شکر گزار ہوں۔" عالیان تھکنے کے لیے تیار نہیں تھا' پھر اس نے اس کے سر پر ہلکی سی ہاتھ سے ضرب لگائی۔

"آئی یاد واشت واپس؟"

امرحہ ایسے کھلکھلائی جیسے واقعی یاد واشت آ ہی گئی۔

"میں خود کو تمہارے رنگوں سے سجاتی ہوں۔" رباب کی لے دیر تک وادیوں میں گونجتی رہی اور اس گونج پر وہ پھر سے مر مٹا۔

مشک آہو نے نیل کی وسعتوں کو پاتا اور زقند بھرتا ہرنی کے سامنے آ کھڑا ہوا اور پھر دونوں ان دونوں کے گرد چوکڑیاں بھرنے لگے اور پھر آمنے سامنے کھڑے ہو گئے اور اصفہان کے قالین باف نے زر احمر کے تاروں سے انہیں شاہکار میں بدل دیا اور ان میں ایک گہرے گپت راز کو نقش کر دیا۔ جو ان کی رونمائی تک راز ہی رہنے والا ہے۔

☆ ☆ ☆

ایر پورٹ صرف سادھنا ہی آئی تھی۔ عالیان کو حیرت ہوئی' کوئی بھی نہیں آیا۔ جاب پر جانا اتنا ہی ضروری تھا سب کا۔

جب وہ گھر آئے تو عالیان مسکرا دیا... شٹل کاک کی فرنٹ وال پر چھوٹی بڑی رنگ برنگی پرچیاں جگہ جگہ چپکی تھیں اور ان پر نوٹ لکھے تھے۔ دونوں مل کر نوٹ پڑھنے لگے اور ذرا غور نہ کیا کہ سادھنا لیڈی مہر کو لے کر کچن ڈور سے اندر چلی گئی ہے۔

کچھ پر جو کس لکھے تھے' کچھ پر دونوں پر مزاحیہ فقرے چست کیے گئے تھے' کچھ میں صرف امرحہ کو مخاطب کیا گیا تھا' کچھ میں صرف عالیان کو۔ جیسے کہ عالیان کے لیے چند نوٹس پر یہ لکھا تھا۔

"بے چاروں کے گروپ میں شمولیت مبارک ہو عالیان۔"

"دنیا میں ہر کام ممکن ہے شوہر بن کر واپس "انسان" بن جانا ممکن نہیں۔ دنیا میں ایک ہی مظلوم قوم ہے جو خود پر ہوئے ظلم کے خلاف آواز بلند نہیں کر سکتی شوہروں کی قوم' آواز کی اس فوقیت کے لیے نیک تمنائیں۔"

امرحہ کے لیے ایک نوٹ پر لکھا تھا۔ "ہمارے پاس اب دو آپشن ہیں مانچسٹر سے نکل جائیں یا مانچسٹر میں رہ کر امرحہ کو بھگت لیں۔ ہم سب کا مشترکہ خیال ہے پہلا آپشن ہی قابل قبول ہے صرف۔"

کافی دیر تک ہنستے رہنے کے بعد دونوں اندر کی طرف

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لپکے۔ دروازے پر ہاتھ رکھا ہی تھا کہ وہ ایسے کھل گیا جیسے اندر سے کسی نے دھکا دیا۔ اور دھکا دیا گیا تھا۔

گولف بالز۔ پاپ کارن بیلز' کلر بالز کے تینوں ڈھیر نے دونوں کو کسی سونامی طوفان کی وزنی اور طاقتور لہر کی طرح آلیا اور وہ اس میں دب گئے اور اسی میں دبے رہے۔ اور ان کے ہاتھوں پیروں' منہ' سر اور نجانے کہاں کہاں کلر بالز مختلف رنگوں میں اپنے نقش چھوڑ گئیں۔ مطلب انہیں جو کرہنا گئیں۔ دونوں نے اس ڈھیر میں سے سر نکالا۔

اور ایک دم سے شٹل کاک کے اوپر نیچے کے کونے کھدروں سے ایک فوج نکل کر نمودار ہوئی اور ایک زبان چلائی۔ "سرپرائز"

"کیسا اچھا سرپرائز تھا نا؟"

کارل' ویرا' سائی سب آگے کھڑے تھے۔

"اٹس شو ٹائم" کارل نے انگلی اٹھا کر کہا اور رون "تو" تھری کے بعد گلے میں جھولتے گٹار پر اس شدت سے ہاتھ مارا کہ امرحہ نے اپنا سر دوبارہ ڈھیر میں دے لیا کہ مبادا وہ بہری ہی نہ ہو جائے۔

عالیان نے خود کو اور امرحہ کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن گردن تک دھنسے ہونے کی وجہ سے وہ ایسا کرتے بار بار گولف بالز سے پھسل کر گر جاتا۔ تھک کر وہیں بیٹھا رہا اور کارل' ویرا' اور سائی کا شور دیکھنے لگا جو کسی راک اسٹار کی بھدی اور خوفناک نقل اتار رہے تھے اور شادی کے سائیڈ ایفیکٹ سے لبالب ہوئے گانے کو مل جل کر اور اچھل اچھل کر گا رہے تھے۔ اور پیچھے شاید پوری یونی جو آموجود ہوئی تھی ہل ہل کر ان کا ساتھ دے رہی تھی۔

ان سب کے دانت نیلے' پیلے' رنگوں سے رنگے ہوئے تھے اور جب وہ گانے کے لیے منہ کھولتے تو بہت دلکش منظر پیش کرتے۔

سائی نے آگے بڑھ کر عالیان کے سر پر کاغذ کی ٹوپی رکھ دی جس پر لکھا تھا۔

"MrRight"

اور پھر امرحہ کے سر پر رکھی جس پر لکھا تھا۔

"MrsAlwaysRight"

گانا گاتے وہ آگے ہی آگے ان کی طرف بڑھتے آئے۔ اور غول کی صورت ان کے اوپر جھک گئے جیسے زمین سے نکلے ڈائنا سور کے جوڑے کو ملاحظہ کر رہے ہوں۔ اور پھر نیلے' پیلے دانتوں والے منہ کو کھول کر یک زبان چلائے۔

"Congrates"

امرحہ نے سوچا' کیسے شریف لوگ ہیں کیسے پیار سے مبارکباد دے رہے ہیں۔

شریف لوگوں میں سے ایک نے اسے ایک گفٹ دیا' جو بعد ازاں امرحہ نے اپنے کمرے میں بہت شوق سے کھولا اور ایک پنچ نکل کر اس کی ناک پر بڑے زور سے لگا۔ اس نے کتنی بار تو اس گفٹ کو فلموں اور ٹی وی میں دیکھا تھا۔ اتنا عام ہونے کے باوجود وہ پنچ (Punch) بہت خاص انداز سے اس کی ناک سوجا گیا۔ دنیا بھر میں اس گفٹ کے کھولنے والے اس سے برآمد ہونے والے "کھونسے" سے انجان ہی ہوتے ہیں۔

اندر ایک نوٹ لکھا رکھا تھا۔ "میری طرف سے پہلا تحفہ' یہ یاد دلانے کے لیے کہ میں بدلنے والا نہیں ہوں۔"

ہاں وہ کیسے بھول سکتی ہے کہ وہ بدلنے والا نہیں ہے۔

ایک تحفہ عالیان بھی کارل کے لیے لایا تھا لاہور کی سیر کرتے وہ اتفاق سے ایک ایسی دکان کے سامنے سے گزرا جہاں خالص دیسی اور روایتی سامان رکھا تھا۔ اس خالص سامان میں سے عالیان نے کارل کے لیے کیا لیا۔ حقہ۔ جی اس نے دکان دار سے حقے کو استعمال کرنے کا طریقہ معلوم کیا اور پیک کروا کر لے آیا۔

"تم سگریٹ بہت پیتے ہو نا۔ یہ ڈیڈ ہے سگریٹ کا۔"

"صرف ڈیڈ ہی اٹھا لائے۔ مام۔ گرینڈ مام۔ گرینڈ پا نہیں لائے۔"

"نہیں وہ اگلی بار جاؤں گا تو لاؤں گا۔"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری زبان نے کافی رفتار پکڑلی ہے۔"

"اچھا۔ سنا ہے کہ تم ایما کے گھر کوئی کارروائی کرنے گئے تھے اور اس کے کتے سے جا ملے۔ جس رفتار سے تم بھاگے' دیکھنے والوں نے اس رفتار کی داد دی۔"

سائی جو ان دونوں کے قریب ہی بیٹھا تھا اٹھ کر کھڑا ہوگیا۔

"میرا خیال ہے تم یہ سمجھ ہی چکے ہو اب کے جانور تمہارے دھوکے میں آنے والے نہیں' اور وہ تم سے ڈرنے والے بھی نہیں۔"

کارل نے اچھل کر سائی کی گردن دبوچ لی "سائی پوری یونی میں ایک تمہیں میں نے بچہ سمجھ کر چھوڑا ہوا تھا۔ تم نے ثابت کردیا تم بڑے ہوگئے ہو اب۔"

سائی ہنسنے لگا "خدا کے لیے" مجھے تنگ کرو۔ میں تم سب کا باپ بنے رہنے سے تنگ آچکا ہوں۔"

"فکر نہ کرو' میں مستقل تمہارا باپ بنا رہ سکتا ہوں۔" باپ کارل نے بچے سائی کو دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر سر سے بلند کردیا۔

سائی چیخنے مارنے لگا۔ عالیان سائی کی مدد کو لپکا۔ عالیان کو انہیں ڈنر کروانے لے جانا تھا اور عالیان جانتا تھا خاص طور پر کارل اس کی جیب پر کس قدر بھاری پڑنے والا ہے۔

دوسری طرف امرحہ' ویرا' ساوھنا' این کو ڈنر کے لیے لے جاچکی تھی۔

زندگی اس معمول پر آنے لگی جس سے وہ ہٹی ہوئی تھی۔

عالیان صبح اسے شٹل کاک سے اپنی سائیکل پر بٹھا لیتا' کبھی وہ ویرا کے ساتھ سائیکل پر ہوتی' کبھی وہ تین یا چار اپنی اپنی سائیکلوں پر ہوتے۔ جب وہ عالیان کی سائیکل کے پیچھے ہوتی تو وہ اسے ایک لمبے چکر کے بعد یونی اتارتا۔

رات کو جاب سے واپسی کے بعد' اور اپنے ہال جانے سے پہلے وہ اس کے کمرے کی کھڑکی تک آتا اور کچھ دیر ٹھہر کر چلا جاتا۔ وہ سیل پر نئی نئی دھنیں بجانے لگا تھا اور کھلتی چمک نے مستقل اس کی آنکھوں میں بسیرا کرلیا تھا۔

اب وہ سائیکل کو گول دائروں میں گھماتا تھا۔ اور اس دائرے کے اندر امرحہ کو کھڑا کرلیتا تھا۔ اب اس کی ضرورت نہیں رہی تھی کہ وہ یونی میں اس کے پیچھے پیچھے رہے کیونکہ اب وہ اس کے ساتھ رہتا تھا۔ اور اب یہ سوال کہ کلاس کے بعد وہ کہاں مل سکتا ہے کا جواب "امرحہ کے ساتھ" بھی پرانا سا ہوچکا تھا۔

عالیان نے اپنے سارے گمشدہ احساسات پالیے اور اس نے بڑے جامع انداز سے خود کو اکٹھا کرلیا۔ ولید البشر نے ایک اور بار پھر کوشش کی تھی' اسے اپنے کام لانے کی اور اس بار اس نے بھڑکے بنا بہت آرام سے اس کے ذہن میں یہ تلقین کردیا کہ ایسا ہونا ممکن نہیں۔

ماما مارگریٹ کی ساری ڈائریاں اس نے امرحہ کو دے دیں کہ وہ انہیں پڑھ لے اور جان لے کہ اس کی ماں کیسی خاتون تھیں۔

وہ کیسی خاتون تھیں یہ جاننے کے لیے امرحہ کو ڈائری پڑھنے کی ضرورت بلاشبہ نہیں تھی' عالیان کی ذات میں ان کی شخصیت بہت اچھی طرح نمایاں ہوجاتی تھی لیکن اس نے یہ ڈائریاں اس نظر سے ضرور پڑھیں جس نظر سے عالیان پڑھتا رہا ہوگا۔

مانچسٹر کی سڑکوں پر چہل قدمی کرتے' بارش کی پھوار سے خود کو بھگوتے اور کسی گمنام ریسٹورنٹ کے اکیلے' پرسکون گوشے میں بیٹھ کر کافی یا سوپ پیتے وہ اسے اپنے بچپن کی باتیں سناتا۔ وہ اسے بتاتا کہ اس کی ماں دیکھنے میں کیسی تھی اور جب بھی وہ مسکراوتی تھیں تو اپنے حسن کو کیسے مکمل کرتی تھیں۔ وہ ان رنگوں اور ملبوسات کے بارے میں بات کرتا جو مارگریٹ پہنا کرتی تھیں اور اسے وہ سب جملے ٹھیک ٹھیک یاد تھے جو ماما مارگریٹ اسے گود میں بٹھائے اس کے کانوں میں کہا کرتی تھیں۔

ان سب باتوں کو کرتے وہ کم ہی افسردہ ہوا کرتا تھا۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کیونکہ وہ محسوس کرتا تھا کہ وہ پرسکون ہوتا جارہا ہے۔

جس بے چینی نے اس کے اندر اپنے پنجے گاڑ دیے تھے وہ نشان اب مٹنے لگے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ آج بھی وہ کافی بنا کر اسے پکن میں ہی بھول آتا ہے' یہ سوچتے سوچتے کہ امرحہ اس وقت کیا کر رہی ہوگی۔ وہ اسے فون کرتا ہے۔ اس سے بات کرتا ہے۔ فون بند ہوتے ہی وہ پھر سوچنے لگتا ہے کہ "اب امرحہ کیا کر رہی ہوگی۔"

اور کبھی کبھی وہ ہال میں اپنے کمرے میں سوتے ہوئے گھبرا کر اٹھ بیٹھتا ہے۔ اس پر وہی کیفیت طاری ہوجاتی ہے جو برازیلا اسٹیڈیم کے باہر ہوئی تھی۔ وہ صرف فون ہی نہیں کرنا چاہتا وہ سائیکل بھگاتا شٹل کاک آتا ہے اور امرحہ کے کمرے کے دروازے میں کھڑے ہو کر اسے سکون سے سوتا دیکھ کر چلا جاتا ہے۔

وہ اس کے ساتھ نئے نئے کھیل کھیلتا ہے۔

"تمہارے پاس ایک منٹ ہے تم کہیں بھی جا کر چھپ جاؤ۔ پھر ایک منٹ بعد تم ٹائم نوٹ کرنا کہ میں نے تمہیں کتنی دیر میں ڈھونڈ نکالا۔"

وہ دونوں ہفتے کی شام ایک پل پر کھڑے تھے' ہلکی ہلکی بوندا باندی ہو رہی تھی' آس پاس کافی رش تھا اور وہ اسے چھپ جانے کے لیے کہہ رہا تھا۔

"ٹھیک ہے۔" اس نے سرہلایا۔

عالیان نے اپنا رخ اس سے موڑ لیا' ایک منٹ گزرا تو وہ اسے ڈھونڈنے کے لیے نکلا اور جیسے کہ اس میں امرحہ نامی ریڈار فکس تھا' اس نے ٹھیک ڈیڑھ منٹ کے اندر اندر آئس کریم کھاتے انکل آنٹی کی آڑ میں چھپ کر چلتی امرحہ کو جالیا اور انگلی اٹھا کر کہا "فریز۔"

"اب تمہاری باری۔" امرحہ نے مسکرا کر کہا اور رخ موڑ لیا' ایک منٹ گزرا' وہ ذرا سا آگے ہوئی اور ٹھوکر کھا کر گر گئی۔ پندرہ سیکنڈز کے اندر اندر اس نے عالیان کو ڈھونڈ نکالا' کیونکہ عالیان خود بھاگتا اس کے پاس آگیا۔ وہ سڑک پر بیٹھی قہقہے لگا رہی تھی۔

"کتنی بڑی ڈرامے باز ہو تم۔ چلو پھر سے کرو۔" وہ ساری بات سمجھ گیا۔

"میں پھر گر جاؤں گی تم پھر سے آؤ گے۔ اگر یہ ڈرامہ سو بار ہوگا تو تم سو بار اس جال میں آؤ گے۔ تمہیں ہر بار ہی لگے گا۔ اوہ اس بار یہ سچ میں گر گئی۔ ہر بار تم اس جھوٹ میں آؤ گے۔ تم رہ ہی نہیں سکتے۔"

امرحہ کے قہقہے بلند سے بلند ہوتے جارہے تھے۔

عالیان نے غور سے امرحہ کو دیکھا۔ "تو تم نے کارل سے کلاسز لینی شروع کردیں۔"

"میں گئی تھی اس کے پاس اس نے کہا ایڈمیشن کلوزڈ۔" وہ اٹھ کر کھڑی ہوئی۔

"اس نے ایڈمیشن کلوزڈ کا کہا تھا یا تم انٹری ٹیسٹ میں فیل ہوگئیں۔" عالیان نے جاندار قہقہہ لگایا امرحہ بھی ہنسنے لگی۔ جب کبھی وہ عالیان کی سائیکل کے پیچھے بیٹھی ہوتی تو ان کی سائیکل سے اپنی سائیکل ٹکراتا' انہیں گراتا' ہاتھ ہلاتا کارل آگے نکل جاتا۔ اس کا ماننا تھا کہ امرحہ نے برازیلا میں ایسی بہادری کا مظاہرہ کیا اور ایسے زخم کھائے کہ اب یہ چھوٹے موٹے زخم اس کے لیے کوئی معنی ہی نہیں رکھتے۔ اور ایسے چھوٹے موٹے زخم اسے اگر لگ بھی جائیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔

عالیان نے چھپ جانے اور ڈھونڈ نکالنے کے اس کھیل کو کسی اور دن کے لیے اٹھا رکھا' اب وہ اسے اس خواب کے بارے بتانے لگا تھا جس میں پھولوں سے سجی کشتی ان دونوں کو بٹھائے پانی پر رواں تھی۔ اور اس نے سوچ لیا ہے وہ اس خواب کو حقیقت میں بدلنے کا وعدہ بھی اس سے کرلے گا۔

☼ ☼ ☼

لیڈی مہر چند دن مور گن کے پاس جا کر رہ آئی تھیں وہ نانی بن گئی تھیں۔ اور ان کو یہ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ خدا کی کس کس نعمت اور کس کس رحمت کا شکریہ ادا کریں۔

"خدا نے مجھے کیسے اور کتنا نواز دیا ہے۔" وہ تشکر سے کہتی جاتیں۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

انسان دوست انسانوں کو خدا نواز تا ہی رہتا ہے اور وہ کبھی دکھی نہیں ہوتے کیونکہ وہ دوسروں کے دکھوں کو سکھوں میں بدلنے میں لگے رہتے ہیں۔ وہ جو دل میں کوئی نقب رکھتے ہیں نہ نظر میں حسد۔ یہ لوگ جو دنیا میں کم ہی ہوتے ہیں اگر نہ ہوں تو زمین بے آباد اور بنجر ہونے میں وقت نہ لے۔

ویرا کا بھائی ایلکسی چند دنوں کے لیے مانچسٹر آیا اور ایک کار میں ٹھس کر انہوں نے اسے مانچسٹر اور لندن گھمایا۔ بے چارا' سائی' کارل' عالیان کے ساتھ پچھلی سیٹ پر بیٹھے پچک پچک کر چنا منا سا ہو کر واپس گیا۔ ویرا کار چلاتی' لہراتی رہی اور امرحہ پوری قوت سے چلاتی رہی۔

جاتے وقت وہ ویرا کے گوش گزار ایک بیان جاری کر گیا۔

"اگر تم ان سب کو روس لانے کا ارادہ رکھتی ہو تو میں پہلے ہی بتا دوں' روس کے ٹکڑے ہونے کے بعد یہ دوسرا سانحہ ہوگا جو روس پر گزرے گا۔"

روس پر کیسا ہی بڑا سانحہ گزرتا' ان سب کو وہاں جانے سے کوئی نہیں روک سکتا تھا۔ ڈگری کے بعد اور عالیان امرحہ کی باقاعدہ شادی کے بعد انہیں وہیں جانا تھا۔

اس دوران ایک بار امرحہ نے بھی پہاڑ پر رسے سے چڑھنے کی کوشش کی۔ اور ویرا اسے اسکیٹنگ بھی سکھا رہی تھی یعنی وہ دن بھی دور نہیں تھا۔ جب مانچسٹر کی سڑکوں پر ایک کالے اور ایک بھورے بالوں والی لڑکی ریس لگاتی نظر آئیں گی۔ اور اس بار بھی روشین لڑکی خود کو ہرا دے گی تاکہ پہلی بار ریس لگانے والی لڑکی مقابلے سے بددل نہ ہو جائے اور وہ ہمت نہ ہار دے اور روس کی خبر چلتے وہ ٹی وی چینل نہ بدل دے۔

چند ایک بار اس نے کارل کی بھی مدد کی۔ ایک بار اسے ایما کا جوتا لا کر دیا اور ایما کو بھی ننگے پیر یونی سے گھر جانا پڑا۔

جوتے والی حرکت پر شرمندہ ہوتی امرحہ ایما کے گھر معذرت کرنے اور یہ ثابت کرنے گئی کہ اسے بھی معلوم نہیں تھا کہ کارل اس کے پاس سے جوتا چھین کر لے جائے گا۔ ایما اس کے لیے کافی بنانے کچن میں گئی اور ایما کے پیچھے کچن تک جاتے' راستے میں آتے' لاؤنج' بیڈ روم' چند ریکس کے قریب سے گزرتے امرحہ نے اپنی کتابوں میں دبی ایک فائل کھول کھول کر خالی کرنی شروع کر دی۔ کچھ زیادہ نہیں' فائل میں کاکروچ کی ننھی منی سی فوج آباد تھی جو اب ایما کی گھر پرورش پانے والی تھی۔

ایما امیر باپ کی نازک اندام' کاکروچ کو خونی بلا سمجھنے والی پیاری سی بچی تھی۔ کچھ زیادہ نہیں ہوا' ایما کا نروس بریک ڈاؤن ہوتے ہوتے رہا۔ کاکروچ تھے کہ ہر طرف سے نکلتے ہی آ رہے تھے۔ اتنے کاکروچ تو اس کے پورے خاندان نے اپنی پوری پیدائش اور وفات تاریخ میں نہیں دیکھے تھے۔

خیر امرحہ کا اور کاکروچ کا کیا تعلق' وہ تو کافی پی کر آ گئی تھی واپس۔ اور پھر ایما کو سائیکل ریس چیلنج بھی دے دیا ایما کی سائیکلنگ اچھی تھی۔ جسٹ فار فن اس نے چیلنج قبول کر لیا اور جب وہ ٹنگ لائن کراس کرنے جا ہی رہی تھی کہ ایک چھرا اس کے سر پر آ کر لگا اور وہ بے چاری ایسے گری کہ دو دن یونی نہیں آ سکی۔

"کہتے ہیں محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے۔"

شاید ایما نے نہیں سنا تھا البتہ کارل نے سنا بھی تھا اور یاد بھی کر لیا تھا۔

کارل کو برا بھلا کہتے بلکہ برا بھلا ثابت کرتے امرحہ نے ایما کے متوقع شو کے پاس بھی حاصل کر لیے تھے۔ آرٹ اسٹوڈنٹ کی حیثیت سے اپنے ڈیزائن کیے گئے ملبوسات کو پہن کر وہ خود بھی ریمپ پر واک کر رہی تھی' اچھا خاصا گلیمرس ایونٹ تھا کہ کارل ریمپ پر چڑھ گیا اور یہ لمبے سارے ریمپ پر جم کے انداز میں زومبی بنا ایما کے ساتھ ساتھ چلتے اسے گھورتا رہا۔ نہ پلک جھپکی نہ گردن کا زاویہ بدلا۔ جو لوگ وہاں بیٹھے تھے وہ یہ سمجھے کہ یہ آرگنائزر کا ہی کوئی "ایونٹ ڈیزائن" ہے اور جو ریمپ پر چل رہی تھی وہ اپنی واک خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ البتہ بیک اسٹیج جا کر وہ رو پڑی۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تمہارے مرنے پر میں ایک گرینڈ پارٹی دوں گی کارل۔" روتے روتے وہ چلائی۔

وہ پارٹی وہ تب دیتی نا جب پارٹی دینے لائق رہتی اور کارل واقعی مر بھی جاتا۔ اس کی صرف ایک غلطی تھی کہ اس نے کارل کو پروپوز کیا اور پھر چھوڑ دیا۔ لیکن اب کارل تو چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا نا۔ کچھ غلطیاں ایسے ہی جان کا عذاب بن جاتی ہیں۔ احتیاط کرنی چاہیے۔

احتیاط سے وہ سب ایک ایک چیز کا انتخاب کر رہے تھے تاکہ رات کی پارٹی میں وہ کسی صورت کسی فلمی ہیرو سے کم نہ لگیں۔ شارلٹ سے کارل نے ایک فلمی پارٹی کے پاس حاصل کر لیے تھے۔ عالیان کو تو ذرا دلچسپی نہیں تھی جانے میں۔ کارل، سائی، شاہ ویز جا رہے تھے کیونکہ۔

دنیا بھر کے تعلیمی اداروں میں پڑھنے والی نسل دنیا کی سب سے بھوکی عوام ہوتی ہے۔ یہ جتنا کھاتی ہے اتنی ہی اور بھوک رہتی ہے۔ جتنا اور کھاتی ہے اتنی اور بھوکی رہ جاتی ہے۔ تو اس بھوک کو مٹانے وہ سب ایک کوشش کرنے جا رہے تھے۔ وہ کھانے کھانے جو بقول ان کے انہوں نے صرف تصویروں میں ہی دیکھے تھے اور خوابوں میں ہی چکھے ہیں۔

ان تینوں کا جوش و خروش دیکھ کر عالیان قہقہے لگا رہا تھا۔ پھر شارلٹ آگئی اور وہ اس کے ساتھ چہل قدمی کرنے لگا۔

مور گن اور وہ چند دنوں کے لیے ماما مہر کے پاس رہنے آئی تھیں۔ مور گن تو خیر معمول کے مطابق آیا کرتی تھی بلکہ شارلٹ کو اس وقت آنے کی جلدی رہا کرتی تھی، جب اس نے کوئی مزے دار سی نئی کہانی بنائی ہوتی تھی اور اس کہانی کو اسے مکمل پرفارمنس کے ساتھ ماما کو سنانا ہوتا تھا۔ ظاہر ہے نئی کہانی اس کے پاس عالیان اور امرحہ کی تھی۔

"تو تم نے برازیلا میں ہزاروں لوگوں کو پھلانگا اور کئی لوگوں کو گھونسے مارے اور کتنے ہی لوگوں کو اٹھا اٹھا کر پھینکا۔ ہاں یہ کہانی مجھے اچھی لگی۔ تمہاری شادی کے دن میں سب کو سناؤں گی، ویسے ماما کو سنا چکی ہوں میں۔"

"ایسا کچھ نہیں ہوا۔" وہ ہنس دیا۔

"تو مور گن نے ٹھیک کہا تھا اس بار دولہا بھاگے گا۔" شارلٹ اس کے نکاح سے اب تک پچاس بار یہ کہہ چکی تھی دراصل اس سے بات کرتے اس نے ہائے کی جگہ یہ جملہ کہنا شروع کر دیا تھا۔

"لیکن کتنا ہی اچھا ہوتا اگر تم عین شادی کے وقت بھاگتے۔ کتنی حسرت ہے مجھے ایسی مناظر کو براہ راست دیکھنے کی۔ آخر حسرتیں جلدی پوری کیوں نہیں ہوتیں اگر ایسی چھوٹی چھوٹی خواہش بھی پوری نہ ہوں تو کیا فائدہ زندگی کا؟؟"

"مجھے یقین ہے جوردن نے ایک نفسیاتی معالج سے رابطہ کر لیا ہوگا۔"

"میرے لیے؟"

"نہیں خود اپنے لیے۔"

"ویسے تم نے ایک اچھا ہیرو ہونے کا ثبوت دیا۔ تم پارٹی میں جا رہے ہو؟؟"

"نہیں۔ مجھے کوئی دلچسپی نہیں جانے میں۔"

"میں پہلے سے ہی جانتی تھی۔ اچھی بات ہے جانا بھی نہیں چاہیے، ویسے امرحہ اور ویرا میرے ساتھ جا رہی ہیں۔ اور آئین بھی اور اتفاق سے سادھنا بھی۔" شارلٹ نے آنکھیں پٹپٹائیں۔

عالیان چونکا۔ "اچھا؟ کیا فلم اسٹار بھی آ رہے ہیں؟"

"آئیں یا نہ آئیں تمہیں تو اس سب سے دلچسپی ہی نہیں۔"

"نہیں، مجھے فلم اسٹارز سے ملنا ہے۔"

"کس فلمی ستارے سے؟ پیراماؤنٹ پکچرز کی ہیروئن "امرحہ سے"؟ ویسے امرحہ اور ویرا خاص تیاری کر رہی ہیں جانے کے لیے۔"

"اچھا" وہ سوچنے لگا کہ اسے کیوں نہیں بتایا گیا۔

"اسے اس لیے نہیں بتایا کہ وہ سب آپس میں ہی انجوائے کرنا چاہتی تھیں۔ انہیں معلوم تھا کہ کارل

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جارہا ہے لیکن اسے لفٹ کس نے کروائی تھی۔"

ہال واپس آکر وہ بھی جانے کے لیے تیار ہونے لگا تو ان سب کو اس پر ہنسنے کا موقع مل گیا۔ وہ چپ چاپ ان کی ہنسی سنتا رہا اور تیار ہوتا رہا اور پھر وہ سب پارٹی میں آگئے۔ کارل تو پارٹی میں ایسے شامل ہوا جیسے گیسٹ آف آنر وہی تھا۔ عالیان البتہ ادھر ادھر دیکھتا اور گھومتا رہا۔ ایک دوسرے کے ساتھ منسلک تین بڑے بڑے ہالز تھے 'شارلٹ فون اٹھا رہی تھی نہ امرحہ اور ویرا' این لور نہ ہی شریف سی سادھنا۔ حد ہے۔ کتنی تیزی ہو جاتی ہیں یہ لڑکیاں جب ایک ساتھ ہوتی ہیں تو۔

ہالز اور ان ہالز سے نکلتی سیڑھیاں چڑھ چڑھ کر اتر اتر کر وہ تھک چکا تھا۔ ہر طرف چہکتے دمکتے لوگ پھیلے ہوئے تھے اور ان لوگوں میں ایک امرحہ ہی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اسے سادھنا اور این ایک جگہ نظر آگئیں۔

"امرحہ کہاں ہے؟" اس نے سادھنا سے پوچھا اور اس نے کندھے اچکا دیے۔

"اف یہ خواتین۔"

اسے ویرا بھی نظر آگئی چند لوگوں سے بات کرتے ہوئے قریب ہی شارلٹ کھڑی تھی 'لیکن امرحہ نہیں تھی۔ اس نے ان کے قریب جا کر ان سے پوچھا اور جواب میں انہوں نے ایسے دیکھا جیسے جانتی ہی نہیں کہ وہ ہے کون۔ اور پوچھ کیا رہا ہے۔

وہ خود ہی سر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگا۔ پھر اسے دور امرحہ کی جھلک نظر آئی۔ جو مسکرا کر کسی کی آڑ میں چھپ رہی تھی۔ وہ اس کی طرف لپکا' لیکن وہ وہاں نہیں تھی۔ کتنی ہی بار وہ اسے ایسے ہی نظر آتی رہی۔ کسی کی آڑ میں چھپی ہوئی اور غائب ہوتی ہوئی۔ عالیان کو بہت شوق تھا نا اسے ڈھونڈ نکالنے کا تو وہ اس کا یہ شوق پورا کر رہی تھی۔

کئی سو لوگوں کی آڑ میں چھپ چھپ جانے کا کھیل اچھا ہے۔ اپنے ریشمی آسمانی رنگ کے فراک کے دامن کو لہراتے' خوب صورت لوگوں کے ہجوم کے پیچھے چھپ چھپ جاتے اس کے لیے اپنی ہنسی پر قابو رکھنا مشکل ہو رہا تھا۔ چند ایک نے گردن موڑ کر اسے دیکھا اور جیسے کچھ جان کر اور سب سمجھ کر وہ مسکرا دیے۔

ہال کی وسعت میں اور لوگ داخل ہوتے جا رہے تھے۔ رش بڑھ رہا تھا۔ عالیان کا کام اور مشکل ہو رہا تھا۔ وہ اسے پوری شدت سے ڈھونڈ رہا تھا۔ وہ پوری شدت سے چھپ رہی تھی اور پھر افرا تفری میں سیڑھیاں چڑھتے عالیان کا پیر پھسلا اور وہ لشتم پشتم لڑھک کر گر گیا۔

اور یوں دس سیکنڈز کے اندر اندر امرحہ اس کے سامنے تھی۔

"جاؤ پھر چھپ جاؤ' میں پھر ڈھونڈ نکالوں گا تمہیں۔ میں سو بار کروں گا تم سو بار آؤ گی' اگر یہ جھوٹ ہو گا تو تم ہر بار اس جھوٹ میں آؤ گی۔"

عالیان نے ایک آنکھ دبا کر کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ لیا کہ وہ پھر سے چھپ نہ جائے۔ آج وہ اسے اس خواب کے بارے میں بتانے والا تھا جس میں اس کے بالوں میں لہریں تھیں اور اس کی پوشاک سرخ تھی۔ اب اسے امرحہ سے وعدہ لینا ہے۔ کیا وہ اس خواب کو حقیقت میں بدل دے گی؟ یقیناً" وہ انکار نہیں کر سکے گی۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

☆ ☆ ☆

" میں ایک خوش قسمت انسان ہوں۔ میں ایک دوست رکھتا ہوں اور میری خوشیوں کے سارے راستے میرے دوست کے دل سے ہو کر آتے ہیں۔ کیونکہ میری دعاؤں پر آمین' میرا پیارا دوست ہے۔"

"تمہارے ساتھ مل کر بزنس کرنے کا ارادہ میں نے بدل دیا ہے۔"

"وہ کس لیے؟"

"میں بزنس کروں گا' لیکن ابھی نہیں' میرا خیال ہے پہلے مجھے زندگی کو تھوڑا انجوائے کر لینا چاہیے۔"

"اور میرا خیال ہے اب تک تم زندگی انجوائے کرتے رہے ہو۔"

"ایک بزنس اسٹیڈیز کا اسٹوڈنٹ کیا زندگی انجوائے کرتا رہا ہوگا فرش! ہر وقت پڑھنا' لائبریری' کتابیں' اسائنمنٹس' لیکچرز' یہ وہ سب مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ یونی میں کوئی کینٹین بھی ہے۔"

"کینٹین کا تمہیں معلوم بھی کیسے ہوگا' تمہیں کچھ خرید کر تھوڑی کھانا ہوتا ہے۔"

"مجھے تو پروفیسرز کے آفس کا معلوم ہے یا بزنس ڈیپارٹمنٹ کا۔ یونی آنا' جاب پر جانا' ہال جا کر رات گئے تک پڑھتے رہنا اور پڑھ کر شرافت سے سو جانا' زندگی ایسی ہوتی ہے کیا؟"

"کتنے معصوم لگ رہے ہو تم یہ سب کہتے کارل!"

"پتا نہیں عالیان' کون بددعا دے گیا مجھے ایسی معصومیت کی' میرا بھی دل چاہتا ہے' شرارتیں کروں' اچھلوں' مستی کروں' تمہارے ساتھ ادھر ادھر کی سرگرمیوں میں حصہ لوں اور نہیں تو ایک آدھ بار کسی کو چھوٹی سی چٹکی ہی بھر لوں' دیکھوں کہ وہ کیسے اچھلتا ہے۔"

عالیان سر ہلانے لگا۔ "صرف ایک چٹکی بھرنے کا خواب ہی ادھورا رہ گیا ہوگا نا تمہارا؟"

"ابھی تو میں نے کوئی خواب دیکھا ہی نہیں' چند دن پہلے گوگل کرتے میری نظروں سے ایک رائل پرنسز گزری۔"

"خدا کے لیے آگے کچھ نہ کہنا' میں شاہی خاندان کی بربادی برداشت نہیں کر سکوں گا۔ میں ایک سچا برٹش شہری اور میری سب ہمدردیاں شاہی خاندان کے ساتھ ہیں۔"

کارل نے منہ بنایا۔ "تم اپنی وفاداری قائم رکھو' ویسے وہ برطانوی شہزادی نہیں ہے۔"

"او اچھا۔ پھر بھی۔ پھر بھی کارل۔ ویسے ایما ایک اچھی لڑکی ہے۔ اس کی مسکراہٹ بہت پیاری ہے۔ میں جب جب اسے اکیلا دیکھتا ہوں' مسکرا دیتا ہوں کہ کیسی خوش قسمت لڑکی ہے ایما۔ تمہارے بغیر کیسی خوش خوش اور پیاری پیاری سی لگتی ہے۔"

"وہ کتنی پیاری ہے یہ امرحہ تمہیں بتائے گی' کیونکہ اس کی مسکراہٹ پر تمہارے خیالات میں امرحہ کو تفصیل سے بتاؤں گا۔ پھر کھڑکی بند ملے گی اور جولیٹ کی پھٹکار کھلی' جسے سنتے تم بڑے خوش خوش اور پیارے پیارے لگو گے۔"

"بابا۔ پھر تم ایما کو منا لو۔"

"میں عالیان نہیں جو اس کے پیچھے پاگل ہو جاؤں اور وہ امرحہ نہیں کہ مجھے پاگل کر بھی دے۔ دنیا میں ایک "مخلوق" لڑکی کی کبھی کمی نہیں رہتی۔ یہ ہر طرف سے حشرات کی طرح نکلتی آتی ہیں۔ کتنے ہی اسپرے کر لو۔ کیسی بھی زہریلی دوا پھیلا دو۔ یہ تباہی دنیا میں پھیلتی ہی جاتی ہے۔"

"جب تک تم لڑکیوں کو حشرات سمجھتے رہو گے' وہ تمہارے ساتھ انسان بن کر سنجیدہ کیسے ہوں گی؟"

"میں خود کو انسان سمجھتا ہوں کافی ہے۔"

"کیونکہ دوسروں کو اس سے اختلاف ہے۔" عالیان نے بلند قہقہہ لگایا۔

کلاس لینے کے بعد وہ دونوں یونی میں ٹہل رہے تھے اور پھر قریب سے گزرتی ایک فریشر لڑکی ذرا سا اچھلی اور ہلکی سی چیخ مار دی۔ کچھ زیادہ نہیں کارل نے تو بس چٹکی بھرنے کا اپنا ننھا منا سا خواب پورا کر لیا تھا۔ آخر ہر انسان کا حق ہے کہ وہ اپنے خواب پورے کرے اور ان کی تعبیر پر خوش ہو۔ آخر کوئی کب تک اپنی خواہش دل میں دبائے رکھے۔

"یہ اس کا کام ہے۔" کارل نے غصے میں بس لال پیلا ہو جاتی لڑکی سے عالیان کی طرف اشارہ کر کے کہا اور بھاگ گیا۔ عالیان کو بھی ظاہر ہے بھاگنا پڑا' کیونکہ لڑکی اپنے دائیں ہاتھ کو تھپڑ کے لیے زحمت دیتی نظر آ رہی تھی۔

اسی شام کو امرحہ ویرا کی سائیکل کے پیچھے بیٹھی آئس کریم کھا رہی تھی۔ امرحہ نے تو ویسے بھی جاب چھوڑ دی تھی اور ویرا کے پاس بھی کچھ وقت نکل آیا تو وہ دونوں ساتھ

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نکل پڑیں اور ادھر ادھر کھاتے پیتے وہ مانچسٹر میں آوارہ گردی کرتی رہیں۔

"میں اب بھی رات کو اکثر ڈر کر اٹھ جاتی ہوں۔ مجھے لگتا ہے میں خواب میں وہی سب دیکھتی رہی تھی جو تمہارے ساتھ برازیلا میں ہوا تھا۔ وہ زندگی کا بدترین احساس تھا امرحہ۔۔۔ میں نے محسوس کیا کہ میرا جسم بے جان ہو رہا ہے اور مجھے کچھ سنائی اور دکھائی نہیں دے رہا۔" ویرا پہلی بار اس واقعے کے بارے میں بات کر رہی تھی۔

سائیکل پر پیچھے بیٹھی امرحہ کی آنکھیں نم ہو گئیں اور اس نے ویرا کی کمر میں محبت کے گہرے اور شدید احساس کے تحت ہاتھ حمائل کیا۔

"میں نے اس وقت محسوس کیا امرحہ! کہ وہ زندگی کیا ہوگی جو تمہارے بغیر ہوگی' بغیر آواز کے میں نے خود کو روتے پایا۔۔۔ اور اس وقت مجھے لگا کہ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میں ساری دنیا کو آگ لگا دوں گی۔ میں اب تک نہیں سمجھ سکی' امرحہ کو آخر وہ کیا ہے جو میرا تم سے جڑ گیا ہے اور جو جدا ہونے کے لیے تیار ہی نہیں۔۔۔ مجھے تم سے ایسا جان لیوا لگاؤ کیوں ہے۔۔۔ آخر اتنی دور روس میں رہنے والی لڑکی ویرا اور اتنی ہی دور پاکستان میں پیدا ہونے والی امرحہ کے اندر ایسا کیا بیج دیا گیا ہے جو تناور ہوتا جا رہا ہے اور جس نے ہمیں اپنی چھاؤں میں لے لیا ہے۔۔۔ ایسے فاصلوں پر پیدا ہونے والے لوگوں میں اتنی قربت کہاں سے آگئی؟"

اب امرحہ سائیکل چلانے لگی تھی اور ویرا اس کے پیچھے بیٹھ گئی تھی۔

"اسے خدا کی رحمت کہتے ہیں جو اچھے انسانوں کی صورت میں کہیں بھی آلیتی ہے' پھر فاصلوں کی اہمیت رہتی ہے' نہ رنگ و نسل کی۔" امرحہ نے کہا۔ اس امرحہ نے جس نے خدا سے ہزاروں' لاکھوں بار شکوے کیے تھے کہ اس نے اسے اچھے لوگوں کے ہجوم میں پیدا نہیں کیا۔

"شاید۔۔۔" ویرا نے سر ہلایا اور وہ روسی گانا گانے لگی' جسے امرحہ بھی ساتھ ساتھ گانے کی کوشش کرنے لگی اور۔۔۔

اور مانچسٹر کی سڑکوں پر سرمئی اور سفید فراکوں میں ملبوس دو لڑکیاں گنگناتی ہوئی اس راستے کی طرف بڑھنے لگیں جن پر دو سچے دوست ہی گامزن ہو سکتے ہیں اور جنہیں زندگی صبح کے سب ہی اجالے کیے خوش آمدید کہتی ہے اور خوش قسمت بھی۔

☆ ☆ ☆

"میں تمہیں اس لیے خوش قسمت نہیں کہوں گی کہ تمہیں عالیان ملا۔ میں تمہیں صرف اس لیے خوش قسمت کہوں گی کہ تم دیدی کی بیٹی بن گئی ہو۔" وہ دونوں نشست گاہ میں بیٹھی ہیں۔ ابھی ابھی امرحہ ماما صہر کو ان کے کمرے میں سلا کر آئی تھی۔ اس سے پہلے وہ سب سادھنا کی کہانی سنتے رہے تھے۔ امرحہ بھی سو چکی تھی۔

"جب میں یہاں آرہی تھی تو میرا دل چاہتا تھا میں مر جاؤں' لیکن کسی دوسری جگہ' انجانے لوگوں' انجانے ماحول میں نہ جاؤں۔ مجھے یہ عذاب لگ رہا تھا' لیکن جب میں یہاں آگئی تو مجھے لگا میں جس گھر سے رمیش کے لیے نکل گئی تھی' اسی گھر میں واپس آگئی ہوں۔ آریان بہت بیمار تھا اور مجھے بہت سارے پیسوں کی ضرورت تھی اور اس گھر کے سارے پیسے میرے حوالے تھے۔ آج تک مجھ سے ایک پیسے کا حساب نہیں لیا گیا۔ روز صبح آریان کو ایک فون کال جاتی ہے یہاں سے اور دیدی اسے روز ایک نظم سناتی ہیں۔ یوں آریان بلند حوصلہ اور باہمت ہوتا جا رہا ہے۔ آریان ٹھیک ہو جائے گا' کیونکہ اس کے لیے دیدی نے دعا کی۔۔۔ آریان کی ماں کی دعائیں رد کی جا سکتی ہیں۔ دیدی جیسے انسان کی نہیں۔ آریان کی بیماری کی صورت میں جو مجھے لگتا تھا کہ بھگوان نے مجھے سزا دی' وہ دیدی کے ملنے سے ختم ہو گئی۔ مجھے پہلی بار لگا کہ ہاں میں بھی بھگوان کو پیاری ہوں۔۔۔ اس نے مجھے پیارے لوگوں میں بھیجا۔۔۔ امرحہ اگر ہمیں درد ملتا ہے تو دوا اس سے بڑھ کر ملتی ہے۔"

امرحہ نے سادھنا کی گیلی آنکھیں صاف کیں۔ آج کل سادھنا بہت خوش تھی اور خوشی سے بار بار رو پڑتی تھی۔ لیڈی صہر نے آریان اور آریان کے پاپا کو مانچسٹر بلوایا تھا۔ عالیان کی شادی کے لیے اور سادھنا سے گزارے بھی وقت نہیں گزر رہا تھا۔

"تم بہت خوش قسمت لڑکی ہو امرحہ!" مزید آنکھیں گیلی کرتے ہوئے سادھنا نے کہا۔

"ہاں۔۔۔ بہت زیادہ۔۔۔ اب دنیا میں کون ہے جو مجھے سیاہ بخت کہہ سکے۔۔۔ میں ماما صہر کے زیر سایہ رہنے والی ہوں' جو عظمت کی بلندیوں پر ہیں۔۔۔ جو فرش پر عرش والے کی رحمت ہیں۔"

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور رحمت جیسے ہی دلوا بھی۔۔۔ روز فون کرتے روز رو پڑتے۔ پہلے یہ احساس تھا کہ وہ پڑھنے گئی ہے واپس آجائے گی۔ اب یہ یقین کہ بس اب وہ پرائی ہوگئی۔۔۔ رخصت ہوگئی۔ وہ روز بابا کو بھی فون کرتی سلام کرتی' حال چال پوچھتی' پھر خاموشی چھا جاتی اور فون بند ہوجاتا۔۔۔ دادا کہہ چکے تھے کہ اپنے باپ کی خاموشی کا احترام کرو تو وہ وہی کررہی تھی۔ محبت ادھر بھی قائم تھی اور ادھر بھی' اور پھر رات کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو۔ سورج طلوع ہونے میں وقت لیتا ہے اور اس مطلوبہ وقت کا احترام کرنا چاہیے۔

موسم بدل رہا ہے۔۔۔ وقت گزر رہا ہے۔۔۔ اور اس بار دونوں کے بیراہن دلکش ہیں۔۔۔ صبحوں کا انتظار رہتا ہے۔ شاموں میں ٹھہرا جاتا ہے اور راتوں کی نیند میں دل پسند خواب دیکھے جارہے ہیں۔

مانچسٹر ٹھہر ٹھہر کر سامنے آجاتا ہے۔ یونی ورسٹی میں گھڑیاں بند کردینے کو جی چاہتا ہے' اور کبھی کبھی یہ دل بھی چاہتا ہے کہ یونی کے سارے دروازے بند کردیے جائیں۔۔۔ کسی کو کہیں جانے نہ دیا جائے اور سب دائرے بنا کر بیٹھ جائیں اور اپنے اپنے دیس کی کہانیاں سنائیں۔۔۔ اور سب سنتے جائیں۔۔۔ سنتے ہی جائیں۔۔۔ وقت کبھی نہ گزرنے کے لیے ٹھہر جائے یا پوری یونی کو ریشمی لحاف میں لپیٹ دیا جائے اور اس کے سرہانے بیٹھ کر اسے محبت سے گھنٹوں دیکھا جائے۔۔۔ پھر اسی کے سرہانے خود بھی میٹھی نیند سویا جائے۔

☆ ☆ ☆

سمسٹر ختم ہوجانے کو تھا بس۔۔۔ ان کی پیاری دلاری یونی ورسٹی میں گزارے دن اب ڈائریوں اور البمز میں ہی مقید ہوئے رہ جانے والے تھے۔ وہ سب اسٹوڈنٹس جنہیں وہ نام سے اور وہ سب جنہیں شکلوں سے جانتے تھے وہ سب زندگی کی راہوں میں بکھر جانے والے تھے۔

سائی روپا سے اظہار محبت نہیں کرسکا۔ کیونکہ اسے لگا کہ ایسے وہ اس کے لیے مشکلات کا باعث بنے گا۔ لیکن روپا نے خود ہی اسے انتظار کرنے کے لیے کہہ دیا اور سائی کے لیے یہ ہی بہت تھا۔ ویسے بھی وہ پہلے ہی کہہ چکا تھا کہ میں اس کے فراق میں رونے کے بجائے اسے خوشی سے یاد کرنا اور دعاؤں میں اس کا نام لینا پسند کروں گا۔ یہ بات صرف سائی ہی کہہ سکتا تھا اور وہ کر بھی سکتا تھا۔

نوال اور دائم کی شادی ہوگئی۔ یہ شادی انہوں نے خاص سمسٹر۔۔۔ ختم ہونے سے پہلے کی' تاکہ ان کے سب دوست شرکت کرلیں اور ویسے بھی امتحانات کے بعد عالیان' امرحہ کی متوقع شادی کا ایسا شور تھا کہ انہوں نے امتحانات سے پہلے اپنی شادی کو ترجیح دی۔

پرانک ویک آنے سے پہلے ہی کارل نے اعلان کردیا کہ وہ یہ ویک' دو ویک پہلے سے ہی منائے گا اور اس نے ایسا کیا بھی۔ پہلے مرحلے میں وہ جم کی کالی بن گیا اور بغیر پیسوں کے کام شروع کردیا۔ وہ ایک گھنٹہ یا کچھ زیادہ وقت ایک ایک کو دیتا اور اتنے سے وقت میں ہی وہ شکار کو عاجز کردیتا۔ جم تو پھر بھی ایک ہاتھ کا فاصلہ رکھتا تھا۔ اس نے یہ فاصلہ بھی ختم کردیا۔ عین منہ کے پاس۔۔۔ عجیب غریب سیرپ پی کر منہ سے گندی سے بھی گندی بو نکالتے ہوئے کہ ناک پر ہاتھ رکھنے پر بھی بو ناک میں گھس آئے۔ ایک ہی ہفتے میں اس نے کئی شکار نپٹا لیے اور اسی ایک ہفتے میں وہ یونی وہ خاص جوتے پہن کر آیا' جو خدا جانے اس نے کسی سائنس دان سے بنوائے تھے کہ خود آئن اسٹائن بنا تھا۔ ان کے لیے۔۔۔ ان کے تلوے میں وہ ریکارڈنگ تھی جو چلنے پر چل پڑتی۔۔۔ اور خدا معاف کرے سنسان قطعے میں چمگادڑوں اور بلاؤں کے چلانے کی خوف ناک آوازیں اور درمیان میں جادوگرنی کے بلند بانگ شیطانی قہقہے' جنہیں سنتے ہی ماؤس کی گودوں میں پناہ لینے کو دل چاہتا۔

وہ جہاں جہاں سے گزرتا کانوں میں انگلیاں ٹھونسنے پر مجبور کردیتا اور ظاہر ہے وہ جم بنا جس شکار کے پیچھے ہوتا وہ ان جوتوں کی وجہ سے بھی اپنا سر پیٹ لیتا۔ اس کے یہ جوتے یونی میں کچھ ایسے مشہور ہوئے اور منہ سے اٹھتی بو نے فضا کچھ ایسے مہکائی کہ اس ویک کو اس کے نام سے منسوب کردیا گیا۔ یعنی "عذاب ویک"

اس عذاب ویک سے اگلے ویک اس نے ایک مخصوص "چیپ" کا استعمال شروع کردیا۔ یہ چیپ جس جگہ لگاتے وہی رنگ اور صورت اختیار کرلیتی' انسانی کھال سے زیادہ بہترین جگہ کون سی ہوتی اسے لگانے کے لیے تو اسے انسانی کھال پر چپکا دیا جاتا۔ انسانی درجہ حرارت پر تیس سیکنڈ کے اندر اندر یہ تیز آواز سے پھٹ جاتی اور کھال پر خون نما دھبے اور جلی ہوئی کھال کی طرح پھیل جاتی۔ جس کی کھال پر یہ یوں پھٹتی وہ یہ سمجھتا کہ اس کی کھال پھٹ

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

گئی۔

یہ کمال گالوں پر، کانوں پر، گردن، ہاتھوں، بازو، انگلیوں پر بست پھٹی خاص کر لڑکیوں کی اور اس۔۔۔ اس قسم کی چیخیں اور شکلیں دیکھنے کو ملیں کہ یقینی شاہدین ایسے غضب ناک واقعات پہلے کہاں کسی کو دیکھنے نصیب ہوئے ہوں گے۔

اس پرانک پر کارل کے کافی پیسے لگ گئے تھے، لیکن خیر جب وہ وزیراعظم بن جائے گا تو ٹیکس کی صورت سب وصول کرلے گا۔ کارل نے اپنے کمرے میں باقاعدہ ایک ایک کا نام لکھ کر فہرست بنا کر لگا رکھی تھی، جسے وہ شکار کرلیتا "اس پر ٹک" لگا دیتا، وہ نہیں چاہتا تھا کہ بعد میں اسے پچھتانا پڑے خاص کر جب وہ بوڑھا ہو جائے تو یہ سوچ سوچ کر آہیں بھرے کہ اس نے ان چند ایک کو بھی کیوں چھوڑ دیا جنہیں وہ ذرا سی محنت سے الو بنا سکتا تھا، تو وہ یہ ذرا سی محنت اب کر رہا تھا۔ اس نے کیا کچھ نہیں کیا جو کیا کم کیا۔ حتی کہ وہ بڑا ہوائے بن کر گرلز بار میں بھی جاتا رہا اور ان کے کمروں میں مختلف چیزیں چھوڑ چھوڑ کر آتا رہا۔

ایما کے گھر کے آگے اس نے بورڈز کا ڈھیر لگا دیا اور وہ بورڈز کچھ ایسے تھے کہ ایما نے فوراً "انہیں آگ لگا دی بعد میں وہ اپنی دوست کے آگے بیٹھ کر روتی رہی اور پوچھتی رہی۔ کیا میں ایسی ہوں۔۔۔ ایسی؟

پتا نہیں وہ کس "ایسی" کے بارے پوچھ رہی تھی، کیا ہاتھ سے بنائی اس چڑیل کے بارے میں، جس کے براؤن بال تھے اور جس نے نیلا گاؤن پہن رکھا تھا اور جو مسکرا کر کیک کاٹتے دنیا سے خوب صورتی ہمیشہ کے لیے ناپید ہو چکی ہے کا واضح اعلان کر رہی تھی اور جس پر لکھا تھا۔

" Reloaded Ayma is Back

Horror " بہرحال باقاعدہ پرانک ویک کا آغاز انہوں نے ماسک پہنے، ہاتھوں میں ہتھیار پکڑے، رات گئے اکیلے اکیلے جونیئرز پر ہلا بول کر ان کے منہ پر ٹیپ چپکا کر۔۔۔ ان کے ہاتھ باندھ کر۔

"تم اغوا کرلیے گئے ہو۔" کا ثبوت دے کر کیا۔ سائی اور امرحہ کا کام ٹیپ چپکانے کا تھا۔ عالیان اور کارل کے ہاتھ میں ہتھیار تھے اور ویرا یونی کی سپر گرل "میں تمہاری مدد کروں گی" بنی وہاں سے گزر رہی ہے اور اغوا کاروں کو للکارتی ہے کہ وہ پولیس کو بلا رہی ہے اور فون نکال کر کان سے لگاتی ہے اور اغوا کاران بے چاروں کی کنپٹی پر گن رکھ دیتے ہیں کہ اگر فون کیا تو یہ گیا۔

"جو گیا۔" ہاتھ بلا بلا کر ویرا کو منع کرتا ہے، فون نہیں کرنا۔ جبکہ ویرا کو ہر حال میں فون کرنا ہے۔ ایک۔۔۔ دو۔۔۔ تین۔۔۔ اور وہ بے چارا گیا۔

یہ ہی کام عالیان اور کارل نے دوسرے ہال میں بھی کیا۔ ان کا دوست مطلوبہ ریسٹورنٹ کے کمرے میں دیر رات تک براجمان رہتا، دروازہ کھلا رہتا اور یہ کمرے پر دھاوا بول دیتے۔ یہ سب کرتے دونوں نے یہ ثابت کردیا کہ اگر ان کا بزنس نہ چلا یا انہیں کوئی جاب نہ ملی تو وہ کامیابی سے اغوا برائے تاوان کا کام شروع کرسکتے ہیں۔ اگر کچھ فائدہ نہ بھی ہوا تو پولیس بھی نہ ڈھونڈتی پھرے گی یا اخبارات میں نام بھی نہ آئے گا۔

ایک مشترکہ پرانک جو تقریباً "سب ڈیپارٹمنٹس نے مقررہ وقت کیا، وہ تیسرے لیکچر کے ختم ہونے کے بعد کلاسوں سے نکل کر کوریڈورز میں لیٹ جانے کا تھا۔ وہ سب چلنے پھرنے کی جگہوں پر بچھ گئے اور پوری یونی جام ہوگئی۔ پروفیسرز جہاں تھے وہیں آدھے گھنٹے تک پھنسے رہے۔ اگلا پرانک انہوں نے لائبریری میں کیا۔ ان سب نے ایک ساتھ لائبریری پر دھاوا بول دیا اور وہ ہر طرف پھیل گئے۔ اف اس لائبریری نے ان کی کتنی نیندیں اڑائی تھیں۔ آج وہ اس کا سکون اڑانے آئے تھے۔ انہوں نے اپنے آئی فونز نکالے اور تیز میوزک چلا دیا اور کتنے ہی قلابازیاں لگانے لگے اور سر کے بل پچھے بنے فرش پر گھومنے لگے۔ انہوں نے پورے تیس منٹ تک لائبریری بلاک رکھی۔ دیکھا کوئی فرق نہیں پڑا، ایسا کوئی قہر نہیں ٹوٹ پڑا علم کے سمندروں پر۔۔۔ دنیا چند سو سال ترقی میں پیچھے نہیں چلی گئی اور کتابوں کے سینے دکھ سے پھٹ نہیں گئے۔ امرحہ نے اپنے پروفیسرز کی کاروں کو نوٹس سے بھر دیا تھا اور کارل، عالیان نے کاروں کو کفن زدہ کردیا تھا۔ انہیں سفید کپڑے سے لپیٹ دیا تھا اور اس پر پروفیسرز کی خاص عادات اور خاص باتوں کو لکھ دیا تھا۔

چند ڈیپارٹمنٹس نے مارچ کی صورت ٹریبوٹ دیا۔ وہ فوجی انداز سے پریڈ کرتے رہے اور اپنے ڈیپارٹمنٹ کے سامنے ایک لمبی سلامی زمین پر پیر مار مار کر اور اونچی آوازیں نکال نکال کر دی، اور دوسرا ٹریبوٹ کچھ یوں تھا کہ آکسفورڈ روڈ پر سائیکل ہی سائیکل ہو گئیں۔ اتنی سائیکل، اتنی سائیکل کہ لگنے لگا کہ دنیا میں چار پہیوں والی موٹر ایجاد ہی نہیں ہوئی ابھی، انہوں نے اپنے منہ UOM کے لوگو

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے پینٹ کر رکھے تھے۔ چند اخبارات اور مقامی ٹی وی چینلز اس کی کوریج کے لیے وہاں موجود تھے' کیونکہ کارل چاہتا تھا اسے گلوبل فیم ملے۔ گلوبل نہ سہی مقامی فیم ضرور اسے ملنے والا تھا۔

پہلے وہ آکسفورڈ روڈ اور ملحقہ سڑکوں پر سائیکلوں سے مارچ کرتے رہے' پھر وہ یونی کے اندر آگئے اور پوری یونی کا ایک چکر لگایا۔ پھر وہ سب ایک مخصوص راستے سے گزرے جہاں رنگوں سے بھرے تالاب نما ڈسپوزیبل قطعے رکھے تھے۔ ان کی سائیکلیں مختلف رنگوں سے گزرنے لگیں اور پھر وہ یونی میں پھیل گئے اور یونی کی سڑکوں کو دھنک رنگوں میں بدلتے چلے گئے۔ پروفیسرز اور اسٹوڈنٹس کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔ یونی کا ایریل ویو مبہوت کر دینے والا تھا جسے ٹی وی پر دکھایا جا رہا تھا۔

تو یہ سب جا رہے ہیں' زندگی میں کسی تعلیمی ادارے میں جانے سے زیادہ خوش کن لمحہ کوئی نہیں ہوتا اور اسی تعلیمی ادارے کو خیرباد کہہ دینے سے بڑھ کر کوئی جذبہ اداس کر دینے والا نہیں ہوتا۔ کاش انسان کے ہاتھ میں یہ اختیار ہوا کرے' اپنی محبوب چیزوں کو وہ مٹھی میں دبا کر دل کے قریب کر لیا کرے' اور یادیں کتنی بھی تازہ کیوں نہ ہوں' وہ ہوتی تو یادیں ہی ہیں نا۔ انہیں کیسے بھی تصویروں یا ڈائریوں میں مقید کر لیا جائے۔ یہ ماضی کا حصہ بنتی چلی جاتی ہیں اور ہاتھ ہلاتی دور سے دور ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جو درس گاہ بانہیں وا کیے "خوش آمدید" کہہ رہی تھی۔ اب وہ ہاتھ ہلاتے "الوداع" کہنے والی ہے۔

امرحہ نے ان احساسات کو لے کر خود کو دلگرفتہ ہوتے دیکھا۔

"وہ کارل کے سر پر کتابیں مار رہی ہے۔ وہ سائی کے پاس بیٹھی رو رہی ہے۔ وہ ویرا کی رولر کوسٹر کے پیچھے بیٹھی خوف سے چلا رہی ہے۔ وہ آکسفورڈ روڈ پر سائیکل چلا رہی ہے۔ اس نے عالیان کو گرا دیا ہے۔ وہ نوٹ پر نوٹ لے کر کھا رہی ہے اور وہ انہیں واپس کرتا خود کو ہلاتی جا رہی ہے۔ اس کے رونے کو اسٹوڈنٹس ایشین فلیگ کہنے لگے ہیں۔ اس کے رونے پر مانچسٹر کے ڈوب جانے کا ڈر ہے۔"

یونی ورسٹی کے اس سفر نے اسے کتنا بدل دیا۔

وہ سب ان ہی سائیکلوں پر بیٹھے مانچسٹر کی سڑکوں کو رنگین کرتے مانچسٹر شہر سے دور جا رہے تھے۔ پہلے کارل' سائی اور عالیان نے ریس لگائی۔ پھر کارل اور ویرا نے.....

اور وہ انہیں عالیان کے ساتھ کھڑی ہو کر دیکھتی رہی۔

✡ ✡ ✡

"اعمال نفیس پاکیزہ مخمل پر تحریر وہ نوری رباعی ہے جسے برگزیدوں کے سائے "آب حق" سے لکھا جاتا ہے۔"

لیڈی مہر۔ خدا کے بنائے خوش قسمت انسانوں میں سے ایک میں ہوں۔ میں خود پر نظر ڈالتی ہوں تو یقین رکھتی ہوں کہ خدا کو کیسا پیار ہے مجھ سے۔ میں نے اپنی زندگی کا ورق ورق کھنگال ڈالا کہ کیا مجھے کوئی ایسا دکھ ملا جس نے مجھے برباد کر ڈالا' جواب ہے نہیں۔

میرے عزیز شوہر اپنے وقت مقررہ پر رخصت ہو گئے اور میں نے ان کی موت پر صبر کو شکر سے اپنایا۔ میں جسمانی نقص کا شکار ہو گئی اور مجھے اس نقص پر بھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی' کیونکہ میں نے خود کو اس حقیقی تحریر کو پڑھنے کے قابل کر لیا تھا کہ مجھے بنانے والا مجھ سے سب سے زیادہ پیار کرنے والا ہے اور اس پیار کرنے والے کا فیصلہ ہر حال میں میرے حق میں بہتر ہی ہوگا۔ یہ فیصلہ تکلیف کی صورت وارد ہو یا کسی راحت کی صورت نصیب ہو۔ یہ میرے چاہنے والے کا فیصلہ ہوگا اور مہر عالم اپنے چاہنے والے کے ہر فیصلے پر سر کو ایسے جھکاتی ہے کہ وہ کبھی اٹھ نہ سکے۔

خدا کو کتنا راضی کر سکی ہوں میں' یہ شاید میں اس کے بندوں کو کتنا راضی رکھ سکی ہوں سے جان سکوں۔ میں ایک عام خاتون ہوں مہر عالم۔ میرے پیارے بیٹے ڈینس نے بچپن میں مجھے یہ خطاب لیڈی دیا تھا اور میں نے اسی وقت سے خود کو لیڈی مہر مان لیا۔ ڈینس کا دیا خطاب میرے لیے کسی شاہی خطاب کے باقاعدہ دیے جانے سے زیادہ خاص ہے۔ میں نے اپنے اعمال میں انسان کمائے ہیں۔ میری اس کمائی پر یقیناً "خدا خوش ہوگا اور میں یقیناً" خدا اس قلم کو دیکھنے کی درخواست کروں گی۔ جس سے اس نے میری قسمت لکھی' میری گود میں انمول انسان دیے اور مجھے ان کا سرپرست بنایا۔ خدا نے مجھے وہ اعزاز دیا جس پر شکر ممکن نہیں۔ "محبت بقا کی صورت اتھی اور ماں کی صورت گئی۔"

"سادھنا۔ انسان ایک مکمل زندگی گزار سکے' یہ کیونکر ممکن ہے۔ شاید کبھی نہیں' لیکن میرے لیے مکمل زندگی آریان کا ٹھیک ہو جانا ہے اور وہ ٹھیک ہو رہا ہے۔ میں اب

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

اپنی ماں سے کہتی ہوں کہ میں نے جان لیا ہے ماں ہونا کسے کہتے ہیں۔ ماں ہونا عظمت کو کہتے ہیں۔ ہر وہ انسان عظیم ہے جو ماں سا ہے۔ میں عظیم نہیں ہوں' لیکن آریان کہتا ہے۔ "میں ایک باہمت اور عظیم عورت کا بیٹا ہوں۔" اور آریان کے یہ الفاظ میرا کل اثاثہ ہیں۔ میری مکمل زندگی میں انسان دکھی کم اور تنہا زیادہ ہے۔"

سائی:۔ انسان کا اثاثہ کوئی ایک انسان یا چیز ہو سکتی ہے؟

یقیناً" نہیں۔ میرے اثاثے دنیا کے کونوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔ وہ مجھ سے فون پر' آن لائن باتیں کرتے ہیں۔ مجھے لمبی لمبی میسلز کرتے ہیں اور میں جذباتی ہو جاتا ہوں' کیسا خوش قسمت انسان ہوں میں۔ خدا نے مجھے وہ دل دیا جس میں سب کے سب دکھ ایسے محفوظ ہیں۔ جیسے سیکرٹ باکس میں قیمتی اشیائیں۔ نے اپنی ساعتوں کو نہیں دل کو کھلا رکھا۔ میں کبھی اکتایا نہیں اور میں نے کبھی عجلت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ میں نے کسی کی تکلیف کو معمولی نہیں سمجھا۔ میں نے انہیں ویسے ہی اپنے دل پر محسوس کیا جیسے وہ سنانے والے کے دل پر بیتا۔ دنیا بے شک غموں سے بھری پڑی ہے' لیکن اس غم سے بڑھ کر کوئی غم بڑا نہیں کہ آپ کے غم کو سننے والا کوئی نہیں۔ آپ کو تسلی دینے والا' آپ کے آنسو پونچھنے والا کوئی نہیں۔ میں سائی ایک نصیحت کرنا چاہتا ہوں۔

"افراتفری کے اس عالم میں ذرا دیر کو ٹھہر جائیں اور لفظوں کی کوچ کا انتظار نہ کریں اور اپنی ساعتوں کو اس گویائی کے قابل کریں جو گونگی ہوتی ہے اور چھپے ہوئے دکھوں اور سسکتی ہوئی تکلیفوں کی خاموشیوں کو سنیں اور یہ جان لیں کہ جو کلام خاموشی کرتی ہے وہ زبان نہیں کر سکتی۔ جو بیان نہیں کیا جا سکتا صرف وہی محسوس کیا جا سکتا ہے تو سب سن لیں اور سب محسوس کریں۔"

"دنیا میں گھوم پھر کر میں یہ ہی خاموشیاں سنتا اور محسوس کرنا چاہتا ہوں۔"

"بلندیوں پر جدوجہد سے پہلے عزم کمندیں ڈالتا ہے۔"

ویرانہ:۔ زندگی سفر مسلسل ہے اور ہم اس کی سواری' زندگی کے اس موجودہ پڑاؤ سے گزرتے میں مشکلات کا شکار ہوئی ہوں۔ کیونکہ خود کو تھک تھک کر یہ کہتے رہنا کہ ہاں میں ایک اچھا انسان ہوں۔ مجھے یہ ہی کرنا تھا۔ کبھی کبھی بہت مشینی لگتا ہے۔ لیکن مجھے یہ خوشی ہے کہ میں نے محبت کو سرد نہیں پڑنے دیا اور نفرت کو اس کی طرف پیش قدمی نہیں کرنے دی۔ میں جذباتی طور پر کمزور ہو رہی ہوں' لیکن پھر بھی میں آگے بڑھتی رہوں گی۔ میں سخت موسموں میں پلی لڑکی ہوں' کیونکہ میں نے جان لیوا برفانی طوفانوں میں بھاگتے رہنے کا سبق سیکھا ہے اور میں اپنے سبق بھولتی نہیں۔

دکھ جس دریا میں بہتا ہے میں اس دریا پر پل بنا کر گزر جاتا ہوں۔"

"کارل:۔ دنیا کیسی وسیع ہے اور کیسے کیسے لوگوں سے بھری پڑی ہے مجھے ذرا تفصیل سے دنیا میں نکل کر دیکھنا چاہیے۔

یہ بات بہت پہلے سے طے تھی کہ ڈگری کے بعد میں اور عالیان' ماما کے گھر میں شفٹ ہو جائیں گے اور مل کر بزنس کریں گے۔ لیکن اب میں نے اپنا ارادہ بدل دیا ہے۔ عالیان کو بزنس کرنا ہے اور مجھے ہنگامہ' مجھے یہ لگتا ہے کہ دنیا میں بہت سے لوگ میرا انتظار کر رہے ہیں کہ کارل آجاؤ اور کچھ کر دکھاؤ اور مجھے یہ یقین سا بھی ہے کہ کہیں کوئی ایک خاص صرف میرے انتظار میں ہے۔ تو میں انتظار کرنے والوں کا انتظار ختم کرنا چاہتا ہوں۔ اسی قلم سے میں دوبارہ آنے کے لیے جا رہا ہوں۔ میرا انتظار کیا جائے۔ میں انتظار ختم کرنے جا رہا ہوں۔

"علم جس وسعت پر محیط ہے شاگرد اس کا کوزہ ہے۔"

امرحہ:۔ فاتحوں کی آنکھوں کی چمک کیسی ہوتی ہوگی؟ شفاف اور نڈر۔ عالم کل کی روشنی سے بھرپور۔ اور ان کی آہٹیں۔ سورج کی آمد سی بروقت اور ان کا ارتکاز' آکاش سا بلند۔ قائم' اور مضبوط فاتح۔

کیا میرا شمار فاتحوں میں نہیں ہوگا۔ یقیناً" ہاں کیونکہ میں گری' میں اٹھی اور میں پھر سے چل دی۔ میں کمزور تھی میں مضبوط ہوتی چلی گئی۔ میں نے چلنا سیکھا اور میں دوڑنے بھی لگوں گی اور اڑنے بھی۔ اگر میرے والدین میرے دو پر بن جاتے تو میں بہت پہلے زندگی کے آفاق پر اڑنے لگتی۔ لیکن میرے خطے میں ابھی اڑانے کا رواج نہیں آیا' یہ کوئی فرسودہ یا جاہلانہ رسم نہیں کہ اس پر شرمندہ ہوا جائے یہ تو فخر ہے۔ میں امرحہ اپنی وہ اڑان ضرور اڑوں گی جو ہر انسان کا حق ہے۔ زندگی کی وسعتوں میں' میں اپنے آسمان تلاش کرتی رہوں گی۔

"جوہر کل" مقصد حیات کے بازار میں عمل کے داموں فروخت ہوتا ہے۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"عالیان"۔ مقصد حیات کی جامع وضاحت مجھ پر کھلی تو میں نے اس دکھ کو کم ہوتے پایا جو ماما کو لے کر میں اپنے دل پر محسوس کیا کرتا تھا۔

اب میں پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو سوچتا ہوں کہ بعض اوقات ہم خود اپنے لیے تکلیفیں بھاگ دوڑ کر اکٹھی کرتے ہیں۔ ان پر بار بار سوال اٹھاتے ہیں۔ انہیں کریدتے ہیں۔ ان پر آنسو بہانے کے مواقع تلاش کرتے ہیں لیکن انہیں ترک کردینے کے طریقوں پر غور نہیں کرتے۔ ہم سب سے زیادہ ظالم خود اپنے لیے ہوتے ہیں۔ میں اب اپنی سوچ کو پہلے سے زیادہ مثبت اور ارادوں کو مضبوط کررہا ہوں کیونکہ مجھے جلد ہی "مہر ہاؤس" کی بنیاد رکھنی ہے جس کی گنتی ایک سے شروع ہوگی اور پھر گنتی ختم ہونے میں نہیں آئے گی۔ جہاں بچوں کو جوہر کل کی کہانیاں سنائی جائیں گی اور روشن صبحوں کی نوید دی جائے گی۔

☼ ☼ ☼

"A Tale of Aliyan and Amarah"
"Join us To Celebrate its End"

لیڈی مہر نے ان کی شادی کے لیے کتاب نما کارڈ پر یہ لکھوایا تھا۔ شنل کاک میں اب ان دونوں کی شادی کی تیاریاں تیز کردی گئی ہیں۔ شنل کاک کے قریب ہی ایک چھوٹا سا خوب صورت گھر ان دونوں کے لیے خرید لیا گیا ہے کہ وہ دونوں اپنی ذمہ دارانہ زندگی کا آغاز اپنے بل بوتے پر کریں۔ ڈینس مستقل ماما مہر کے پاس آکر رہنا چاہتا ہے۔

لیڈی مہر ویڈنگ پلانرز کے ساتھ کافی مصروف رہتی ہیں۔ ان کے لاڈلے بیٹے کی شادی ہے۔ ان کا دل چاہتا ہے سارے مانچسٹر کو اکٹھا کرلیں ورنہ ساری برطانیہ کو تو ضرور ہی سڑکوں پر نکال لائیں کہ میرا بیٹا بگھی میں اپنی دلہن کو بٹھائے گزرے گا تم سب نے ہاتھ ہلانے ہیں' ان پر پھول برسانے ہیں۔ اور ان کے بس میں ہو تو وہ براہ راست ان کی شادی کی ٹرانسمیشن چلا دیں کہ ساری دنیا بیٹھ کر دونوں کی شادی دیکھے کیوں یہ ضروری نہیں کہ شاہی خاندان ہی ایسی شادیاں کرتا پھرے۔

فارغ وقت میں ویرا ابھی شادی کے لیے کچھ نہ کچھ پلان کرتی رہتی ہے۔ این نے اپنے ماما پاپا سے جاپان سے Ni Anata No10 لکھاست رنگی پارچہ منگوایا ہے۔ اور این ان سے جاپانی رسم کے مطابق شادی کے دن گھر واپسی پر شیشے کی سلیں تڑوانا چاہتی ہے۔ پراگ کے ـــــ کچھ دوست ان کی شادی کے دن ایک پودا لگانا چاہتے ہیں کہ ان کی زندگی سرسبز و شاداب رہے۔ ان کے کچھ دوسرے دوست ان کے آگے رنگوں میں بھرے تھال رکھنا چاہتے ہیں جن میں ہاتھ ڈبو کر وہ کینوس پر ثبت کرتے جائیں گے اور اس کینوس کو اپنے گھر میں نمایاں جگہ لگادیں۔ اور بھی بہت سے دوست اپنے اپنے دیس کی دل پسند رسمیں کرنے والے ہیں۔ یوں ان کی شادی یونیورسل ہونے والی ہے۔ اور یہی سب دوست سرور اتوں میں آتش دان کے پاس بیٹھ کر اپنے پوتے پوتیوں کو ان کی کہانی کچھ یوں شروع کرکے سنانے والے ہیں۔

تو تقریب کا آغاز چینی ساختہ بڑے بڑے ڈرموں کے بجنے سے ہوگا' فی الحال یہی سب طے کیا گیا ہے Anselm ہال مینس ڈگری کے بعد اپنے اپنے گھروں کو بالکل جانے والے نہیں ہیں۔ انہیں اور کتنے ہی پروفیسرز' ان گنت یونی فیلوز اور ان دونوں کے کلاس فیلوز کو شادی میں شرکت کرنی ہے جس کی خبر The Tab Manchester میں مختصراً" کہانی کے ساتھ آچکی ہے تو ایک اندازے سے سارا مانچسٹر اکٹھا ہونے ہی والا ہے۔ ویس ویس کے اسٹوڈنٹس الگ سے۔

دنیا بھر سے لیڈی مہر کے سب بچے شنل کاک آنے ہی والے ہیں۔ ویرا' این کے والدین' آریان' آریان کے پاپا' دادا' رانیہ وغیرہ سب' شارلٹ کو جورڈن کے ساتھ مل کر عالیان امرح کہانی ایکٹ کرکے پیش کرنی ہے۔ جورڈن' عالیان بنے گا اور شارلٹ' امرح۔ مورگن نے بس کسی طرح سے ایک گانا تیار کرلیا ہے۔ سائی' روپا کے ساتھ شادی میں شرکت کرے گا اور ایک لمبی تقریر کرے گا' اب وہ بولے گا اور سب سنیں گے۔ بہت سن لیا سب کو۔

کارل نے ان گنت بے ضرر اور معمولی سے ویڈنگ پرانک تیار کیے ہیں۔ جن میں سب سے بے ضرر دولہا' دلہن کی بغیر چھت کی کار جسے وہ شہ بالا چلا رہا ہوگا' کان گنت مہمانوں کے ہجوم میں بے قابو ہوجانا ہوگا۔ مہمان بھاگیں گے' چلائیں گے اور دولہا' دلہن کا گلابی رنگ سفید پڑ جائے گا۔ کیسا مزا آئے گا۔ مزید یہ کہ دور لیکن وہیں موجود پھولوں سے سجی جھیل میں کار کا شزاپ سے گر سا جانا ہوگا۔ یہ مذاق قطعاً" نہیں ہے۔ وہ پورے ہوش و حواس سے سنجیدہ ہے۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

توامتحانات کے ختم ہوتے ہی' رزلٹ سے پہلے انہوں نے پچھلی پارٹی رکھ لی۔ پارٹی کا افتتاح کارل کے ڈانس سے ہوا۔ پہلے ہاف یعنی شادی سے پہلے میں وہ بھلا چنگا ڈانس کرتا رہا' دوسرے ہاف میں لولے لنگڑوں کی طرح۔ یعنی شادی کے بعد عالیان کا حال۔

دوسرا ہاف ایسے کامیاب رہا کہ سب ہنس ہنس کر تھک چکے ہیں۔ پھر بھی ہنس رہے ہیں۔ شادی کے بعد ساری دنیا تمہارے حال پر ایسے ہی ہنسے گی' وقت ہے سوچ لو" کارل نے ہنسنے والوں کی طرف اشارہ کرکے دائیں آنکھ دبا کر کہا۔

"مجھے انتظار رہے گا۔" عالیان نے بھی آنکھ دبائی۔

ہال اندھیرے میں ڈوب گیا' صرف فلور پر روشنی رہ گئی۔ فلور پر لاتعداد الارم رکھ دیے گئے اور وہ ایک ایک کرکے بجنے لگے۔ خطرے کی گھنٹیاں... خطرہ... خطرہ... ویلکم ویک کا منظر۔ آسک ای کھڑے ہیں۔ اسٹوڈنٹس ادھر ادھر چل پھر رہے ہیں۔ زمین زلزلے کی طرح دھم دھم کرنے لگی ہے... کیوں...

کیونکہ ایشین فلیگ کو سنبھالتی' لمبے بالوں والی لڑکی چلتی آرہی ہے اور آسک ای بنے عالیان کے پاس آکر کھڑی ہوجاتی ہے۔ سب اسٹوڈنٹس ان کے گرد دائرے میں سمٹ آئے ہیں۔ ڈی جے نے دھماکا کیا اور سب اچھل کر قلابازی لگاتے چت گر گئے ہیں اور کارل فلور پر بیٹھ کر بھاں بھاں کرکے رونے لگا ہے۔

سمندری لہروں کی آوازیں... اور یہ ایک بڑی سونامی کی لہر آئی اور سب اس میں بہہ رہے ہیں... ہائے مانچسٹر گیا... سب فلور پر تیرتے' ڈوبنے کی اداکاری کر رہے ہیں اور اسکی کامیابی سے کر رہے ہیں کہ عالیان ہنس ہنس کر دیوانہ ہو رہا ہے۔

اب امل اٹھا اور فلور پر سر کو جھٹکتے بے نیازی سے چلنے لگا ہے اور پیچھے یونی کی عوام دوپٹے سے الجھ الجھ کر لولی' لنگڑی ہوتی جارہی ہے۔ ہال پھر سے اندھیرے میں ڈوب گیا اور اس بار روشنی ہوئی تو فلور پر ڈریگن ریڈ تیار تھی۔ اور سب نے ماسک پہن لیے اور امل اور عالیان کے گرد جمع ہونے لگے۔ سائی ڈرم بجا رہا تھا اور شاہ ویز دھاتی پلیٹیں پس منظر میں چینی گانا الگ سے چل رہا تھا۔ ہال پھر سے اندھیرے میں ڈوبا اور روشنی ہوتے ہی امل سائیکل چلاتا نظر آیا اور عالیان کو گرا کر یہ جا وہ جا۔ پھر آیا پھر گرا' پھر آیا پھر...

ہال اندھیرے میں ڈوبا اور اس بار امل سرخ گھونگھٹ میں نظر آیا اور بھاں بھاں کرکے روتے قبول ہے کہنے کے بجائے عالیان کے کیے ظلم دنیا بھر کو بتا رہا ہے۔ ظالم عالیان... مظلوم بے چاری امرحہ۔

اس پورے تھیٹر کے بعد سب نے ایک ایک منٹ کی تقریر عالیان کے لیے کی کہ ابھی بھی وقت ہے' پچھلے دروازے سے بھاگ لو۔ پھر نہ گدھوں میں شمار ہو گا نہ گھوڑوں میں' صرف شوہروں میں وہ بھی شرمندگی سے۔

کارل نے اپنی تقریر کا آغاز کچھ یوں کیا۔ "میں نے ہمیشہ آپ سب کا بھلا چاہا۔"

"ہمیں اس میں کبھی شک نہیں رہا۔" شاہ ویز نے تو بھری بھرپور دانت نکالے۔

"اور میں ہمیشہ چاہتا رہوں گا۔" کارل نے شاہ ویز سے بڑے دانت نکالے۔

"ظاہر ہے ہماری قسمت اتنی اچھی کیسے ہوسکتی ہے۔" سائی نے رو کر کہا۔

"مجھے تو یہ آئیڈیا ہی بوگس لگتا ہے کہ دو لوگ اتنا لمبا وقت ایک دوسرے کو برداشت کریں۔"

"تمہارے معاملے میں یہ سچ ہوگا نا۔" عالیان نے بلند بانگ کہا۔

"تو اگر ایک اچھی زندگی گزارنی ہے تو شادی۔"

"ویسے تمہاری شادی کسی شہزادی سے ہوگی' یہ میری پیش گوئی ہے۔" جم نے اسے تقریر کے درمیان ہی ٹوکا۔

"مجھے یہ پیش گوئی اچھی لگی جم... اور تم بھی جو کبھی نہیں لگے۔" کارل بھول رہا تھا کہ ابھی اس نے "نو شادی" کا مشورہ سب کو دیا ہے۔ اب وہ اپنی شادی کی پیش گوئی پر خوش ہو رہا ہے۔

"اور وہ شہزادی ساٹھ سیکنڈز کے اندر اندر صدمے سے مرجائے گی۔"

جیسے کارل کی مسکراہٹ ایک دم سے غائب ہوئی' اس پر سارے مینرز ایک طرف رکھ کر وہ سب اجڈ گنواروں کی طرح ہنسے۔ رکے... پھر ہنسے اور ہنستے ہی رہے۔

"یہ بھی برا نہیں' جلدی جان چھوڑ دے گی میری" کارل کی بلا سے دو سو شہزادیاں مرجائیں۔"

"تم مانچسٹر چھوڑ دو گے۔" جے پیٹرسن نے اگلی پیش گوئی کی۔

"تم برطانیہ بھی چھوڑ دو گے۔" ڈیرک نے کہا۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

"اب یہ نہ کہہ دینا یہ دنیا بھی چھوڑ دے گا۔" سائی بھی کیوں پیچھے رہتا۔

"اس نے تو کہا نہیں' لیکن اس کے کندھے پر گن رکھ کر تم نے ضرور کہہ دیا۔" کارل نے ان سب کی طرف دیکھا اور گلا کھنکارا۔

"اب یہ سارا ماحول میرے لیے بن ہی گیا ہے تو سنو میں تم سب کے بارے میں پیشن گوئی کرتا ہوں۔ تم سب بری طرح سے مجھے یاد کرنے والے ہو۔ اتنا کہ تمہیں میرے نام کے دورے پڑا کریں گے اور تم یہ دعا کیا کرو گے کہ کہیں سے میں آجاؤں اور تمہاری جان عذاب میں لے آؤں۔ تم اپنے بچوں کے نام کارل رکھو گے اور اپنی سویٹ ہارٹ کو سویٹ کارل کہہ دیا کرو گے۔ تمہارا کہیں دل نہیں لگے گا تم دنیا میں پاگلوں کی طرح مجھے ڈھونڈتے پھرو گے۔ تمہاری بیویاں نفسیاتی ڈاکٹروں کے پاس تمہیں لے کر جائیں گی اور بالآخر تم سے طلاق لے لیں گی۔ تمہارے پاس بڑے گھر ہوں گے' کئی کئی گاڑیاں' کھانے کو دنیا جہان کے کھانے' لیکن تمہارے پاس ایک کارل نہیں ہوگا... اور بس یوں ہر چیز کا مزا خراب ہوگا۔ تم یونی کی' ایک ایک بات' ایک ایک پل بھول جاؤ گے سوائے کارل وی کریٹ کے۔"

کارل نے آخری جملہ بہت سکون سے ہاتھ ان سب کی طرف لہرا کر کہا۔ یعنی وہ سیدھے سیدھے یہ کہہ رہا تھا کہ "زندہ رہنے کے لیے بہت ضرورتیں درپیش ہوں گی' لیکن ہاپچل کے لیے صرف ایک۔"

زندگی میں ایک کارل... زندگی میں صرف ایک کارل...

اس پارٹی سے اگلی رات امرحہ کو ویرا' لیڈی مہر' این سادھنا' شارلٹ' مورگن کی طرف سے دی جانے والی بیچلر پارٹی تھی۔ جس میں کارل نے لڑکی کا گیٹ اپ اپنا کر گھنے کی کوشش کی۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس نے ایسے میک اپ کیا تھا کہ لڑکیاں اسے دیکھ کر ڈوب مرتیں کہ ایسے بھی تیار ہوا جاسکتا ہے۔ لیکن سائی نے پہلے ہی ویرا کو فون کر کے بتا دیا تھا کہ کارل بال آرہا ہے اور ویرا نے کارل کو بال کے دروازے پر ہی پکڑ کر پلٹا گیا۔

اس پارٹی سے پہلے ویرا نے اس کے کمرے سے پیغامات چرا کر این کے ساتھ رات کو ہال جا کر درخت کو میسج ٹری کی صورت سجا دیا تھا تو عامیان جس کا یہ خواب تھا کہ ایسا سانحہ اس کے ساتھ بھی ہو گزرے تو وہ خواب اس کا پورا ہوا اور کارل اور سائی کو اس درخت سے دور رکھتے وہ اس حقیقت کو خواب ناکی سے دیکھتا رہا۔

ہال کی آرائش قابل دید تھی۔ یہ وہی پرانے قلعے سا ہال ہے جس میں شارلٹ کی شادی کی پارٹی ہوئی تھی۔ جس کے عین درمیان میں بہت بڑا گول فلور ہے اور جس کی چھت پر ایک انچ ایسی جگہ نہیں تھی جہاں سے روشنی نہ پھوٹ رہی ہو۔

ہلکی نیلی اور سفید روشنیوں کے ملاپ سے اس وقت فلور جگمگا رہا ہے' اور سنہری لمبی فراک میں ویرا' امرحہ کے ایک ہاتھ کو اٹھائے اور ایک کو کمر میں رکھے آہستگی سے فلور پر دائرے میں حرکت میں ہے۔ امرحہ ہنستی جاری ہے۔ پھر شارلٹ نے امرحہ کو پکڑ لیا اور قطعاً" نرمی کا مظاہرہ نہیں کیا اور تیز تیز گھمایا... پھر این اور پھر ایک ایک کر کے سب نے اور آخر میں اسے ایک منٹ کے لیے سیدھا کھڑا رہنے کے لیے کہا۔

وہ پورے پانچ منٹ تک فلور پر گری پڑی رہی۔

پھر فلور پر مشروبات بھرے گلاس رکھ دیے گئے اور امرحہ کو ایک' لیکن درست مشروب اٹھا کر پینے کے لیے کہا گیا۔ گلاس مختلف رنگوں کے تھے جو اپنے اندر موجود مشروب کے رنگ کو بدل کر منعکس کر رہے تھے۔ امرحہ کو فلور پر لاتعداد گلاسوں کے درمیان چلتے ایک گلاس کو اٹھا کر پینا تھا۔ وہ جھک کر یا سونگھ کر کسی گلاس کا مشاہدہ نہیں کر سکتی تھی۔ غلط مشروب اٹھانے پر فلور پر موجود عوام باقی کے مشروبات بھرے گلاس اٹھا کر اس پر انڈیل دے گی۔ جن میں سے چند میں نیلی پیلی سیاہیاں تھیں۔

"پچیس سیکنڈ۔" ویرا جوش سے چلائی۔

اس کا وقت ختم ہونے والا تھا۔ اس نے آخر کار آنکھیں بند کیں اور اگر بگڑ کہا اور جس گلاس پر انگلی آئی اسے اٹھا لیا اور ڈرتے ڈرتے سب کو دیکھا۔ سب مسکراہٹیں دبائے کھڑی تھیں۔ اس نے ہرے رنگ کے گلاس میں نیلے نظر آتے مشروب کا ایک گھونٹ بھرا اور اگر بگڑ کام کر گیا۔ وہ انار کا جوس ہی نکلا۔ اس کا لباس تباہ ہونے سے بچ گیا۔

پھر انہوں نے اسے فلور کے عین درمیان کھڑا ہو جانے دیا اور وہ سب اس کے آس پاس' آگے پیچھے اس کے لباس پر جھک گئیں۔ کچھ اس کے دامن کے پاس نیچے بیٹھ گئیں

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور مصنوعی لیکن دلکش پھولوں' بیلوں' ستاروں کو اس کے لباس میں جڑنے لگیں۔ اپنی نیک تمناؤں کو بطور سجاوٹ وہ اسے پیش کررہی ہیں۔

شکل چاند اور مخمل تاج پھولوں کو ویرا نے اس کے سر پر رکھا' پھر اس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی۔ اب وہ ساری لڑکیاں جن سے ہال بھرا پڑا ہے۔ اس کے گرد سمٹ آئیں۔ ایک دوسرے کو شرارتاً" دھکے دینے لگیں اور امرحہ کو کھینچنے لگیں یا امرحہ کے آگے ہونے لگیں۔ ہال میں امرحہ' امرحہ کی آوازیں گونجنے لگیں۔ امرحہ کو یہ تاج کسی ایک کے سر پر رکھنا تھا۔ ایسے موقعے بار بار تھوڑی آتے ہیں۔ امرحہ کسی کے سر پر بھی تاج رکھنے کے لیے تیار نہیں تھی اور آخر کار انہیں خوب تھکا کر اس نے کسی ایک کے سر پر رکھ دیا۔

"میرا دولہا جورڈن جیسا ہو' ورنہ کوئی نہ ہو۔" این خوشی سے چلائی۔ تاج اس کے سر پر رکھا گیا تھا۔

"میرا جورڈن ہی نہ لے اڑنا۔" شارلٹ نے قہقہہ لگایا۔

پھر ایک بہت بڑے بورڈ پر عالیان کی تصویر لگادی گئی اور پندرہ لڑکیوں نے آگے بڑھ کر تصویر کے پندرہ حصے ایک ایک کرکے اپنے ہاتھ میں لے لیے۔ اب امرحہ کو ایک ایک کے پاس جاکر انہیں دعادے کر' ان کی تعریف کرکے' منت کرکے' خوشامد کرکے' کیسے بھی وہ حصہ لانا تھا اور ایک ایک کرکے تصویر مکمل کرنی تھی۔ وقت مقرر تھا اور اگر وہ وقت مقررہ تک تصویر مکمل نہ کرسکی تو اسے دنیا کی بھونڈ ترین محبوبہ کی "Sash" کراس پٹی پہنادی جائے' جو ہر صورت اسے اپنے ویڈنگ ڈریس پر بھی پہنے رکھنی ہوگی۔

اب امرحہ ایک ایک کے پاس جارہی ہے۔ انہیں دعا دے رہی ہے' خوشامد کررہی ہے۔ ان کی تعریف کررہی ہے۔ منت کررہی ہے' پھر ہاتھ جوڑ کر ان کے سامنے رونی صورت بنا کر بیٹھ رہی ہے۔ اتنی ڈھیٹ تھیں سب کہ' اسے عالیان دینے کے لیے تیار ہی نہیں تھیں۔ سادھنا نے بڑے آرام سے دے دیا۔ شہزا نے بڑا تنگ کیا اور آخر میں وہ ویرا کے پاس آئی اور سنہرے بالوں والی' حسن میں کمال کو چھوتی لڑکی کی بھیلی کھولنے کو اس کا دل نہیں چاہا۔ وہ چھوہر محبوبہ کا خطاب لے لے گی۔

دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں اور جیسے ویرا نے جان لیا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے اور اس نے اپنے چہرے کو اس کی محبت سے بھگو لیا کہ امرحہ جان لے کہ آخر کار معصومانہ محبت سے آگے کچھ نہیں ہوتا۔ وہ اپنی ہتھیلی اس کے آگے کھول دیتی' کہ اس سے پہلے امرحہ نے اس کے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھ میں لے کر محبت سے دبایا اور سرگوشی کی۔

"مجھے تم ہی دعا کی طرح لگی ہو' تمہیں میری دعاؤں کی ضرورت نہیں ہے۔"

ویرا نے ہتھیلی کھول کر اس کے آگے کردی' جسے وہ بند کیے رکھنے کا ارادہ بھی نہیں رکھتی تھی اور امرحہ نے عالیان کو مکمل کرلیا۔

ہال میں اندھیرا چھا گیا۔ امرحہ کو وہاں سے باہر لے جایا گیا اور کچھ دیر بعد واپس لایا گیا۔ فلور پر جابجا قد آدم سنہری چوکھٹوں میں جڑے آئینے کھڑے کیے رکھے تھے۔ سارا ہال اندھیرے میں ڈوبا تھا۔ صرف فلور اب نارنجی اور ہلکی گلابی روشنیاں منعکس کررہا تھا۔ اسے بیچ آئینوں کے درمیان کھڑا کردیا گیا۔

سارا ماحول جیسے ایک دم سے بدلا۔ اس نے خود کو سنہری قلم سے لکھی جانے والی الوہی داستان پایا جو سنی جاتی ہے نہ سنائی۔ صرف دکھائی دیتی ہے۔ خوابوں کی رحم دلی سے۔ اس نے گھوم کر چاروں اطراف دیکھا اور اس کی آنکھیں سب ہی سنہری خواب سموئے چمکنے لگیں۔ اس نے سر کو ذرا سا اٹھایا اور اپنے دامن کا کونا ایک ہاتھ میں پکڑا اور ذرا سا گھوم کر ایسے لہرائی جیسے خود سے ہی مرعوب ہو۔

"کیا کررہی ہو امرحہ۔ اچھا جلدی کرو۔ کسی ایک آئینے کے پیچھے عالیان کھڑا ہے۔ ہم سب منتظر ہیں کہ تم اسے ڈھونڈ پاتی ہو کہ نہیں۔" ویرا نے اندھیرے حصے سے بلند آواز میں کہا۔ وہ چونکی۔ آئینے اس کے قد سے اونچے تھے اور صورت بگاڑنے والے تھے۔ کسی میں اس کی ٹھوڑی پیروں کو چھو رہی تھی۔ کسی میں وہ بالشت بھر کی نظر آرہی تھی' کسی میں موٹی بھدی' کسی میں چیونٹی سی اور کسی میں اس کا قد آسمان سے باتیں کررہا تھا۔ صرف تین آئینے ایسے تھے جن میں اس کا عکس مکمل تھا۔ "عالیان کس آئینے کے پیچھے ہو کوئی اشارہ ہی دے دو۔" اس نے سرگوشی کی جو ظاہر ہے کان لگانے والوں نے سن لی اور چیٹنگ کا شور ڈال دیا۔

"میں نے سوچا ہال میں خاموشی بہت ہے تھوڑا بہت ہنگامہ ہونا چاہیے۔" اس نے دانت نکال کر جھوٹ بولا۔

ہال میں شور اسی لیے نہیں تھا کہ وہ عالیان سے پوچھ نہ

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سکے اور عالیان بھی کھنکھار کریا کسی اور طرح سے اشارہ نہ دے سکے۔

آئینے کے پیچھے کھڑے عالیان کا دل چاہا کہ وہ ہولے سے پیر مار دے کہ اتنے سارے لوگوں میں اس کا سر بلند رہے 'لیکن پھر وہ یوں مسکرا دیا کہ چھپ جانا اور ڈھونڈ نکالنا بھی تو ایمان داری سے ہو۔

کھلی آنکھوں سے اس نے تصور باندھا کہ کیسے امرحہ آئینوں کے درمیان اپنے عکس پر مترنم ہوگی اور اسے جیت جانے کی جلدی نہیں ہوگی' اسے تو اسے پالینے کی فکر ہوگی۔ اب وہ عارضی طور پر بھی اسے گم شدہ رکھنے کے حق میں نہیں ہوگی۔ تصور کے اگلے پڑاؤ میں اس نے خود کو چند دن پہلے کے ایک منظر کو دہراتے دیکھا وہ دونوں شہر سے دور سبزے پر بیٹھے ہیں اور پھولوں کو اپنے گرد لک چھپاتے ہیں۔ عالیان نے اپنی آنکھیں ایک ہاتھ سے بند کر رکھی ہیں کیونکہ اب وہ اس باکس کو کھولنے ہی والی ہے جو وہ اتنی دور اپنے ساتھ لائی ہے اور ساتھ ساتھ اسے دھمکاتی جارہی ہے کہ اگر اس نے آنکھیں کھولیں تو وہ باکس کو تالا لگا کر چابی جھیل میں پھینک دے گی۔ اتنا ہی نہیں۔ جھیل میں کود کر چابی ڈھونڈ کر اسے ہی لانی ہوگی۔

ایک چابی کے لیے جھیل میں کون کودے' اس لیے اس نے آنکھیں بند ہی رکھیں اور اس کے کہنے پر ہی کھولیں اور اپنی کل کائنات کو مل بیٹھ کر بانٹ لینے کے انداز سے اس نے کاغذ کے رول کو کھولا اور اس کے سامنے پھیلا دیا۔

"یہ دیکھو میری بہاروں کا ماخذ۔" وہ دنگ رہ گیا' افشاں اس کے چہرے پر بکھری تھی اور افشاں کی جھلملاہٹ امرحہ کی آنکھوں میں جھلمل کھل گئی تھیں۔

عالیان نے اس کی سمت اپنی گردن ناز سے بلند کی۔ "تو وہ اسے اپنے پاس رکھے ہوئے تھی۔" وہ پلک نہ جھپک سکا اور اسے دیکھتا رہا۔

"میری پیاری امرحہ۔" کیسا دل پر جلترنگ بجا رہنے کا احساس تھا۔

"یہ تم ہو۔" اپنی ساری دلربائی لیے وہ اس کے اسکیچ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر مسکرائی۔

اس کے دیکھتے رہنے کے انداز سے بس وہ پوری گل ارغوان سی منور ہوگئی اور اس کے عکس میں وہ خود کو 'لیکن دراصل اسے ہی پھر سے تلاشنے لگا۔ اسی کے کام سے لگے رہنا کیسا مسور کن تھا۔ اس نے ذرا سی آنکھیں بند کیں اس سوچ کے لیے جو نعمت کی طرح اس پر نازل ہوئی کہ کیا وہ پہروں اور راتوں میں اس کی تصویر کو دیکھا کرتی رہی ہے۔ اور ٹھیک اسی دوران امرحہ نے اس کی ان آنکھوں سے جن پر اسی کا قبضہ تھا' یہ جانچ لیا کہ وہ کس سوچ میں مبتلا ہیں۔

"ایک بار ایسا ہوا کہ صبح ہوگئی اور مجھے اس سے شکایت ہوئی۔ اس نے بتایا بھی نہیں اور بتا بھی دیا کہ جیسے اس نے پوچھا بھی نہیں اور پوچھ بھی لیا۔"

"تم مجھے رات بھر دیکھتی رہیں۔" اس نے لفظ "مجھے" استعمال کیا۔

امرحہ باکس میں سے سرخ ربن نکالنے لگی' لیکن اس کے ہاتھوں کی نازاں جنبش سے اس نے جان لیا کہ وہ کتنی راتوں تک اسے تھامے آنکھوں کے سامنے رکھتے رہے تھے اور کبھی تھکے نہیں تھے۔

امرحہ ربن ہاتھ میں لیے اب اسے ان کی کہانی سنا رہی تھی اور اس کے لیے مشکل تھا۔ دو کام ایک ساتھ کرنا اسے دیکھتے رہنا اور اسے توجہ سے سننا۔

سچے جذبوں سے مسخر ہوتا ار تکاز دونوں میں آیا۔

ہاں بس یہیں۔ یہیں۔ "سماں یار" قائم ہوا۔

تصور کے اگلے پڑاؤ سے جس میں وہ بے شمار بار جا چکا تھا نکلا اور آئینے کے پیچھے خود کو موجود پایا۔

معصوم کا مینار نور سا شاہکار "آئینے کے اس اور اس پار"۔

آنکھیں بند کر لینے کا مقام "محویت"

آنکھیں کھول دینے کی عجلت "محبوبیت"

ایک ایک کر کے وہ ایک ایک آئینے کے پاس چل چل کر جانے لگی اور پھر سب کے درمیان کھڑی ہوگئی۔ یہ ایک پہیلی ہے جسے اسے بوجھنا ہے۔ کیا وہ اس آئینے کے پیچھے ہوگا۔ جس میں اس کا قد آسمان سے باتیں کررہا ہے کہ اسے پاکر وہ خوشی سے آسمان چھونے لگی یا اس میں جس میں وہ ایک سے کئی امرحہ بن گئی یا اس میں جس میں وہ مکمل ہے۔ اور ایسے تین آئینے ہیں وہ ان تین آئینوں کے پاس گئی اور غور کیا۔

"اوہ۔" اس نے اب غور کیا کہ جس میں وہ اپنے عکس کو مکمل سمجھ رہی تھی اس میں اس کا چہرہ اصل جسامت سے ذرا سا بڑا تھا۔ وہ دوسرے کے پاس گئی اور بہت غور کیا۔ وہ بھی اس کے عکس کو ٹھیک منعکس کررہا تھا۔ وہ

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تیسرے کی طرف پلٹنے لگی اور ایک دم سے رکی۔ بہت مدھم' بہت ہی ہلکا' یہ آئینہ اس کے عکس کو دہرا منعکس کررہا تھا۔ وہ تیسرے آئینے کے پاس گئی اور خود کو اچھی طرح سے دیکھا اور آئینے پر ہاتھ رکھ دیا کہ اسے یقین تھا جو آئینہ اسے مکمل کرے گا اسی کے پیچھے عالیان ہوگا۔

"یہاں ہے عالیان۔" اس نے بلند آواز سے کہا' پھر آواز دی۔ "عالیان" اور عالیان نے سنہری چوکھٹے کے کنارے سے ذرا سا آگے ہو کر دیکھا۔ ارغوانی پوشاک میں ملبوس' گھیردار دامن کو فرش پر پھیلائے' وہ آئینے پر ہاتھ رکھے کھڑی ہے۔ نارنجی اور گلابی روشنیوں کا ملاپ اس کے ادھ گندھے' ادھ کھلے بالوں میں کبھی نہ تھمنے کے لیے جھوم رہا ہے۔

"تو کیا اس کے جوتے کا بکل کھلا ہے۔ تو پھر اسے فورا" بیٹھ کر اسے بند کردینا چاہیے۔"

وہ ذرا سا آگے ہوا۔

اور سب ہی آئینے "ربابا" میں بدل گئے اور جھرمٹ در جھرمٹ ہی وہ اس کی تاروں سے کھنکنے لگے۔ اور مدھم سروں کی تعلیم دینے لگے۔

"عالیان...." امرحہ گیت مالا بنی ہنس دی۔

"چلو اب تو وہ گیت گادو جو گلابی گالوں والیاں سبزہ زاروں میں بھاگتی لہک لہک کر... "انتہائے عشق" میں گاتی ہیں۔

اور ساری چمکیلی مسکراہٹوں کی نگاہیں ہاتھ میں لیے عالیان ستارہ ستارہ ہوتی اپنی آنکھوں کو اس کی آنکھوں کی کندوں سے مطیع ہوتے ایسے سامنے آیا جیسے ساری دنیا چھپ گئی ہے اور شرارتا" انہیں ساکت کرگئی ہے۔

اور چلو اب وہ گیت بھی سنادو جو شب کو سحر کرنا ابتدائے جہاں یار ہے۔

امرحہ خوشی سے چلاتی اس سے پہلے اس نے اپنی سوچ کو نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

"میرے عکس کو تم ہی منعکس کرتے ہو.... مکمل.... تم میرا آئینہ ہو۔"

عالیان آگے بڑھا اور اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور اس کے عکس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔

"میں تم سے مکمل ہوں امرحہ۔"

"اور اب اس گیت کی ابتدا بھی کردو جو "جہان جاوداں" کی اور لیے جاتا ہے۔" اس کی بھوری آنکھیں سیاہ ہونے لگی اور امرحہ نے اپنی آنکھوں کو بھی سیاہ بنا پایا۔

ہال میں چھائی خاموشی مسرت انگیز لفظوں سے کلام میں بدلی اور وہ سب بڑے فن سے مسکرائیں جیسے وہ بھی چاہتی تھیں کہ وہ اسی آئینے کو پالے جس کے پیچھے عالیان تھا۔

پھر وہ باہر باغ میں آگئے' جہاں باغ میں پھیلا کر انسانی قد سے ذرا سی اونچی آسمانی لالٹینیں رکھی تھیں۔ وہ سب سرخ تھیں اور مختلف زبانوں میں ان پر عالیان' امرحہ لکھا تھا۔

"اووا" امرحہ بے یقینی سے چلا اٹھی۔ وائم اور نوال کی شادی میں جس طرح ان کے دوستوں نے ان کے لیے آسمان کو روشن کیا تھا امرحہ کے لیے مسحور کن تھا۔ وہ اتنی دیر تک سر کو اٹھائے دیکھتی رہی تھی کہ عالیان اور ویرا اس کے انہماک پر حیران تھے۔

"کیا تمہیں بھی ان کے سنگ اڑنا ہے۔" عالیان نے مذاقا" کہا تھا۔

"اگر ایسا ہو جائے تو کیا حرج ہے۔" وہ سنجیدہ تھی۔

اور ویرا اسے مبہوت کرنے کے لیے تیار تھی اور اس کے قد سے اونچی لالٹین بنوائی تھیں۔ وہ سب دو' دو کرکے ایک ایک لالٹین کے قریب کھڑی ہو گئیں۔

خوشی سے امرحہ کی آنکھیں جگمگ کرنے لگیں اور کتنے ہی آنسو اس کی آنکھیں بھگو گئے اور اس نے ویرا کو شانوں سے تھام لیا۔

"یہ تحفہ ہم سب کی طرف سے ہے امرحہ۔" ویرا نے این' سادھنا' شارلٹ' مورگن کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرکے کہا۔

امرحہ نے مسکرا کر ان سب کو دیکھا' شدت جذبات سے وہ ایک لفظ نہیں بول سکی۔

عالیان نے جھک کر لالٹین کو روشن کیا اور ان دونوں نے مل کر اسے بلند کردیا اور پھر اپنی گرفت سے انہیں آزاد کردیا۔

نام اس کا... نام میرا...

ساتھ اس کا... ساتھ ہمارا...

سرخ خیموں نے ان کے ناموں کو اپنی دسترس میں رکھتے ظلمت سیاہ کو جلوہ افروزی سے روشن کرنا شروع کردیا۔

حقیقت جہاں کی عکاس ہے۔

سماں بے مثال ہے۔

امرحہ اپنے آپ پر معصومانہ سامان کرنے لگی۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 | PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"مجھے اس حقیقت پر گمان ہے عالیان! وہ ذرا سا اس سے آگے بڑھ گئی تھی کہ گردن موڑ کر اس سے کہا۔"

اس کی گردن کا مرغولہ بلند خم اور اس کے کانوں کے دمکتے بندوں کے ہلکورں نے اسے سارے الفاظ بھولا دیے اور صرف اسے دیکھتا یا رہ گیا۔

"میں نے آسمانوں کی مسند سے اسے اترتے دیکھا
اور در خشاں پانیوں میں جھلملاتے
انوار نور کی دسترس میں
محبوب کی آواز سے آواز ملاتے
لوح جاں پر قلم بند ہوتے۔۔۔"

اس کے ایسے دیکھنے پر امرحہ نے چاہا کہ وہ کئی سو پھول بن جائے اور اس پر نچھاور ہو جائے' اس کی پوروں سے عطر پھوٹ نکلے اور وہ اس کی فضاؤں کو عطر آگیں کرتی جائے۔

سرخ لالٹین بلند ہوتی چار اطراف پھیل رہی تھیں۔ رات اسی سجاوٹ سے سجنے کے لیے پوری طرح سے تیار تھی۔

"تم سے محبت مجھ پر فرض ہے۔" وہ اس کے پاس چلا آیا۔

لالٹینوں کے سنگ اڑتیں امرحہ کی نظریں جھل روشن کو پلٹیں اور اسے ذرا دیر نہ لگی یہ کہنے میں۔

"اس فرض کو میں کبھی قضا نہیں ہونے دوں گی۔"

اور روشنیوں نے اپنے سارے ماخذ ڈھونڈ نکالے۔

"ایک امرحہ اور ایک عالیان سے۔"

اور وہ انہیں مرکز بناتیں "کائناتی پنکھڑیاں" بن کر کھل کر "کل نور" ہو گئیں۔

✡ ✡ ✡

درسگاہیں عبادت گاہوں کا درجہ رکھتی ہیں اور علم "ایمان" کا۔ دنیا میں کوئی ایسا میزان نہیں جس میں علم کو رکھ کر تولا جا سکے کہ کوئی وزن اس کے ہم پلہ ہو ہی نہیں سکتا۔ قومیں علم کے دم قدم سے زندہ رہتی ہیں اور پائندگی پاتی ہیں۔ اس لیے خوش قسمتی میں وہ لوگ امتیازی ہیں ایک وہ جو شاگرد ہے ایک وہ جو استاد ہے۔

بہار کا روشن دن آچکا ہے۔

دادا آچکے ہیں اور ویرا' این کے والدین بھی۔ شنل کاک میں میلہ سج گیا ہے۔ دیس دیس کی کہانیاں وہ ہی راتوں میں نشست گاہ میں سنا دی گئی ہیں۔ اور اب وہ سب سادھنا سمیت مانچسٹر یونی میں تقریب تقسیم اسناد میں موجود ہیں۔

ایک ایسا دن جب اعزاز یافتہ ہونے کا احساس ہوتا ہے اور خاص ہونا اچھا لگتا ہے۔ جب دل چاہتا ہے اور آگے بڑھا جائے اور ساری دنیا فتح کر لی جائے' جب بلندیاں چھوٹی لگتی ہیں اور حوصلے جوان۔ یونی کا سفر ختم ہونے جا رہا ہے۔ زندگی نئے اعزازات لیے آگے بھی تیار کھڑی ہے' سخت مقابلے اور نہ ختم ہونے والی دوڑ کے ساتھ۔

تو اس کھلے کھلے دن "گولڈ میڈل" گلے میں پہنے ویرا اور کارل نے "ڈگریاں" ہاتھ میں لیے عالیان امرحہ' این' شاہ ویز اور سائی نے "اپنے سب ہی کلاس فیلوز اور یونی فیلوز کے ساتھ کھلے آسمان تلے" سروں پر تاج کی طرح سجی سیاہ ٹوپیوں کو ہاتھ بلند کر کے پورے جوش سے ہوا میں اچھال دیا۔

"علم وہ روشنی ہے جس پر کوئی اندھیرا غالب نہیں۔"

وہ خود ہی فضا میں اچھلے۔

"علم سے قیمتی کچھ نہیں۔"

"ہم چیمپئن ہیں۔" وہ ایک ساتھ چلائے۔

اور علم کسی کی میراث نہیں۔

ٹوپیاں ایک بار پھر اچھالی گئیں۔ سیاہ گاؤن دلکشی سے پھڑپھڑائے۔

میں نے علم کی طرف لاعلمی سے سوال اچھالا۔ علم نے "س" مٹا کر "علم" ہو کر جواب دیا۔

اب وہ یونی میں بھاگ رہے ہیں اور چلا چلا کر اچھل رہے ہیں۔

میں نے علم کو سوچ سے شروع کیا۔ سوال سے کھوج نکالا اور جواب پر اگلے سوال کی طرف لپکا۔

یونیورسٹی کی حدود میں ان کے پرجوش نعرے گونجتے رہے اور ٹوپیاں گاہے بگاہے اچھلی جاتی ہیں۔

"اور علم کی فرضیت پر کوئی شک نہیں۔"

✡ ✡ ✡

مسک ہے کہ کہیں ماند نہیں اور سجاوٹ ہے کہ کہیں کم نہیں۔ زمین کی وسعت پر سبزہ ہے اور اس کے کناروں پر گلستان' آب رواں پر لمبی نوکوں والی کشتیاں پھولوں سے لدیں رواں ہونے کے لیے تیار ہیں۔ انہیں اپنے مہمانوں کا انتظار ہے۔

مسکراہٹوں کی اجارہ داری ہے اور جشن کا سماں۔

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY
RSPK.PAKSOCIETY.COM

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ سب اس رستے کے کنارے کھڑے ہیں' جہاں سے سرخ کار کو آنا ہے۔ اور دور سے وہ آتی نظر آنے لگی ہے جس کی پچھلی سیٹ پر ماما سر کا شہزادہ بیٹھا نظر آرہا ہے اور اس کے ساتھ بیٹھی دادا کی پری امرحہ اور آگے دولہا سا ہی خوب صورت لگتا شہہ بالا کارل اور اس کے ساتھ بیٹھی دلہن سی چکا چوند شہہ بالی دیرا۔

ان کے آتے ہی فضا میں شور اٹھا ہے اور وہ جوش سے چلانے کے لیے تیار ہونے لگے ہیں۔ عالیان کار سے اتر کر امرحہ کا ہاتھ پکڑنے کے لیے تیار ہے اور امرحہ اسے اپنا ہاتھ پکڑانے کے لیے تیار ہے۔ اور یہ شہنائیاں بجنے کی ابتدا ہے۔

سورج کی کرنیں درختوں کے جھنڈوں سے مصافحہ کرتیں' شاخوں پر ذرا ذرا رکتیں' دھند کے ذروں سے اپنائیت برتتیں' ان کے انتظار میں در آویزی کی چاپ لیے اتر رہی ہیں' مور پنکھ ہوائیں اپنے سنگ خوب صورت پروں والے پرندوں کی آوازیں دیس دیس سے اپنے پنکھوں پر بیٹھائے لا رہی ہیں۔

عالیان نے اس کا ہاتھ پکڑ رکھا ہے اور وہ اسے پل سے گزار کر دوسری طرف لے جا رہا ہے۔ وہ سمجھی وہ اسے وہ جگہ دکھانے لایا ہے جہاں ان کی شادی کی تقریب ہونی متوقع ہے' لیکن دھند کے بادلوں میں اترتے ہی اسے اپنا خیال بدلنا پڑا۔ اور خیال سا آیا کہ اس نے لہراتے بالوں کی فرمائش کی تھی اور اسے اس کے لباس کے خاص ہونے کی اتنی فکر رہی تھی۔

"تم کس یاد کو تازہ کرنے آئے ہو یہاں عالیان۔"

"یاد نہیں خواب' بہت سارے خواب۔ ماما کا کافی خرچ ہوا میرے ان خوابوں کو پورا کرنے کے لیے۔" عالیان نے اسے شانے سے پکڑ کر ذرا سا گھما کر کہا کہ وہ دیکھ لے وہ اسے کہاں لایا ہے۔

امرحہ کو اگلا سوال کرنے کی ضرورت نہیں تھی وہ اسے اپنے ہر خواب کے بارے میں بتا چکا تھا اور اسے ان خوابوں کی جملی صورت شمولیت پر اعتراض نہیں تھا۔

"تم نے کہا تھا میں جب بوڑھا ہو جاؤں گا تو مجھے پچھتانا پڑے گا' گھوڑے پر بیٹھنے میں مجھے تمہاری مدد کرنی چاہیے تھی۔ آؤ اب مل کر ان گھوڑوں سے پوچھیں آج ان پر لگام اور زین کہاں سے آئی۔" وہ اسے لے کر آگے بڑھا۔

"تم نے یہ سب صرف اس ایک بات کے لیے کیا؟"

امرحہ دیر تک مسکراتی رہی۔

"ہاں۔ میں پچھتانا نہیں چاہتا امرحہ۔ اور تمہاری باتیں میرے لیے صرف باتیں نہیں ہیں میں خود کو ان کا مطیع پاتا ہوں۔" وہ اسے ایک گھوڑے کے پاس لے آیا اور گھوڑے پر بیٹھنے میں اس کی مدد کی۔ اور پھر گھوڑے کی لگام پکڑلی۔

مسرتیں امرحہ کے ذہن سے خوشنما کلیاں بن کر جھڑیں اور دھند کے مرغولوں نے ان دونوں کی موجودگی کو ترنم سے کچھ یوں گویا کیا۔

"عشق جو اسرار اعظم ہے۔"

"یہ دونوں اس کے رازدار ہیں۔"

اور ان آخری الفاظ پر بنت حمید اپنے قلم کو روک دیتی ہے کہ مکمل کی میں نے داستان افکار۔

داستان یار۔ "یارم"

☆ ☆ ☆

"سب تعریفیں صرف اور صرف خدائے برتر کے لیے جو لفظ اتارتا ہے انہیں ترتیب دلواتا ہے اور جو ہر تخلیق پر قادر ہے۔"

☆

Copied From Web
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY